شیعہ سنی متفقہ ترجمہ قران

کا

عظیم فتنہ

THE ILM FOUNDATION

دی علم فاؤنڈیشن اور سنی شیعہ متفقہ ترجمہ قرآن کا پس منظر

2009 میں **"دی علم فاؤنڈیشن" (TIF)** کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا گیا جس کا بنیادی مشن بظاہر عصری تعلیمی اداروں میں قرآنی تعلیم کو فروغ دینا تھا۔ اس کی قیادت تنظیم اسلامی کے موجودہ امیر شجاع الدین شیخ صاحب کو سونپی گی۔

اسی دوران شجاع الدین شیخ کی سربراہی میں نوجوان علمائے کرام پر مشتمل ایک کمیٹی نے قرآن پاک کے ترجمے کا ابتدائی مسودہ تیار کیا، جسے منظوری کے لیے وزارتِ مذہبی امور کو پیش کردیا گیا۔

اس عمل کو تمام مکاتبِ فکر کے لیے قابلِ قبول بنانے کی غرض سے علم فاونڈیشن کے نمائندوں نے مختلف مذہبی وفاق جیسے دیوبندی، بریلوی، اہلِ حدیث، اور جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے مخصوص علماء سے رابطہ کیا۔

مزید بہتری اور اتفاقِ رائے کے لیے اسلام آباد میں مختلف مکاتبِ فکر کے چند علماء کو مدعو کیا گیا، جن میں مولانا منظور مینگل (دیوبندی)، حامد سعید کاظمی (بریلوی)، مولانا نجیب اللہ طارق (سلفی) اور شیعہ علماء شامل تھے۔

آخری مسودہ جو منظور ہوا اس پر آج بھی ابہام ہے کہ جو مسائل و مقامات حذف ہوئے تھے وہ طبع شدہ نسخے میں شامل ہیں اور جن مقامات کے دخول کی سفارش کی گی تھی وہ غائب ہیں۔

بہرحال یہ نسخہ اہل سنت کے عقائد و نظریات سے پوری طرح ہم آہنگ نہیں۔

مگر افسوس " مطالعہ قران حکیم" نامی یہ سنی شیعہ متفقہ ترجمہ قران آج خیبر پختو نخوا، پنجاب، اسلام آباد سمیت ملک بھر کے کئ تعلیمی اداروں میں رائج ہے۔

درپیش چیلنجز اور خدشات

اگرچہ بظاہر نیت قرآنی تعلیم کو عام کرنے کی تھی، مگر جب مواد سامنے آیا تو کچھ سنگین سوالات کھڑے ہو گئے:

۱۔ بنیادی بات

سنی اور شیعہ مکاتبِ فکر کے درمیان بنیادی عقائد میں قدیم زمانے سے گہرے اختلافات موجود ہیں۔ قرآنِ پاک کا مکمل اور ہر طرح کی تحریف سے پاک ہونا، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی دینی عظمت اور سچائی، ختم نبوت پر ابہام سے پاک عقیدہ ہونا کہ ائمہ انبیاء سے افضل نہیں وغیرہ ۔ اس پس منظر میں اگر کوئی ترجمہ یا تفسیر تیار کی جائے جس میں دونوں مکاتب کی نمائندگی ہو ، تو وہ محض ایک رسمی ہم آہنگی کہلائ جاسکتی ہے ، مگر اسے حقیقی علمی یا عقیدتی اتفاق قرار دینا حقیقت سے انکار ہوگا۔ یہی وہ بنیاد ہے جس پر اہلِ سنت والجماعت کا مؤقف کھڑا ہے۔ قصہ مختصر سنی شیعہ کا متفقہ ترجمہ ایک باطل خیال ہے

۲۔شیعہ مصادر کا شمول:

اس ترجمہ میں شیعہ بنیادی مصادر کے حوالہ جات شامل کئے گے ہیں اور وہ اہل سنت ولجماعت کے بنیادی مصادر کے ساتھ درج ہیں جیسے (بخاری، بحارالانوار)، (ترمذی، اصول کافی) وغیرہ۔ **یہ آمیزش اس ترجمہ کے بنیادی مقاصد میں سے ایک ہے**

اہلِ تشیع کے مستند مراجع بحارالانوار، اصولِ کافی، اور فصل الخطاب وغیرہ وہ کتب ہیں جن میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تنقیص، ختمِ نبوت کے حوالے سے ابہام، اور قرآن میں تحریف کے نظریات کی روایات موجود ہیں۔ ان میں بعض مقامات پر یہ تاثر دیا گیا ہے کہ (نعوذ باللہ) قرآن مجید نامکمل اور تحریف شدہ ہے، جو سراسر گمراہ کن اور ناقابلِ قبول ہے۔

جب ایک عام طالب علم ان حوالوں کو دیکھے گا تو اس کے نزدیک شیعہ مصادر بھی بخاری شریف و ترمذی جتنی معتبر ہوجائیں گی جو گمراہی کی طرف ایک بڑا قدم ہوگا۔ علم فاونڈیشن خاموشی سے اس زہر کو پھیلا رہی تھی مگر چند آوازیں اٹھنے کے بعد اب معاملہ دبانے کو کوشش کی جارہی ہے۔ فاونڈیشن دس سال میں ۵۰ لاکھ مفت نسخے تقسیم کرچکی ہے جس سے پھیلنے والی گمراہی و ابہام کا صرف اندازہ ہی کیا جاسکتا ہے۔

ایک پرفریب پیشرفت - علماء و عوام کی جانب سے تشویش و احتجاج سے مجبور ہوکر پچھلے چھ ماہ سے علم فاونڈیشن یہ چرچہ کر رہی ہے کہ ہم حوالے نکال دیں گے مگر اس دوران لاکھوں نسخہ مفت پھیلائے جاچکے ہیں اور یہ بھی کہا جارہا ہے کہ **اگر شیعہ مصادر نکلیں گے تو اہل سنت کے مستند مصادر بھی نکالنا پڑیں گے. یہ صورت ایک اسلامی مملکت میں انتہائ ذلت امیز و باطل ہے جو کسی صورت قابل قبول نہیں.**

بنیادی نکتہ یہ ہے کہ شیعہ کے ساتھ قرآن کریم کا متفقہ ترجمہ مرتب کرنا ایک باطل سازش ہے، جو اہلِ حق اہلِ سنت کے نزدیک کسی صورت قابلِ قبول نہیں۔ اسی بنا پر، شیعہ مصادر کو نکال دینے کے باوجود بھی یہ ترجمہ مسلمانانِ پاکستان کے لیے ہرگز قابلِ قبول نہیں ہو سکتا۔

۳۔اسلامیات کے نصاب پر شیعہ حملہ:

قران کریم پر شیعہ مصادر، نظریات اور فقہ کی آمیزش کے ساتھ شیعہ لابی نے ملک بھر کے اسلامیات کے نصاب میں بھی کامیابی کے ساتھ اپنے مصادر اور نظریات کی آمیزش کردی ہے۔ مشترکہ قومی نصاب کی آڑ میں یہ کام بڑی سرعت سے کیا گیا ہے۔

۴۔ تنظیم اسلامی کا بڑھتا ہوا اثر:

گزشتہ 15 برسوں میں اس نصاب سے جُڑے طلبہ اور فارغ التحصیل افراد کا قرآن فہمی کا زاویہ تنظیم اسلامی کے نظریات سے متاثر ہونے کا خدشہ ہے، جو کہ مودودیت اور فراہی و اصلاحی افکار سے وابستہ ہیں۔ انٹرنیٹ پر تمام قرآنی دروس شجاع الدین شیخ یا تنظیم اسلامی کے افراد کے ہیں۔ اس طرح آگے چل کر یہ ساری سازش عوام اور علماء کے درمیان ایک خلیج پیدا کردے گی۔ یہ بھی ذہن میں رہے تنظیم اسلامی پر مودودیت کی فکر غالب ہے۔ ان کا بنیادی قرآنی نصابی ترجمہ بھی مودودی صاحب کی تفہیم القران ہے۔ یہ بات بھی اظہرمن الشمس ہے کہ مودودی صاحب کی تصانیف میں تنقید صحابہ رضی اللہ عنہم کا عنصر موجود ہے جو شیعت سے مستعار ہے۔ اس علاوہ یہ حضرات علماء اہل سنت کے شیعہ اثناء عشری کے بارے میں اکابرین امت کے اجماعی فیصلے کے بھی منکر ہیں۔

علماء کرام کی حمایت

علم فاونڈیشن نے شروع سے دجل و فریب اختیار کیا۔ کچھ علماء کو کام حوالہ جات کے بغیر دکھایا اور ان کی گفتگو کو مثبت اندا دے کر چھاپ دیا، کہیں نسخہ ہاتھ میں پکڑا کر تصویر کھینچ لی اور اس کو ذریعہ تشہیر بنا دیا۔

متفقہ ترجمے پر سنجیدہ تحفظات
روایتی سنی علماء کا متفقہ مؤقف ہے کہ ایسے ترجمے جن میں اہل سنت کے بنیادی عقائد سے ہٹ کر فکر رکھنے والوں کو شامل کیا جائے، قبول نہیں کیے جا سکتے۔
اس طرز کے منصوبوں پر ماضی میں بھی علمائے کرام نے بھرپور مزاحمت کی ہے:

پاکستان: 1984-85 میں حکومت نے شیعہ سنی مشترکہ ترجمے کی کوشش کی تھی جس پر علماء نے شدید ردعمل دیا۔ اس موضوع پر قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور رسالہ "شیعہ سنی متفقہ ترجمہ قرآن کا عظیم فتنہ" آج بھی موجود ہے۔

بیرون ملک: لبنان، بنگلور (ہندوستان)، اور کینیڈا میں ایسی کوششیں ہوئیں جنہیں علماء نے فتویٰ جاری کر کے مسترد کر دیا۔

حالیہ کوشش: ایرانی قونصل خانے کی جانب سے پاکستان میں سالانہ شیعہ کتاب میلے پر شیعہ سنی مشترکہ ترجمے فروخت کرنے کی کوشش کی گئی۔

سنی شیعہ متفقہ ترجمہ قران کے رد میں فتاوی:

اکابر علماء کرام قران کریم کے خلاف اس سازش پر سخت مضطرب ہیں اور اس سازش کے خلاف بیانات و فتویٰ سامنے آچکے ہیں۔ چند نمایاں دارلافتاء جہاں سے اس سازش کے رد میں فتاوی دئے گے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

جامعہ اشرف المدارس، کراچی
جامعہ طیبہ، کراچی
جامعہ معاذ بن جبل، کراچی
جامعہ اسلامیہ کلفٹن، کراچی
جامعہ دار الهدی، اسلام آباد
جامعہ دارالعلوم زکریا، اسلام آباد
دارالعلوم دیوبند، انڈیا
مجلس العلماء، ساوتھ افریقہ

Ad
Download to read ad-free

اہم سوالات جو آج بھی جواب طلب ہیں:

یہ ایک مسلمہ حقیت ہے کہ شیعہ مذہب کے ساتھ اہل سنت کا کوئ بنیادی عقیدہ متفقہ نہیں تو پھر سنی شیعہ متفقہ ترجمہ کیسے قابل قبول ہو؟؟
شیعہ اثناء عشری مذہب جس کے بنیادی عقائد میں قران کریم نامکمل و تحریف شدہ ماننا، صحابہ رضی اللہ عنہم کو تکفیر کرنا، اپنے ائماء کو انبیاء سے افضل قرار دے کر ختم نبوت پر ضرب لگانا مگر باوجود اپنے ان عقائد کے خود کو مومن کہلانے پر اصرار کرنا، ایسے گروہ کے ساتھ کیسے دین کی بنیاد پر اتفاق ہوسکتا ہے؟؟؟

کیا کل ہم قادیانیوں کے ساتھ بھی اتفاق کر لیں گے؟؟؟

اگر یہ ترجمہ عصری تعلیمی اداروں کے لئے تھا تو پھر اسے مدارس میں داخل نصاب کیوں کیا جارہا ہے؟ کیا وجہ ہے کہ علم فاونڈیشن کی مسلسل کوشش ہے کہ سنی شیعہ برائے نام متفقہ ترجمہ کسی نہ کسی عنوان سے مدارس کے اندر داخل ہو؟

JDC کے سربراہ ظفر عباس نے کیوں TIF کے ترجمے کی تعریف کی اور ویڈیو بنائی؟ حالانکہ ایسا متعصب انسان کیوں اس ترجمہ کی تشہیر کرے گا؟

کیوں TIF کے نمائندے امام بارگاہوں میں جا کر نماز ادا کرتے اور وہاں تصاویر کھنچواتے ہیں؟

کیوں TIF ایسے پوسٹرز تیار کرتا ہے جن میں سنی اور شیعہ علامتوں کو ایک ساتھ "امت کے اتحاد" کے عنوان سے پیش کیا جاتا ہے؟

یہ سوالات اس بات پر سنجیدہ غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں کہ آیا یہ منصوبہ واقعی اہل سنت علماء کی تعلیمات کے مطابق ہے یا یک پرانی سازش جدید روپ میں؟

Connect with Quran
مطالعۂ قرآنِ حکیم
برائے طلباء وطالبات
THE ILM FOUNDATION
شیعہ سنی کا متفقہ قرآنی ترجمہ
Facebook: /TheILMFoundationTIF • Instagram: /theilmfoundationTIF • LinkedIn: /the-ilm-foundation

اتحاد تنظیماتِ مدارس پاکستان کی کمیٹی کے جملہ اراکین بھی درج بالا تفصیلات سے مکمل اتفاق کرتے ہوئے دی علم فاؤنڈیشن کے تیار کردہ نصاب "مطالعہ قرآن حکیم برائے طلباء وطالبات" کی مکمل تائید، توثیق اور تصدیق کرتے ہوئے تمام اسکولوں میں ایک لازمی مضمون کی حیثیت سے تدریس کے لئے سفارش کرتے ہیں۔

اتحاد تنظیماتِ مدارس پاکستان کی کمیٹی کے معزز نمائندگان:

۱۔ علامہ سید ارشد سعید کاظمی .... دستخط .... مہر

(سینئر نائب صدر تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان، جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان)

۲۔ مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل .... دستخط .... مہر

(نمائندہ وفاق المدارس عربیہ پاکستان، جامعہ صدیقیہ کراچی)

۳۔ مولانا نجیب اللہ طارق .... دستخط .... مہر

(نمائندہ وفاق المدارس السلفیہ پاکستان، جامعہ سلفیہ فیصل آباد)

۴۔ علامہ شیخ محمد شفا نجفی .... دستخط .... مہر

(نمائندہ وفاق المدارس شیعہ پاکستان، جامعہ امام جعفر صادق اسلام آباد)

۵۔ مولانا ڈاکٹر عطاء الرحمان .... دستخط .... مہر

(ناظم اعلیٰ رابطۃ المدارس الاسلامیہ پاکستان، جامعہ اسلامیہ تفہیم القرآن مردان)

MULANA GHULAM MUHAMMAD SIALVI
Chairman Punjab Quran Board
Govt. of the Punjab

۶۔ مولانا غلام محمد سیالوی .... دستخط .... مہر

(چیئرمین قرآن بورڈ پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف قرآن اینڈ سیرت اسٹڈیز۔ لاہور)

نمائندہ وفاقی وزارتِ تعلیم حکومت پاکستان:

DR. DAWOOD SHAH
Director General
Academy of Education Planning and Management
Ministry of Federal Education and Professional Training
Islamabad

ڈاکٹر داؤد شاہ .... دستخط .... مہر

(ڈائریکٹر جنرل۔ اکیڈمی آف ایجوکیشنل پلاننگ اینڈ مینجمنٹ وفاقی وزارتِ تعلیم اسلام آباد)

نمائندہ دی علم فاؤنڈیشن کراچی:

Shujauddin Shaikh
Programs Director
The ILM Foundation

28/01/2020

شجاع الدین شیخ .... دستخط .... مہر

(ڈائریکٹر پروگرامز۔ دی علم فاؤنڈیشن کراچی پاکستان)

Scanned with CamScanner

(صحیح مسلم، مجمع البیان)
(تہذیب الاحکام، اصول الکافی)
بحارالانوار، اصول الکافی، تہذیب الاحکام، مجمع البیان، مستدرک الوسائل، معانی الاخبار
مطالعۂ قرآنِ حکیم
برائے طلباء وطالبات
حصہ ہفتم
THE ILM FOUNDATION

۳

مطالعۂ قرآنِ حکیم

برائے طلباء وطالبات

حصّہ سوم

THE ILM FOUNDATION

Scanned with CamScanner

سبق:۱۲ — **سُوْرَةُ الرَّحْمٰن** — (سورت نمبر:۵۵، کل رکوع:۳، کل آیات:۷۸)

شانِ نزول اور تعارف: یہ سورت نبی کریم ﷺ کی مکی زندگی کے درمیانی دور میں نازل ہوئی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بالکل ابتدائی ایام میں حرم کعبہ میں جاکر مقامِ ابراہیم کے پاس اس سورت کی تلاوت کی تھی۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں گفتگو کررہے تھے کہ قریش نے آج تک قرآنِ حکیم کو سنا نہیں، بغیر سنے اس کی مخالفت کرتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب ہمت کر کے اور بلند آواز سے ان کو قرآنِ حکیم سنائیں تو کتنا اچھا ہو۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سعادت میں حاصل کروں گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں اس وجہ سے منع کیا کہ کفار انہیں کمزور اور ضعیف سمجھ کر مار پیٹ کریں گے۔ کسی ایسے آدمی کو یہ فریضہ انجام دینا چاہیئے جس کا قبیلہ زور آور ہو لیکن حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کی ایک نہ سنی۔ اٹھے، مقام ابراہیم کے پاس جاکر کھڑے ہوگئے۔ اور اپنی خوبصورت آواز سے بلند آواز میں سُوْرَةُ الرَّحْمٰن کی تلاوت شروع کردی۔ قریش کو جب پتہ چلا کہ یہ قرآنِ حکیم کی تلاوت کررہے ہیں تو اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُن کے قریب آکر مارنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ ان کا چہرہ زخمی ہوگیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ سورت مکہ مکرمہ میں اس واقعہ سے پہلے نازل ہوچکی تھی۔

یہ قرآنِ حکیم کی حسین ترین سورت ہے جسے "عروس القرآن "یعنی قرآنِ حکیم کی دلہن بھی کہا گیا ہے۔ (بیہقی) اس سورت میں آیت "فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ" ۳۱ مرتبہ دہرائی گئی ہے۔ اس سورت میں انسانوں اور جِنّات دونوں سے خطاب ہے۔ اس سورت میں عظمتِ قرآن حکیم اور قدرتِ باری تعالیٰ کا بیان ہے۔ اہل جہنم اور اہل جنت کا ذکر تفصیل سے کیا گیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس آئے اور ان کے سامنے سُوْرَةُ الرَّحْمٰن شروع سے آخر تک پڑھی، لوگ (سن کر) خاموش رہے، آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے یہ سورت جنات سے ملاقات والی رات میں جنات کو پڑھ کر سنائی تو انہوں نے مجھے تم سے بہتر جواب دیا، جب بھی میں پڑھتا ہوا آیت فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پر پہنچتا تو وہ کہتے لَا بِشَیْءٍ مِّنْ نِعَمِکَ رَبَّنَا نُکَذِّبُ فَلَکَ الْحَمْدُ" اے ہمارے رب! ہم تیری نعمتوں میں سے کسی نعمت کا بھی انکار نہیں کرتے، تیرے ہی لئے ساری تعریفیں ہیں۔" (جامع ترمذی) اسی طرح بحار الانوار میں بھی اسی مفہوم کی روایت ہے کہ جب یہ آیت پڑھی گئی تو جنات نے جواب دیا "لَا وَلَا شَیْءَ مِنْ اٰلَآئِکَ رَبَّنَا نُکَذِّبُ" اسی طرح امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو شخص سورۂ رحمٰن کی تلاوت کرے اسے چاہیئے کہ وہ "فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ" کے بعد کہا کرے "لَا شَیْءَ مِنْ اٰلَآئِکَ رَبِّ اُکَذِّبُ"۔ (اصول کافی)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے — اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ ○ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

رحمٰن نے (اپنے رسول ﷺ کو) قرآن سکھایا۔ اسی نے (اس کامل) انسان کو پیدا کیا۔ (اور) انہیں بیان سکھایا۔ سورج اور چاند

بِحُسْبَانٍ ۙ ○ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ یَسْجُدٰنِ ○ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِیْزَانَ ۙ ○

ایک مقررہ حساب سے چل رہے ہیں۔ اور بیلیں اور درخت (اللہ کو) سجدہ کرتے ہیں۔ اور اسی نے آسمان کو بلند فرمایا اور اسی نے ترازو قائم فرمائی۔

Scanned with CamScanner

سبق:۱۷

سُوْرَةُ الْمَعَارِج

(سورت نمبر: ۷۰، کل رکوع: ۲، کل آیات: ۴۴)

شانِ نزول اور تعارف: یہ سورت نبی کریم ﷺ کی مکی زندگی کے درمیانی دور میں نازل ہوئی۔ یہ وہی زمانہ تھا جب سُوْرَةُ الْحَآقَّه نازل ہوئی۔ اس سورت کے موضوعات اور مضامین سُوْرَةُ الْحَآقَّه سے بہت ملتے جلتے ہیں۔ جس طرح سُوْرَةُ الْحَآقَّه میں قیامت، جنت اور دوزخ کے احوال اور مومنوں اور کافروں کے اخروی انجام کا ذکر ہے اسی طرح اس سورت میں بھی یہی مضامین نہایت تاکید کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔

شانِ نزول کے حوالے سے بعض کتب تفاسیر میں یہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم کے مقام پر دوران خطبہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ کے مقام قرب وولایت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ "جس کا میں مولیٰ ہوں تو علی اس کا مولیٰ ہے"۔ تو جب یہ خبر حارث بن نعمان فہری یا بعض تفاسیر کے مطابق نضر بن حارث کو پہنچی تو وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر آپ ﷺ کے پاس آیا اور رسول اکرم ﷺ سے اعتراض کرتے ہوئے کہنے لگا کہ اے محمد! آپ نے ہمیں کلمۂ شہادت، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ کا حکم دیا تو ہم نے قبول کر لیا مگر آپ راضی نہ ہوئے یہاں تک کہ آپ نے اپنے چچازاد (علی) کو ہم پر فضیلت دے دی یہ آپ نے اپنی طرف سے کیا ہے یا پھر اللہ ﷻ کی طرف سے؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ اللہ ﷻ کی طرف سے ہے"۔ تو وہ یہ کہتا ہوا مڑا کہ اے اللہ! اگر محمد کا کہنا حق ہے تو مجھ پر آسمان سے پتھر برسا دے یا بڑا عذاب نازل کر۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ اسی وقت آسمان سے ایک پتھر اس کے سر پر آگرا اور اس کے جسم سے پار ہو گیا اور وہ بدبخت موقع پر ہی ہلاک ہو گیا تو اس موقع پر اس سورت کی پہلی آیت نازل ہوئی۔

کچھ تفاسیر میں یہ بھی ہے کہ کفار میں سے ایک شخص نضر بن حارث نے اللہ ﷻ کے عذاب نازل ہونے کی دعا کی تھی جس پر اس سورت کی پہلی آیت نازل ہوئی تھی۔ ممکن ہے کہ اس موقع پر بھی یہ آیت نازل ہوئی ہو جیسا کہ بعض آیات و سورتیں حسب موقع دوبارہ بھی نازل ہوئیں اور اس لئے ان کے الگ الگ شان نزول بیان کیئے گئے۔

"اَلْمَعَارِج" "سیڑھیوں" کو کہتے ہیں۔ اس سورت میں آسمان کو "فرشتوں کی سیڑھی" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ آغاز میں قیامت کی ہولناکی کا بیان ہے۔ اہل جہنم کے بُرے جرائم کو بیان کیا گیا ہے اس کے بعد اہل جنت کی بنیادی صفات بیان ہوئی ہیں جو یہ ہیں: نماز پر ہمیشگی اختیار کرنا اور اس کی حفاظت کرنا، قیامت پر یقین رکھنا، ضرورت مند اور محروم لوگوں کے لئے اپنے مال سے حصہ رکھنا، رب کے عذاب سے ڈرنا، اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنا، اپنی فطری خواہش کو اپنی بیوی اور باندیوں تک محدود رکھنا، امانتوں کی حفاظت کرنا اور اپنی گواہی پر قائم رہنا۔ قیامت کے دن مُجرموں کی بدحالی کے بیان کے ساتھ اس سورت کا اختتام ہوتا ہے۔

۵

مطالعۂ قرآنِ حکیم

برائے طلباء و طالبات

حصّہ پنجم

THE ILM FOUNDATION

Scanned with CamScanner

ابتدائی کلمات

قرآنِ حکیم اللہ ﷻ کی وہ آخری کتاب ہے جو حضرت جبریل امین علیہ السلام لے کر آئے اور ہمارے پیارے نبی حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے مبارک دل پر نازل ہوئی۔ وہ ہمارے لئے ہدایت اور دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔ ہمارے لئے قرآنِ حکیم ایک فیصلہ کن کلام کی حیثیت رکھتا ہے جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا "بے شک یہ (قرآن) ایک فیصلہ کن کلام ہے"۔ (سورۃ الطارق ۸۶، آیت: ۱۳)

اس دنیا میں ہمارا عروج و زوال قرآنِ حکیم ہی سے وابستہ ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "بے شک اللہ ﷻ اِس قرآن کی بدولت قوموں کو عروج عطا فرمائے گا اور اِس (کو ترک کرنے) کی وجہ سے بہت (سی قوموں) کو ذلیل و رسوا کرے گا۔" (صحیح مسلم)

حضرت سیدنا علی کرّم اللہ وجہہٗ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب بہت فتنے ہوں گے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ان سے کیسے بچا جاسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کتاب اللہ (کو پیشِ نظر رکھو) اس میں تم سے پہلوں کی خبریں ہیں اور جو بعد میں پیش آنے والا ہے اس کی اطلاعات ہیں، جو تمہارے درمیان مسائل ہیں ان کے بارے میں بھی اس میں فیصلے ہیں، یہ قولِ فیصل ہے، کوئی کھیل مذاق نہیں، جو اسے حقیر جان کر چھوڑے گا اللہ ﷻ اس کا غرور خاک میں ملا دے گا، اور جو کسی اور جگہ سے ہدایت و رہنمائی تلاش کرے گا اللہ ﷻ اسے گمراہ کر دے گا، یہ قرآن حکیم اللہ ﷻ کی عطا کردہ مضبوط رسی ہے، اسی میں بڑی محکم نصیحتیں ہیں اور یہی صراطِ مستقیم ہے۔ (جامع ترمذی، بحار الانوار)

آخرت میں بھی ہماری کامیابی کا دار و مدار قرآن حکیم کے احکام پر عمل کرنے اور رسول اللہ ﷺ کی کامل اتباع کے ساتھ وابستہ ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "قرآن تمہارے حق میں دلیل ہو گا یا تمہارے خلاف۔" (صحیح مسلم)

چنانچہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم قرآن اور صاحبِ قرآن "حضور نبی کریم ﷺ" کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط بنائیں۔ ان پر دل سے ایمان رکھیں، اور کتاب اللہ کی باقاعدہ تلاوت کریں، اِسے سمجھیں، اِس پر عمل کریں اور اِسے دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کریں۔ ابتدائی عمر میں جو بات ذہن میں بٹھادی جاتی ہے اس کے پختہ اور دیرپا اثرات کے بارے میں کوئی دو آراء نہیں ہو سکتیں۔ الحمد للہ ہمارے معاشرے میں ابتدائی عمر میں قرآنِ حکیم کی ناظرہ تعلیم اور حفظِ قرآن کا اہتمام کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے زندگی بھر قرآنِ حکیم کی تلاوت کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر ابتدائی عمر ہی سے قرآنِ حکیم کے مفہوم اور معانی سکھانے کی طرف توجہ دی جائے تو اُمید ہے کہ قرآنی تعلیمات کو سمجھنا، یاد رکھنا اور قرآنی ہدایات کے مطابق زندگی گزارنا آسان ہو جائے گا۔

"مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء و طالبات" آسان اور عام فہم انداز میں ابتدائی عمر سے قرآنِ حکیم سے تعلق جوڑنے کی ایک مربوط اور منظم کوشش ہے۔ قرآنِ حکیم کا یہ نصاب طلباء و طالبات کو ان کی عصری تعلیم ہی کے دوران "اسلامیات" کے عمومی نصاب کے ساتھ ہی پڑھایا جائے گا۔ اُمید ہے کہ اِن شاء اللہ سات سالوں (تقریباً ۳۵۰ گھنٹوں) میں طلباء و طالبات پورے قرآنِ حکیم کے ترجمہ، مختصر تشریح، اہم مضامین اور عملی ہدایات سے واقف ہو جائیں گے۔ اس طرح اُن کے لئے عملی زندگی قرآنی تعلیمات کے مطابق بسر کرنا ممکن ہو سکے گا۔ یوں افراد کی تبدیلی ایک صالح معاشرہ کے قیام کا ذریعہ بن سکے گی۔

اللہ ﷻ سے دعا ہے کہ وہ "مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء و طالبات" کی تکمیل اور تدریس ہمارے لئے آسان فرمائے، ہماری یہ کاوش قبول فرمائے اور جو طلباء و طالبات اس سے استفادہ کریں انہیں ہم سب کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے۔ آمین

Scanned with CamScanner

نبی کریم ﷺ کے دور کے یہود کو واقعہ سبت کی یاددہانی کا مقصد

مدینہ طیبہ میں یہود کے تین قبائل آباد تھے۔ ان کی عبرت کے لئے "اصحاب سبت" کا واقعہ بیان کیا گیا کہ کہیں یہ بھی اللہ عزوجل کی نافرمانیوں پر اصحابِ سبت جیسے انجام سے دوچار نہ ہو جائیں۔ دوسرا انہیں یہ بھی بتانا تھا کہ اس واقعہ کا علم نبی کریم ﷺ کو بھی ہے جو آپ ﷺ کی صداقت کی دلیل ہے۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ مدینہ کے یہودی جو نبی کریم ﷺ کی مخالفت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے، انہوں نے قرآنِ حکیم کے اس بیان پر قطعاً کوئی اعتراض نہیں کیا۔

اصحابِ سبت کے قصہ میں ہمارے لئے اسباق

اس قصہ سے ہمیں معلوم ہوا کہ "اَمر بِالمعروف" کی طرح "نہی عن المنکر" بھی ایک اہم فریضہ ہے اور یہ فریضہ ادا کرنے والے اللہ عزوجل کے عذاب سے بچے رہتے ہیں۔ جبکہ اللہ عزوجل کے نافرمانوں اور ظالموں کو اللہ عزوجل کے عذاب سے ڈرتے رہنا چاہیئے۔ حیلہ سازی اللہ عزوجل کے نزدیک قابل قبول نہیں ہے اس لئے ہمیں اللہ عزوجل کی نافرمانی اور اس کے احکامات کے حوالے سے غیر شرعی حیلہ سازی سے بچتے رہنا چاہیئے۔

اس قصہ سے یہ بھی سبق ملتا ہے کہ حق کی دعوت دینے والوں کو کبھی مایوس ہو کر بیٹھ نہیں جانا چاہیئے بلکہ اس اُمید کے ساتھ حق کا پیغام پہنچاتے رہنا چاہیئے کہ شاید کسی نہ کسی کے دل میں خداخوفی کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ جیسا کہ ایک حدیث مبارک میں نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اگر اللہ عزوجل تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت عطا فرمائے تو یہ تمہارے لئے ساری کائنات سے بہتر ہے۔" (طبرانی)

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر کے موقع پر بیان فرمایا کہ کل میں ایک ایسے شخص کو اسلامی عَلَم دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ عزوجل فتح عنایت فرمائے گا جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ بھی اس سے محبت رکھتے ہیں، چنانچہ آپ ﷺ نے عَلَم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں ان سے اتنا لڑوں گا کہ وہ ہمارے جیسے ہو جائیں (مسلمان بن جائیں) آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی یوں ہی چلتے رہو، جب ان کے میدان میں اترو تو پہلے انہیں اسلام کی دعوت دو اور انہیں بتاؤ کہ اللہ عزوجل کے ان پر کیا حقوق واجب ہیں، اللہ کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ اللہ عزوجل ایک شخص کو بھی ہدایت دیدے تو وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ (صحیح بخاری) نیز اسی مفہوم کی حدیث بحار الانوار میں بھی موجود ہے۔

Scanned with CamScanner

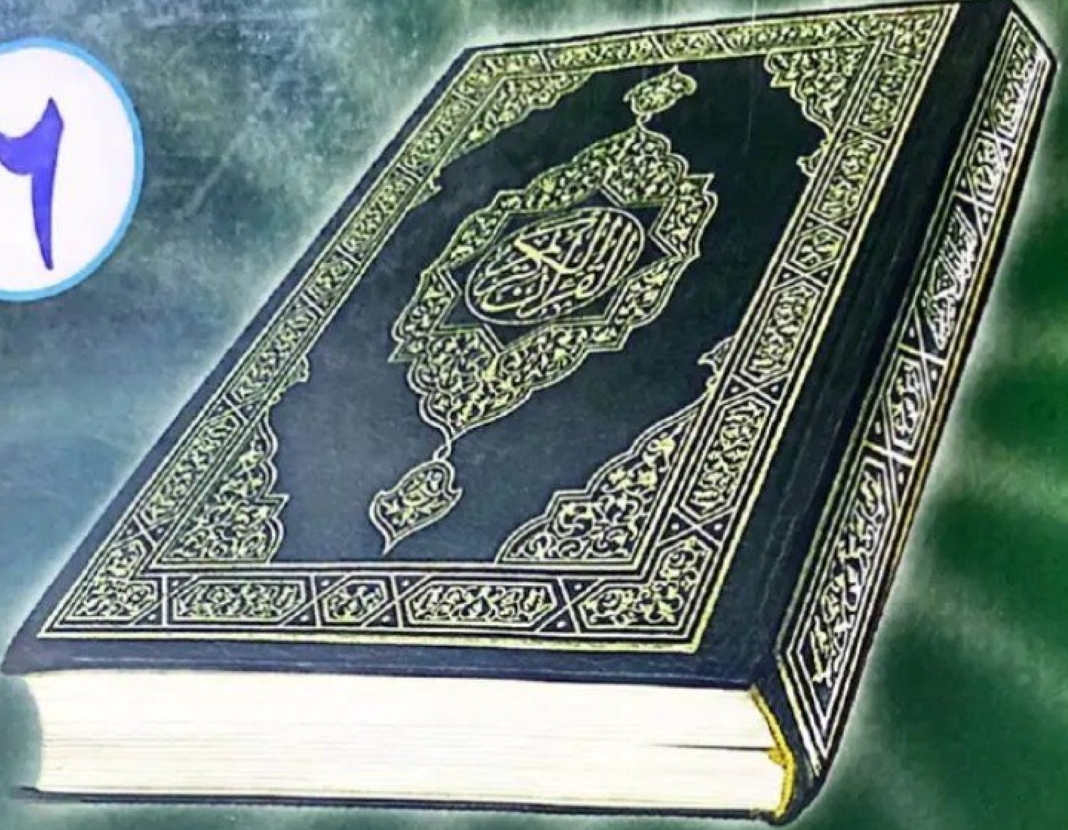

٦

مطالعۂ قرآنِ حکیم

برائے طلباء و طالبات

حصّہ ششم

THE ILM FOUNDATION

Scanned with CamScanner

احادیث مبارکہ کی روشنی میں سورۃ البقرۃ کی فضیلت واہمیت

۱- "اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ (ذکر و تلاوت سے گھروں کو خالی نہ رکھو) بے شک شیطان اس گھر میں داخل نہیں ہوتا جس میں سورۃ البقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے"۔ (جامع ترمذی، صحیح مسلم)

۲- "دو روشن (سورتوں) سورۃ البقرہ اور سورۃ آلِ عمران کو پڑھا کرو کیونکہ وہ دونوں قیامت کے دن اس طرح آئیں گی جیسے بادل ہوں یا جیسے پرندوں کی دو صف بستہ جماعتیں ہوں۔ وہ اپنے پڑھنے والوں کے لئے شفاعت کے لئے تکرار کریں گی۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۳- "ہر چیز کا ایک کوہان ہوتا ہے اور قرآنِ حکیم کا کوہان (چوٹی) سورۃ البقرہ ہے۔" (جامع ترمذی، صحیح مسلم)

۴- "جو شخص بھی سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات رات میں (سونے سے پہلے) پڑھے گا اس کے لئے یہ کفایت کر جائیں گی۔" (صحیح بخاری)

۵- "سورۃ البقرہ پڑھا کرو، اس کا پڑھنا باعثِ برکت اور چھوڑنا باعثِ حسرت اور بد نصیبی ہے اور اہل باطل (جادوگر، کاہن اور مکار) لوگوں کا اس پر بس نہیں چلتا" (یعنی ان کا فریب اس شخص پر اثر نہیں کرتا)۔ (صحیح مسلم، مجمع البیان)

اہم نکات

Scanned with CamScanner

سبق: ۲

سُوْرَةُ الْبَقَرَة

سورۃ البقرۃ ۲ | رکوع: ۱ تا ۴ (آیات: ۱ تا ۳۹)

رکوع ۱ تا ۴ کے اہم مضامین

۱۔ قرآن حکیم سے ہدایت پانے والوں کے اوصاف
۲۔ منافقین کی علامات اور ان کے مذموم کردار کی وضاحت
۳۔ قرآن حکیم کی عظمت اور دعوت
۴۔ انسان کا شرف اور ذمہ داری

رکوع ۱ تا ۴ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱ (آیات: ۱ تا ۷)

قرآن حکیم کی عظمت بیان کی گئی ہے۔ اسے متقین کے لئے ہدایت قرار دیا گیا ہے۔ جن کے یہ اوصاف ہیں کہ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، اللہ ﷻ کے دیئے ہوئے مال میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل ہونے والی تمام کتابوں پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ ان اوصاف کے حامل لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں۔ اس کے بعد ان بد نصیبوں کا ذکر کیا گیا ہے جو تکبر، ضد، اور ہٹ دھرمی سے کفر اور باطل پر ڈٹے رہنے کی وجہ سے قرآن حکیم سے ہدایت حاصل کرنے سے محروم رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر رب کی طرف سے حصول ہدایت کے ذرائع بند کر دیئے جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا اُخروی انجام آگ کا عذاب ہے۔ گویا ان آیات میں اہل حق اور اہل باطل کے کردار اور ان کے انجام کو نمایاں کیا گیا ہے۔

> **فرمانِ نبوی ﷺ**
>
> "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: ۱۔ اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ ﷻ کے سوا کوئی معبود نہیں اور (سیدنا) محمد (ﷺ) اللہ ﷻ کے رسول ہیں۔ ۲۔ نماز قائم کرنا۔ ۳۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔ ۴۔ بیت اللہ کا حج کرنا۔ ۵۔ اور رمضان کے روزے رکھنا۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم، اصول کافی)

رکوع: ۲ (آیات: ۸ تا ۲۰)

قرآن حکیم کی ہدایت سے فائدہ نہ اٹھانے والے دوسرے طبقہ یعنی منافقین کی علامات کا ذکر ہے۔ منافقین وہ لوگ ہوتے ہیں جو بظاہر حق کو قبول کرنے کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن جب اس کے تقاضوں کے مطابق عمل کرنے کا وقت آتا ہے اور جب حق کے لئے مال و جان کی قربانی دینے اور رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر بجالانے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی اطاعت و اتباع کی دعوت دی جاتی ہے تو منہ موڑ لیتے ہیں۔ یہ منافقین جو دنیا پرست ہیں، اپنے مفادات کو بچانے کی خاطر اہل حق اور اہل باطل دونوں سے تعلقات استوار رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حق کی راہ میں ذرا سی آزمائش آ جائے تو راہ حق سے پیچھے ہٹ

> **فرمانِ نبوی ﷺ**
>
> "جس شخص میں یہ چار باتیں ہوں وہ خالص منافق ہے اور جس شخص میں ان میں سے کوئی ایک بات ہو تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہو گی جب تک اس کو چھوڑ نہ دے، (وہ خصلتیں یہ ہیں) جب امانت دار بنایا جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب عہد کرے تو عہد شکنی کرے اور جب لڑائی کرے تو بد کلامی کرے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

Scanned with CamScanner

جاتے ہیں اور جب انہیں اس بُرے عمل پر روکا جائے تو وہ خود اصلاح اور قیامِ امن کے دعوے دار ہوتے ہیں حالانکہ یہی لوگ فسادی ہیں جو در حقیقت اسلام اور امن کے دشمن ہیں۔ کفر اگرچہ بہت بڑے گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ ہے لیکن نفاق اس سے بھی بدتر ہے۔ کفار اور مشرکین نے مسلمانوں کو بے انتہا تکلیفیں پہنچائیں مگر منافقین کی ایذاء رسانی اور اسلام دشمنی سب سے بڑھ گئی۔ در حقیقت وہ اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے، موقع بموقع نبی کریم ﷺ کی شان میں حیلے بہانے سے گستاخی و بے ادبی کا مظاہرہ کرنے اور فتنہ و فساد برپا کرنے میں مصروف رہتے۔ اللہ ﷻ نے ان کے اس منافقانہ کردار کو بھرپور واضح فرمایا ہے۔

رکوع:۳ (آیات: ۲۱ تا ۲۹)

نوعِ انسانی کے لئے بندگیٔ رب کی دعوت کا بیان ہے۔ قرآن حکیم کو اللہ ﷻ کا بے نظیر کلام قرار دیا گیا اور اس حقیقت کا انکار کرنے والوں کو اس جیسے کلام کی محض ایک سورت مقابلہ میں لانے کا چیلنج دیا گیا۔ مزید برآں اللہ ﷻ نے فاسقوں کے کردار سے آگاہ فرمایا جنہیں قرآن حکیم سے ہدایت نہیں ملتی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ ﷻ کے ساتھ عہد کرنے کے بعد اسے پورا نہیں کرتے اور زمین میں اللہ ﷻ کی نافرمانیاں کر کے فساد پھیلاتے ہیں۔ کلامِ الٰہی کا انکار کرنے والوں کے لئے جہنم کی آگ کی وعید اور ایمان لا کر نیک اعمال انجام دینے والوں کے لئے جنت کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔

رکوع:۴ (آیات: ۳۰ تا ۳۹)

زندگی کے بارے میں چند بنیادی سوالات کے اطمینان بخش جوابات دیئے گئے ہیں۔ مثلاً یہ کہ انسانیت کا آغاز کس طرح ہوا؟ دنیا میں انسان کی حیثیت کیا ہے؟ انسان کی کامیابی کا دار و مدار کس بات پر ہے؟ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کائنات اور انسان کا خالق اللہ ﷻ ہی ہے۔ اسی نے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور انہیں نبوت سے سرفراز فرما کر اس کائنات میں خلافت کا عظیم منصب عطا کیا۔ تسخیرِ کائنات کے لئے انہیں علم کی دولت سے سرفراز فرما کر فرشتوں پر فضیلت عطا کی۔ پھر تمام فرشتوں اور ابلیس نامی جن کو ان کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا۔ ابلیس کے انکار کرنے پر اللہ ﷻ نے حضرت آدم علیہ السلام کو آگاہ کیا کہ دنیا میں ابلیس، ان کی نسل کو اللہ ﷻ کی نافرمانی کی طرف راغب کرے گا۔ اس کے شر کے مقابلہ کے لئے اللہ ﷻ ہدایت نازل فرماتا رہے گا۔ ہدایت پر عمل کرنے والے کامیاب اور اس سے رخ پھیرنے والے عذاب کا شکار ہوں گے۔

> **فرمانِ نبوی ﷺ**
>
> "جس شخص کو اللہ ﷻ خیر دینا چاہتا ہے اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا فرما دیتا ہے۔"
>
> (صحیح بخاری، صحیح مسلم، بحار الانوار)

Scanned with CamScanner

کہا کہ ہم من وسلویٰ کھا کھا کر اکتا چکے ہیں ہمیں تو ایسی غذائیں پسند ہیں جو زمین سے پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ ﷻ نے اعلیٰ نعمتوں کا نزول ختم کر دیا اور انہیں کہا کہ کھیتی باڑی کر کے زمین سے اپنی پسندیدہ غذا حاصل کر لو۔ وہ محنت و مشقت کے عادی نہ تھے لہٰذا شدید محتاجی، غذا کی قلت اور ذلت سے دوچار ہو کر اللہ ﷻ کے غضب کے مستحق ٹھہرے یہ سب اس لئے ہوا کہ انہوں نے اللہ ﷻ کی آیات کا انکار کیا، انبیاء کرام علیہم السلام کا ناحق قتل کیا، مسلسل نافرمانیاں کیں اور شریعت کی حدود کو پامال کیا۔

رکوع:۸ (آیات: ۶۲ تا ۷۱)

بنی اسرائیل سے لیئے گئے ایک عہد کا ذکر ہے کہ اللہ ﷻ کی کتاب کو مضبوطی سے تھام کر احکامات اور ہدایات کو یاد رکھیں گے، لیکن بنی اسرائیل کے ایک گروہ نے عہد شکنی کی جس پر بندروں کی شکل میں ان کی صورتیں مسخ کر کے اُنہیں سخت ترین سزا دی گئی تاکہ ان ظالموں کے انجام میں آئندہ نسلوں کے لئے عبرت اور ڈرنے والوں کے لئے نصیحت ہو۔ پھر گائے کے حوالے سے ایک واقعہ بیان ہوا ہے۔ ایک قاتل کا پتہ لگانے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو اللہ ﷻ کا حکم سنایا کہ ایک گائے ذبح کرو۔ بجائے اس کے کہ وہ فوراً اللہ ﷻ کے حکم پر عمل کرتے اور ایک گائے ذبح کر دیتے انہوں نے کٹ حجتیاں شروع کر دیں، حکم الٰہی کو حیلے بہانوں سے ٹالنے لگے۔ پوچھنے لگے کہ وہ گائے کیسی ہے؟ اس کا رنگ کیسا ہے؟ اس کی صفات کون کون سی ہیں؟ آخر کار ان کے لئے ایک ایسی گائے معین کر دی گئی جسے وہ مقدس سمجھتے تھے۔

فرمانِ نبوی ﷺ

"جس چیز سے میں تمہیں روکتا ہوں اس سے بچو اور جن باتوں کا میں تمہیں حکم دیتا ہوں جتنا ہو سکے اُن پر عمل کرو، بے شک تم سے پہلے کے لوگ کثرتِ سوالات اور انبیاء کرام علیہم السلام سے اختلاف رکھنے کی وجہ سے ہلاک و برباد ہو گئے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

رکوع:۹ (آیات: ۷۲ تا ۸۲)

گائے کے گوشت کا ایک ٹکڑا ملنے کے ذریعہ مُردے کو زندہ کر کے حیات بعد الموت کی عملی مثال پیش کی گئی۔ یہود کے دلوں میں سختی کا ذکر ہے کہ ان کے دل پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو گئے۔ حقائق کے مشاہدہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واضح معجزات اور نشانیاں دیکھ لینے کے باوجود بھی یہ غفلت میں مبتلا ہو گئے۔ پھر مسلمانوں کو ایمان لانے کے حوالہ سے بنی اسرائیل کے رویہ سے آگاہ کیا گیا ہے کہ یہ تو اللہ ﷻ کی کتاب میں تبدیلی کر دینے سے بھی باز نہیں آتے اور حضور نبی کریم ﷺ کے واضح اوصاف و کمالات چھپانے کو کوئی جرم نہیں سمجھتے بلکہ اس تحریف کو ہی اصل کتاب بتاتے ہیں۔ بنی اسرائیل کے عوام کے بارے میں آگاہ کیا گیا کہ وہ شریعت کا علم رکھتے ہی نہیں اور اپنی خواہشات کی پیروی کو شریعت پر ترجیح دیتے ہیں۔ ان کے اکثر علماء جانتے بوجھتے شریعت کے خلاف باتیں بنا کر دنیا کماتے ہیں۔ ان کے لئے روز قیامت دوگنا عذاب ہو گا۔ دنیا کمانے کی بنا پر اور اس گمراہی کے سبب سے جو غلط باتوں کی وجہ سے پھیلی۔ ان کا خوش کن عقیدہ ہے کہ ہم اللہ ﷻ کے لاڈلے ہیں اور دوزخ میں نہیں ڈالے جائیں گے۔ حالانکہ اللہ ﷻ کا ضابطہ تو یہ ہے کہ جس نے جان بوجھ کر کفر جیسا بڑا گناہ کیا تو وہ جہنمی ہے اور جہنم میں ہمیشہ رہے گا۔ ہاں جو لوگ ایمان لائے اور اچھے اعمال کرتے رہے، وہ جنت کی دائمی نعمتیں حاصل کریں گے۔

فرمانِ نبوی ﷺ

"جس شخص نے ایسا علم صرف دنیاوی مقصد کے لئے سیکھا جس سے اللہ ﷻ کی خوشنودی حاصل کی جاتی ہے تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا۔" (سنن ابن ماجہ، مسند احمد)

"جو شخص دنیا کے مال کی خاطر حدیث (اور) دین کا علم حاصل کرے آخرت کے دن اُسے ثواب کا کوئی حصہ نہیں ملے گا اور جو شخص آخرت کی بھلائی کی خاطر دین کا علم حاصل کرے اللہ اسے دنیا و آخرت کی بھلائیاں نصیب فرمائے گا۔" (بحار الانوار، کافی)

CS Scanned with CamScanner

سبق: ۴

سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ

سورۃ البقرۃ ۲ — رکوع: ۱۰ تا ۱۴ (آیات: ۸۳ تا ۱۲۱)

رکوع ۱۰ تا ۱۴ کے اہم مضامین

۱۔ شریعت پر جزوی عمل کی سزا ۲۔ بنی اسرائیل کا نبی اکرم ﷺ سے حسد ۳۔ بنی اسرائیل کی حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دشمنی

۴۔ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ کا ادب اور تورات کے بعض احکامات کے نزول کی حکمت ۵۔ یہودیوں اور عیسائیوں کا مسلمانوں سے راضی نہ ہونا

رکوع ۱۰ تا ۱۴ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱۰ (آیات: ۸۳ تا ۸۶)

بنی اسرائیل سے دس نکاتی میثاق لیئے جانے کا ذکر ہے۔ جس میں توحید پر کاربند رہنے، والدین، رشتہ داروں، یتیموں اور مساکین سے حسن سلوک، حسن کلام، اقامتِ نماز، ادائیگی زکوۃ، قتل نفس سے اجتناب اور لوگوں کو جلاوطن کرنے کی ممانعت کی گئی۔ لیکن بنی اسرائیل نے شریعت کی کچھ باتوں پر عمل کیا اور کچھ کی خلاف ورزی کی۔ انہوں نے اپنی خواہشات نفس کی وجہ سے گناہ اور سرکشی کا طرزِ عمل اپنایا۔ دنیاوی زندگی کو آخرت پر ترجیح دی۔ اللہ ﷻ نے بطور سزا انہیں دنیا میں رسوا کیا اور آخرت میں شدید عذاب اور کسی بھی قسم کی مدد نہ ملنے کی وعید سنائی۔

فرمانِ نبوی ﷺ

"جو شخص اللہ ﷻ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے (اسے چاہیئے یا تو) وہ بھلائی کی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم، اصول کافی)

رکوع: ۱۱ (آیات: ۸۷ تا ۹۶)

بنی اسرائیل پر اللہ ﷻ کے احسانات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا کہ اللہ ﷻ نے بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ کتابِ الٰہی دی، ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے پے درپے رسول علیہم السلام بھیجے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روشن دلائل کے ساتھ بھیجا۔ لیکن یہود کا رویہ یہ رہا کہ انہوں نے آسمانی کتب کو اپنی نفسانی خواہش کے خلاف سمجھا، سرکشی اختیار کی، انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات کا انکار کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ انہیں جھٹلایا بلکہ بعض کو ناحق قتل (شہید) بھی کیا (معاذاللہ)۔ اس رویہ کی بنیادی وجہ ان کے اپنے نفسوں کی بُری تسلی تھی جس نے انہیں ضد، تعصب، بغض و عناد کی وجہ سے کفر پر ڈٹا رہنے والا بنادیا۔

فرمانِ نبوی ﷺ

"جو شخص اللہ ﷻ کے ساتھ ملاقات سے محبت رکھتا ہے اللہ ﷻ بھی اس کے ساتھ ملاقات سے محبت رکھتا ہے اور جو اللہ ﷻ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ ﷻ بھی اس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔" (صحیح بخاری، معانی الاخبار)

یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بنی اسرائیل اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ اللہ ﷻ کے سچے رسول ہیں۔ وہ آپ ﷺ کی ولادت و تشریف آوری سے پہلے آپ ﷺ کے وسیلہ سے کفار و مشرکین کے خلاف اللہ ﷻ سے فتح کا سوال کرتے تھے لیکن اب وہ محض حسد کی وجہ سے آپ ﷺ پر ایمان نہیں لا رہے۔ انہیں یہی جلن ہے کہ آپ ﷺ کا تعلق بنی اسرائیل سے کیوں نہیں۔ ان کی ساری بداعمالیوں کا سبب یہ ہے کہ

Scanned with CamScanner

سُوْرَةُ الْبَقَرَة

سورۃ البقرۃ ۲ رکوع:۱۹تا۲۳(آیات:۱۵۳تا۱۸۸)

رکوع ۱۹تا۲۳کے اہم مضامین

۱۔ راہِ حق میں قربانیوں کا تقاضا ۲۔ قلبی ایمان کے حصول کا طریقہ کار ۳۔ بنی اسرائیل کے عوام اور علماءِ سوء کی گمراہی

۴۔ نیکی کا جامع تصور ۵۔ماہِ رمضان، قرآنِ مجید اور روزے کا بیان

رکوع ۱۹تا۲۳کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱۹ (آیات:۱۵۳تا۱۶۳)

احکام دین پر عمل پیرا ہونا اور دین کی تبلیغ کا حق ادا کرنا ایک اہم ذمہ داری ہے۔ اس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے صبر و استقامت اور نماز کی ادائیگی سے مدد طلب کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ حق کی سربلندی کے لئے جانوں کا نذرانہ دینے والوں کو حیات جاویدانی عطا ہونے کا بیان ہے۔ راہ حق میں بھوک وافلاس برداشت کرنے اور مال وجان قربان کرنے کے مراحل آکر رہتے ہیں۔ جو لوگ ان مراحل میں ڈٹ جاتے ہیں ان پر اللہ ﷻ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور انہیں ہدایت یافتہ ہونے کی سند عطا ہوتی ہے۔ صفا اور مروہ اللہ ﷻ کی نشانیاں ہیں۔ اللہ ﷻ کی رضا کی خاطر پوری رغبت کے ساتھ جو بھلائی کا کام کرے گا اللہ ﷻ کو اس کا علم ہے اور وہ اس کی قدر کرنے والا ہے۔ اپنی منشا و خواہش کی تکمیل اور اپنے دنیاوی مفادات کے لئے تورات میں حضور نبی کریم ﷺ کے مذکور کمالات اور حق بات کو چھپانے والوں کے لئے لعنت کا ذکر ہے البتہ جو توبہ کرکے اصلاح کریں اور حق کو بیان کریں ان کے لئے معافی اور رحمت ہے۔

فرمانِ نبوی

"جنت میں پہنچ جانے والا کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ہوگا جو دنیا میں واپس آنا پسند کرے، خواہ اسے ساری دنیا ہی دے دی جائے، سوائے شہید کے۔ وہ تمنا کرے گا کہ دنیا میں لوٹ جائے اور دس بار اللہ ﷻ کی راہ میں قتل کیا جائے، کیونکہ وہ شہادت کی قدر و قیمت اور اس کی خوبیاں دیکھ چکا ہوگا۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

امام زین العابدین نے فرمایا "دو قطروں سے بڑھ کر کوئی اور قطرہ اللہ ﷻ کو محبوب نہیں ایک راہ خدا میں خون کا قطرہ اور دوسرا آنسو کا وہ قطرہ جو رات کی تاریکی میں گرتا ہے کہ بندہ جس سے صرف اور صرف اللہ ﷻ کی خوشنودی چاہتا ہے۔" (بحار الانوار)

رکوع: ۲۰ (آیات:۱۶۴تا۱۶۷)

اللہ ﷻ نے یہ حقیقت بیان فرمائی کہ ایمان کیسے شعوری طور پر حاصل ہوتا ہے۔ کائنات میں اللہ ﷻ کی بے شمار نشانیاں ہیں۔ ان پر غور کرنے سے اللہ ﷻ یاد آجاتا ہے اور انسان کے اندر چھپے ہوئے ایمانی حقائق شعور کی سطح پر آجاتے ہیں۔ آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق، آسمان سے برسنے والی بارش، زمین میں اُگنے والی نباتات، زمین پر پھیلے ہوئے طرح طرح کے جاندار، ہواؤں کی تبدیلی، آسمانوں میں تیرنے والے بادل اور سمندر میں رواں دواں کشتیاں انسانوں کو عظیم خالق کی معرفت کا شعور دینے والی نشانیاں ہیں۔

Scanned with CamScanner

سچے اہل ایمان وہ ہیں جو اللہ ﷻ سے شدید محبت کرتے ہیں۔ کچھ بدنصیب گمراہ لوگ اللہ ﷻ کو چھوڑ کر باطل معبودوں سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ جیسی محبت اللہ ﷻ سے کرنی چاہیئے اور وہ اپنے گمراہ سرداروں کو بڑا مان کر ان کی تابعداری کرتے ہیں وہ روز قیامت اس وقت انتہائی مایوس ہوں گے جب ان کے گمراہ سردار ان سے اعلان بیزاری کریں گے۔ بدنصیب پیروکار اللہ ﷻ سے درخواست کریں گے کہ اے اللہ! ہمیں دنیا میں دوبارہ بھیج دے تاکہ ہم بھی ان گمراہ سرداروں سے ایسے ہی اعلان بیزاری کریں جیسے کہ آج انہوں نے ہم سے اعلان بیزاری کیا ہے۔ ان کی درخواست رد کر دی جائے گی۔ انہیں ان کے گمراہ سرداروں کی خدمت والی سرگرمیاں بطور حسرت دکھائی جائیں گی اور وہ ہمیشہ آگ میں جلتے رہیں گے۔

فرمانِ نبوی ﷺ

"تین باتیں جس شخص میں ہوں گی اس نے ایمان کی مٹھاس پالی۔

۱۔ اسے اللہ ﷻ اور اس کا رسول ﷺ ان کے ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں۔

۲۔ جب وہ کسی بندے سے محبت کرے تو صرف اللہ ﷻ کے لئے محبت کرے۔

۳۔ جب اسے اللہ ﷻ کفر سے نجات دے دے تو پھر وہ کفر میں واپس جانے کو اتنا برا سمجھے جتنا آگ میں گرائے جانے کو۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

"ایمان کی مضبوط رسیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ ﷻ کے لئے محبت کی جائے اللہ ﷻ کے لئے کسی سے بغض رکھا جائے، اللہ ﷻ کے لئے عطا کیا جائے اور اللہ ﷻ ہی کے لئے روکا جائے۔" (اصول کافی)

رکوع: ۲۱ (آیات: ۱۶۸ تا ۱۷۶)

کفار و مشرکین اور یہودیوں کی اکثریت کی گمراہی کی وجہ بیان کی گئی ہے۔ جب بھی ان سے کہا جاتا ہے کہ حلال و پاکیزہ رزق کھاؤ اور شیطان کی پیروی کی بجائے اللہ ﷻ کے نازل کردہ احکام کی اتباع کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے رسم و رواج کی پیروی کریں گے اگرچہ ان کے باپ دادا گمراہ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ تو عام عوام کا حال ہے اور یہود کے علماء سُو کا معاملہ یہ ہے کہ ان میں سے اکثر حضور نبی کریم ﷺ کے وہ اوصاف اور عظیم مکارم جو تورات میں مذکور تھے انہیں کسی صورت ظاہر نہیں ہونے دیتے اور حق کو چھپا کر یا اس میں تحریف کر کے لوگوں کی پسند کے مطابق احکام بتاتے ہیں اور اپنی خواہش کے مطابق اپنی شریعت میں ردوبدل کر کے اس کی قیمت لیتے ہیں۔ ایسے لوگ یہ قیمت لے کر اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں، یہ کیسے نڈر ہیں جو اللہ ﷻ کے عذاب سے نہیں ڈر رہے اور جانتے بوجھتے جہنم کا سودا کر رہے ہیں۔ مزید یہ کہ ایمان والوں کو حلال اور طیب اشیاء کھانے، اللہ ﷻ کا شکر ادا کرنے اور اسی کی بندگی کرنے اور محرمات سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ

"آپ ﷺ نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرتا ہے، پریشان حال اور غبار آلود ہے، اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہتا ہے، یارب! یارب! مگر اس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا حرام ہے، اس کا لباس حرام ہے، حرام مال ہی سے اس نے پرورش پائی ہے تو اس کی دعا کیسے قبول ہو؟" (صحیح مسلم)

Scanned with CamScanner

سبق:۹

سُوْرَةُ الْبَقَرَة

سورۃ البقرۃ ۲ — رکوع:۳۴تا۴۰(آیات:۲۸۶تا۲۵۴)

رکوع ۳۴تا۴۰ کے اہم مضامین

۱۔ روزِ قیامت شفاعت کی حقیقت
۲۔ حیات بعد الموت
۳۔ انفاق فی سبیل اللہ کی فضیلت اور آداب
۴۔ انفاق فی سبیل اللہ کا بہترین مصرف
۵۔ سودی لین دین کی زوردار مذمت
۶۔ قرض کے بارے میں ہدایات
۷۔ عظیم الشان دعاؤں کا تحفہ

رکوع ۳۴تا۴۰ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۳۴ (آیات: ۲۵۵تا۲۵۷)

فرمانِ نبوی ﷺ

"جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے اسے جنت میں داخلہ سے سوائے موت کے کوئی چیز نہیں روکتی۔"
(سنن نسائی، بحار الانوار)

جو شخص رات کو سوتے وقت آیت الکرسی کی تلاوت کرے اللہ ﷻ اس تلاوت کرنے والے کے علاوہ اس کے ہمسائیوں کو بھی اپنے حفظ وامان میں رکھتا ہے۔ (بحار الانوار)

ایمان والوں کو حکم دیا گیا ہے کہ قیامت آنے سے پہلے پہلے اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کرو۔ قیامت کا دِن ایسا ہو گا کہ بغیر اذنِ الٰہی کوئی سفارش، محض کوئی دنیاوی رشتہ داری اور لین دین کام نہ آئیں گے۔ پھر آیت الکرسی ہے جو تمام آیات قرآنی کی سردار ہے۔ اس آیت میں اللہ ﷻ کی کئی صفات کا بیان ہے اور یہ بھی امید دلائی گئی کہ اللہ ﷻ اپنے نیک بندوں کو دوسرے مسلمانوں کے حق میں شفاعت کی اجازت عطا فرمائے گا۔ اللہ ﷻ ہمیں بھی نبی اکرم ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین! واضح کیا گیا ہے کہ کسی سے دین اسلام قبول کرانے میں جبر نہیں کیا جاسکتا۔ ایمان باللہ یعنی اسلام پر استقامت وہ مضبوط رسی ہے جس کو تھامنے والا کسی نقصان وہلاکت میں نہیں پڑ سکتا۔ مزید یہ بھی بتایا گیا کہ اللہ ﷻ اپنے نیک بندوں کا مددگار ہے اور انہیں گمراہیوں کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی کی طرف لے آتا ہے۔ بُرے لوگوں کے دوست شیاطین ہیں جو انہیں ہدایت کی راہ سے ہٹا کر گمراہیوں اور جہنم کی طرف لے جاتے ہیں۔

رکوع: ۳۵ (آیات: ۲۵۸تا۲۶۰)

فرمانِ نبوی ﷺ

"ہر دن جب بندے صبح کرتے ہیں تو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ! بخل کرنے والے کو تباہی دے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

اللہ ﷻ کی قدرت کے اظہار اور موت وحیات کی حقیقت واضح کرنے کے لئے تین واقعات کا بیان ہے۔ خاص طور پر اللہ ﷻ کی اس شان کو نمایاں کیا گیا کہ وہ مرنے کے بعد انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے، آخرت کی زندگی کے اثبات پر واقعاتی انداز میں دلائل دیئے گئے ہیں۔ اس حوالہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمرود سے ہونے والا مکالمہ ذکر کیا گیا ہے۔ مزید برآں حیات بعد الموت کی دلیل کے طور پر ایک شخص کو سو برس تک وفات دے کر زندہ کیئے جانے کا واقعہ بیان کیا۔ نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام کے

Scanned with CamScanner

رکوع: ۳۶ (آیات: ۲۶۱ تا ۲۶۶)

انفاق فی سبیل اللہ کے آداب بتائے گئے ہیں اور مثالوں کے ذریعہ اہمیت واضح کی گئی ہے، حکم دیا گیا ہے کہ اللہ عزوجل کی راہ میں خلوص کے ساتھ مال خرچ کرو۔ خلوص کے ساتھ خرچ کرنے والوں کو اللہ عزوجل سات سو گنا تک اجر عطا فرماتا ہے۔ پھر اللہ عزوجل جس کے لئے چاہے اجر کو اور بڑھا دیتا ہے۔ دکھاوا کرنا، کسی کو صدقہ دے کر احسان جتلانا یا طعنہ دینا صدقات کو ضائع کر دیتا ہے۔ دکھاوے کا عمل کرنے والے اللہ عزوجل اور آخرت پر حقیقت میں ایمان نہیں رکھتے۔ اخلاص کے ساتھ تھوڑے انفاق کا بھی بہت اَجر ہے، جب کہ دکھاوے کے لئے ہزاروں روپے خرچ کرنا بھی کچھ نفع نہ دے گا۔

رکوع: ۳۷ (آیات: ۲۶۷ تا ۲۷۳)

اہل ایمان کو تلقین کی گئی کہ اللہ عزوجل کی راہ میں اچھا اور پاکیزہ مال خرچ کرو۔ جیسا مال تمہیں پسند ہے ویسا ہی مال اللہ عزوجل کی راہ میں دو۔ شیطان جو انسان کا ازلی دشمن ہے وہ مختلف حیلوں بہانوں سے اسے انفاق فی سبیل اللہ سے روکنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرنے پر دل کی آمادگی حصول حکمت کا مظہر ہے۔ حکمت سے مراد حق و باطل کو پہچاننے والی باطنی بصیرت اور معاملہ فہمی کی قوت ہے۔ جسے حکمت عطا کی گئی اسے بہت بڑی بھلائی مل گئی۔ نفلی صدقہ ہر ضرورت مند کو دیا جا سکتا ہے خواہ وہ کوئی بھی ہو ہاں انفاق فی سبیل اللہ مال کا بہترین مَصرف ایسے لوگوں کی مالی مدد کرنا ہے جو دین کی خدمت میں اس طرح لگے ہوئے ہیں کہ معاش کے لئے جدوجہد نہیں کر سکتے یا وہ لوگ جو ضرورت مند ہونے کے باوجود بھی لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں کرتے۔ بہر حال حقیقت حال اللہ عزوجل خوب جاننے والا ہے۔

> **فرمانِ نبوی ﷺ**
>
> "سات ہلاک کردینے والے گناہوں سے بچو۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا، یارسول اللہ ﷺ! وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، اللہ عزوجل نے جس جان کو قتل کرنا حرام کردیا ہے اس کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا اور پاک دامن مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم، بحار الانوار)

رکوع: ۳۸ (آیات: ۲۷۴ تا ۲۸۱)

حالات کی ضرورت کے مطابق اعلانیہ اور پوشیدہ دونوں طریقوں سے انفاق فی سبیل اللہ کرنے کا ذکر ہے۔ سود کی حرمت اور صدقات کا بیان ہے۔ سود اور تجارت کے فرق کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ سودی معاملات کرنے والے ایسے ہیں جن کو شیطان نے چھو کر خبطی کر دیا ہو۔ بتایا گیا ہے کہ سود کا انجام تباہی و بربادی ہے جب کہ صدقات دینے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ برکت ہوتی ہے۔ حکم دیا گیا کہ سودی لین دین چھوڑ دو ورنہ تمہارے خلاف اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے اعلان جنگ ہے، سود خور جہنمی ہیں۔ سب لوگ روز قیامت اللہ عزوجل کے دربار میں پیش کیئے جائیں گے اور ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق بدلا دیا جائے گا۔ قرض دار کو مہلت دینے کی تلقین کی گئی اور صدقات کی طرف ترغیب دلائی گئی ہے۔ ایمان کے بعد اعمال صالحہ اور خاص طور پر نماز قائم کرنے اور زکوۃ ادا کرنے والوں کے لئے رب کی طرف سے اجر اور خوف و غم سے نجات عطا کیئے جانے کی خوشخبری ہے۔

CS Scanned with CamScanner

رکوع:۶ تا۱۱ (آیات:۳۸تا۸۹) کے اہم مضامین

۱۔ غزوۂ تبوک میں نکلنے کا حکم۔
۲۔ منافقین کی بد اعمالیاں اور قتال فی سبیل اللہ سے فرار۔
۳۔ منافقین کے لئے سزاؤں کا ذکر۔
۴۔ قتال فی سبیل اللہ کے حوالہ سے مخلص اہل ایمان کا طرزِ عمل۔
۵۔ ہجرت مدینہ منورہ اور اللہ ﷻ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کی خصوصی تائید و نصرت

رکوع:۶ تا۱۱ (آیات:۳۸تا۸۹) کے چند نکات

رکوع:۶ (آیات: ۳۸تا۴۲)

غزوۂ تبوک کا تذکرہ ہے۔ یہ مشکل ترین غزوہ تھا۔ وقت کی انتہائی طاقتور سلطنت روم سے ٹکراؤ تھا جس کی فوج لاکھوں کی تعداد میں تھی۔ سفر تقریباً سات سو میل طویل تھا۔ گرمی پوری شدت پر تھی۔ سواریوں کی کمی اور خوراک کی قلت کا سامنا تھا۔ اللہ ﷻ نے حکم دیا کہ راہ حق میں نکلو اور قتال کرو، یہی تمہارے لئے بہتر ہے، اللہ ﷻ کی تائید غیبی تمہارے ساتھ رہے گی۔ مزید یہ بتایا گیا کہ اس وقت اگر تم نے رسول اللہ ﷺ کی مدد نہیں کی تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے اللہ ﷻ نے اپنے محبوب رسول ﷺ کی اس وقت بھی مدد فرمائی جب کفار نے آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ سے نکلنے پر مجبور کیا اور آپ ﷺ نے اپنے عظیم رفیق سفر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تم غم نہ کرو اللہ ﷻ یقیناً ہمارے ساتھ ہے۔" اس طرح اللہ ﷻ نے نظر نہ آنے والے لشکروں سے آپ ﷺ کی مدد و نصرت فرمائی اور کفار کی تمام تدبیروں کو ناکام بنا دیا۔ لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ ﷻ تمہیں عذاب دے گا۔ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو حق کی خدمت کی سعادت دے گا اور تم اللہ ﷻ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے۔ اس موقع پر منافقین کے نفاق کا پردہ بالکل ہی چاک ہو گیا اور وہ راہ حق میں نکلنے سے گریز کرنے لگے۔ اس سستی کی وجہ سے جہاد میں نہ جانے والوں پر عتاب کا ذکر ہے، بتایا گیا ہے کہ یہ مال کے حریص ہیں اگر مال ملتا دیکھتے اور سفر بھی قریب ہوتا تو ضرور نکلتے مگر سفر کی مشقت کی وجہ سے بیٹھے رہے۔ اور آپ ﷺ کے واپس آجانے کے بعد جھوٹے بہانے اور عذر پیش کر کے اپنی جان کو بچانے کے بجائے ہلاکت میں ڈالنے لگے ہیں اور اللہ ﷻ کے ہاں یہ جھوٹے ہیں۔

رکوع:۷ (آیات:۴۳تا۵۹)

راہ الٰہی میں قتال سے فرار وہی اختیار کرتے ہیں جو اللہ ﷻ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ اللہ ﷻ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے تو راہ حق میں جان اور مال کی بازیاں لگانے کے لئے بے چین ہوتے ہیں۔ منافقین کے قتال فی سبیل اللہ سے جی چرانے جھوٹے بہانے بنانے اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے کا بیان ہے۔ اہل ایمان کو تسلی دی گئی کہ اگر منافقین تمہارے ساتھ نکلتے تو انتشار اور فتنے پیدا کرتے۔ جب تمہیں کوئی کامیابی ملتی ہے تو انہیں دکھ ہوتا ہے اور اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو وہ بہت خوش ہوتے ہیں۔ انہیں بتا دو کہ ہمیں،

> **فرمان نبوی ﷺ**
>
> "بے شک منافقین پر سب سے زیادہ بوجھل نمازیں فجر اور عشاء کی ہیں، اگر وہ یہ جان لیں کہ ان دونوں میں کتنا اجر ہے تو ان دونوں میں حاضر ہوں، اگرچہ انہیں گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے"۔
>
> (صحیح مسلم، متدرک الوسائل)

CS Scanned with CamScanner

[illegible] ۔۔۔ ں کو ہر صورت میں کامیابی ہی کامیابی ملے گی۔ اگر ہم فاتح ہو کر لوٹے تو بھی کامیاب ہیں اور اگر شہید ہو گئے تو یہ زیادہ بڑی کامیابی ہے لیکن ہم بھی اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ عزوجل تمہیں اپنی طرف سے عذاب دے یا ہمارے ہاتھوں سے عذاب دلوائے۔ منافقانہ صفات کا ذکر کیا گیا ہے کہ منافقین نماز میں سستی کرتے ہیں، مطلب پرست ہیں کچھ مال مل جائے تو خوش ہوتے ہیں ورنہ اہل ایمان پر لعن طعن کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں یہ سزا ذکر کی گئی ہے کہ آئندہ ان کا کوئی مال قبول نہ کیا جائے یہ منافقین مسلمانوں کے ساتھ بامر مجبوری رہ رہے ہیں اگر انہیں کوئی ٹھکانا میسر آجائے تو وہ وہاں چلے جائیں گے اور زکوۃ کے اموال کی تقسیم میں آپ پر عیب لگاتے ہیں اور اگر ان کو اِس مال میں سے کچھ دیا جائے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں ورنہ ناراض رہتے ہیں۔ کاش وہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی عطا پر راضی ہو جاتے اور اسے اپنے لئے کافی سمجھتے۔

رکوع:۸ (آیات:۶۰تا۶۶)

زکوۃ کے آٹھ مصارف بیان کیئے گئے۔ منافقوں کی بُری حرکات، خود فریبی اور بدکلامی کا ذکر ہے۔ ان کی مذمت کی گئی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں کہ وہ تو کانوں کے کچے ہیں یہاں تک کہ ہمارے ہر جھوٹے عذر کو بھی قبول کر لیتے ہیں (معاذ اللہ)۔ اس کا جواب دیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ مکارم اخلاق کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں۔ ان کی یہ حد درجہ نرم مزاجی، احسان اور شان رحمت کا اظہار ہے کہ وہ جانتے ہوئے بھی منافقین کے جھوٹے عذر سنتے ہیں لیکن کسی کو شرمندہ نہیں کرتے اور ہر عذر قبول کر لیتے ہیں۔ جبکہ یہ منافقین لوگوں کو راضی کرنے کے لئے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں حالانکہ اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ انہیں راضی کیا جائے۔ مزید برآں اللہ عزوجل، اُس کی آیات اور ی کریم ﷺ کے بارے میں ان کے گستاخانہ طرزِ عمل پر انہیں بدترین عذاب کی وعید سنائی گئی ہے کہ اب تمہارا کوئی عذر قبول نہیں کیونکہ تم ایمان نے کے باوجود اللہ عزوجل کی آیات کی تضحیک اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی وجہ سے کافر ہو چکے۔

وع:۹ (آیات:۶۷تا۷۲)

> **فرمان نبوی ﷺ**
>
> "تم مومنوں کو آپس کی رحمت اور آپس کی محبت اور آپس کی مہربانی میں ایک جسم کی طرح دیکھو گے کہ جسم کے ایک حصہ کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بے چینی اور بخار میں اس کا شریک ہو جاتا ہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم، اصول کافی)

توں کی بدباطنی کا ذکر ہے۔ گزشتہ سرکش اقوام سے ان کا موازنہ کیا گیا ہے اور کے بُرے انجام سے خبردار کیا گیا ہے۔ منافق مرد اور منافق عورتیں ایک جیسے برائیاں پھیلاتے اور نیکیوں سے روکتے ہیں۔ اللہ عزوجل کی راہ میں مال خرچ نہیں ۔ اللہ عزوجل نے ان پر لعنت کی اور روزِ قیامت ان کا حشر کفار کے ساتھ ہو گا۔ وہ یشہ جہنم میں رہیں گے۔ جب کہ مومن مرد اور مومن عورتیں راہِ حق میں سرے کے معاون ہیں۔ وہ نیکیوں کو پھیلاتے ہیں، برائیوں سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ عزوجل اور اس کے ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔ ایسے مومنوں کے لئے اللہ عزوجل کی طرف سے مغفرت، جنت میں ہمیشہ رہنے اور وہاں ان کے لئے پاکیزہ جوڑوں ہے۔ ان کے لئے وہاں سب سے بڑی نعمت رضائے الٰہی کا حصول ہے جو شاندار کامیابی ہے۔

CS Scanned with CamScanner

۷

مطالعۂ قرآنِ حکیم

برائے طلباء وطالبات

حصہ ہفتم

علم

THE ILM FOUNDATION

CS Scanned with CamScanner

کا معاملہ اس طرح کیا جائے جس طرح ہر کوئی چاہتا ہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے پیچھے رہ جانے والے بے سہارا یتیم بچوں کے ساتھ سلوک کا معاملہ کیا جائے۔ یتیم کا مال ناحق کھانے والوں کے لئے شدید وعید ہے کہ وہ اپنے پیٹوں میں دوزخ کی آگ بھر رہے ہیں۔

رکوع: ا کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ: "جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز ہو، اسے صلہ رحمی کرنی چاہیئے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم، بحارالانوار)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: "اللہ ﷻ نے (تمام مخلوقات کی پیدائش کے بعد) رحم (رشتہ اور ناطہ و تعلق جو اللہ ﷻ کی پیدا کردہ ایک مخلوق ہے) سے فرمایا، کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ جو تجھے جوڑے (صلہ رحمی کرے) میں بھی اسے جوڑوں اور جو تجھے توڑے (قطع تعلق کرے) میں بھی اسے توڑوں۔" (صحیح بخاری)

۳۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "قطع تعلق کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو گا۔" (صحیح بخاری)

۴۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح (ساتھ) ہوں گے پھر آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔ یعنی شہادت اور بیچ والی انگلی۔" (یعنی ان لوگوں کو آپ ﷺ کی رفاقت اور قرب نصیب ہو گا) (جامع ترمذی، بحارالانوار)

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا وہ کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "۱۔ اللہ ﷻ کے ساتھ شرک کرنا۔ ۲۔ جادو۔ ۳۔ جس جان کو قتل کرنا اللہ ﷻ نے حرام قرار دیا ہے اسے ناحق قتل کرنا۔ ۴۔ سود کھانا۔ ۵۔ یتیم کا مال (ناجائز طریقہ سے) کھانا۔ ۶۔ معرکہ کے دن (میدان جہاد سے بزدلی دکھاتے ہوئے) پیٹھ پھیرنا۔ ۷۔ پاک دامن بھولی بھالی مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس آدمی کے پاس دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان عدل نہ کرے وہ قیامت کے دن فالج زدہ جسم کے ساتھ اللہ ﷻ کے حضور پیش کیا جائے گا۔" (جامع ترمذی)

۷۔ حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن ایسے لوگ اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں گے جن کے مونہوں سے آگ کے شعلے بھڑک رہے ہوں گے۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ (ﷺ)! وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ ﷻ نے فرمایا: جو لوگ یتیم کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں صرف آگ بھر رہے ہیں۔" (طبرانی، ابن حبان)

CS Scanned with CamScanner

رکوع: ۲ (آیات: ۱۱ تا ۱۴)

وراثت کے احکام بیان ہوئے ہیں۔ پہلے اولاد کا وراثت میں حصہ بیان کیا گیا ہے چنانچہ لڑکے کا حصہ لڑکی سے دوگنا ہو گا۔ اگر صرف دو لڑکیاں ہوں تو ان کا کل حصہ دو تہائی ہو گا اور ہر ایک کو ایک تہائی حصہ ملے گا۔ پھر لڑکیاں دو سے خواہ کتنی ہی زیادہ ہوں، ان کا مجموعی حصہ ترکے کا دو تہائی ہی رہے گا۔ باقی ایک تہائی دوسرے ورثاء کو ملے گا۔ اگر لڑکی ایک ہی ہو تو کل ترکے کا نصف حصہ اسے ملے گا اور باقی آدھے میں دوسرے ورثاء حصہ دار ہوں گے۔

نوٹ: فقہ جعفریہ کے مطابق تمام جائیداد بیٹیوں میں تقسیم ہو گی البتہ دو تہائی بطور فرض اور ایک تہائی بطور رد۔ باقی مرحوم کے بہن بھائی یا اجداد کی نوبت نہیں آئے گی اسی طرح ایک بیٹی زندہ ہو تو اسے تمام جائیداد ملے گی، نصف بطورِ فرض اور نصف بطورِ رد۔

میراث میں ماں باپ کے حصے کی تین صورتیں ہیں: پہلی صورت یہ ہے کہ اگر میت کی اولاد ہو تو ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر میت کی اولاد نہ ہو اور صرف ماں باپ ہی وارث ہوں اور اس کے بہن بھائی بھی نہ ہوں، تو ماں کو ایک تہائی اور باپ کو دو تہائی حصہ ملے گا۔ لیکن اگر دوسری صورت میں میت کے بھائی بہن بھی ہوں، تو ماں کو چھٹا حصہ اور باقی حصہ باپ کو ملے گا اور یہ میراث میں ماں باپ کے حصہ کی تیسری صورت ہو گی۔ اس کے بعد میاں بیوی کا وراثت میں حصہ مقرر کیا گیا ہے۔ بیوی کے ترکہ میں سے خاوند کو میراث ملنے کی دو صورتیں ہیں۔ اگر بیوی کی کوئی اولاد نہ ہو، تو خاوند کو بیوی کے ترکہ میں سے آدھا حصہ ملے گا۔ لیکن اگر بیوی کی اولاد ہو، تو خاوند کو بیوی کے ترکہ میں سے ایک چوتھائی حصہ ملے گا۔ اسی طرح خاوند کے ترکہ میں سے بیوی کو میراث ملنے کی بھی دو ہی صورتیں ہیں۔ اگر خاوند کی اولاد نہ ہو، تو بیوی کو خاوند کے ترکہ میں سے ایک چوتھائی حصہ ملے گا۔ لیکن اگر خاوند کی اولاد ہو، تو بیوی کو آٹھواں حصہ ملے گا۔

کلالہ کی میراث کی دو صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ کلالہ اس مردہ فرد (میت) کو کہتے ہیں خواہ مرد ہو یا عورت جس کے نہ والدین ہوں نہ ہی اولاد، البتہ اس کے بہن بھائی ہوں۔ کلالہ کے بہن بھائی یا تو حقیقی (ماں باپ) شریک ہوں گے یا پھر علاتی (فقط باپ شریک) یا پھر اَخیافی (فقط ماں شریک) ہوں گے۔ اس مقام پر صرف یہ صورت بیان کی گئی ہے کہ اگر کلالہ کی ایک اخیافی (ماں شریک) بہن اور ایک بھائی ہوں تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اور اگر ایک سے زیادہ، بہن بھائی ہوں، تو یہ سب ایک تہائی حصہ میں شریک ہوں گے۔

وراثت کی یہ تمام تقسیم ہمیشہ میت کے قرض کی ادائیگی اور اس کی وصیت پر عمل کرنے کے بعد ہو گی نیز وصیت بھی صرف ایک تہائی مال میں نافذ ہو گی، اس سے زائد میں نہیں اور وصیت کسی ایسے شخص کے لئے نہیں کی جاسکتی جو شرعی طور پر وارث ہے لہذا اللہ ﷻ نے وراثت کے ان احکام کو حدود اللہ قرار دیا ہے۔ ان احکام پر عمل کرنے والوں کو جنت کی بشارت دی گئی ہے اور ان احکامات کی نافرمانی کرنے والوں کو جہنم کی آگ میں جلنے اور ذلت والے عذاب سے دوچار ہونے کی وعید سنائی گئی ہے۔

نوٹ: کلالہ کی میراث کی بقیہ صورتیں اسی سورتِ مبارکہ کے آخری رکوع کے خلاصہ میں ذکر کی جائیں گی۔ چونکہ قرآن حکیم میں عموماً احکامات کے بنیادی قوانین ذکر کئے جاتے ہیں اور تفصیلات رسول اللہ ﷺ کی احادیث و آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ملتی ہیں تو احکام وراثت کی وضاحت و تفصیلات کے لئے علمائے کرام سے رجوع کرنا چاہیے۔

Scanned with CamScanner

علم و عمل کی باتیں

۱۔ اللہ ﷻ اپنے احکامات کے ذریعہ لوگوں کو راہِ ہدایت کی توفیق دینا چاہتا ہے جب کہ خواہشات نفس کی پیروی کرنے والے اپنے ساتھ دوسروں کو بھی گمراہی کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔(سورۃ النسآء، آیات:۲۶، ۲۷)

۲۔ اللہ ﷻ انسانوں کی فطری کمزوریوں سے خوب واقف ہے اس لئے تمام احکام شریعت میں انسانوں کی سہولت کا خاص خیال رکھا گیا ہے اور ان احکام پر عمل کرنے میں کوئی ایسی سختی نہیں رکھی گئی جس کو وہ برداشت نہ کرسکیں۔ (سورۃ النسآء، آیت:۲۸)

۳۔ تجارت اور لین دین کے معاملات میں اگرچہ باہمی رضامندی کی شرط لازم قرار دی گئی ہے۔ لیکن سود خوری، زنا، حرام شے کی خرید و فروخت وغیرہ سے منع کیا گیا ہے اور یہ باہمی رضامندی سے بھی حلال نہیں ہوسکتے۔(سورۃ النسآء، آیت:۲۹)

۴۔ اللہ ﷻ کی شان کریمی ہے کہ بندے کبیرہ گناہوں سے بچتے رہیں تو ان کے صغیرہ گناہوں کو معاف کردیا جائے گا۔(سورۃ النسآء، آیت:۳۱)

۵۔ دنیا میں دی گئی نعمتوں کے بارے میں ایک دوسرے سے حسد نہیں کرنا چاہیئے اصل بات اللہ ﷻ کا فضل اور اجر ہے اس کے حصول کے لئے اس سے دعا مانگنے اور نیک کاموں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔(سورۃ النسآء، آیت:۳۲)

۶۔ اسلام میں میراث کی بنیاد قرابت پر ہے نہ کہ دوستی کے معاہدوں پر۔(سورۃ النسآء، آیت:۳۳)

۷۔ گھر کا نظام چلانے کے لئے مرد کو خاندان کا سربراہ و منتظم بنایا گیا ہے کیونکہ اس حوالہ سے مرد کو صلاحیتیں بھی عطا کی گئی ہیں اور کفالت کی ذمہ داری بھی اس پر ہے۔(سورۃ النسآء، آیت:۳۴)

۸۔ اللہ ﷻ کے نزدیک نیک بیوی وہ ہے جو اپنے شوہر کی فرماں برداری کرے اور اس کی غیر موجودگی میں اس کے مال، اولاد اور عزت و ناموس کی حفاظت کرے۔(سورۃ النسآء، آیت: ۳۴)

۹۔ گھروں کے معاملات بہتر رکھنا بہت ضروری ہے۔ معاشرے کے ذمہ دار لوگوں پر یہ انتہائی اہم ذمہ داری ہے کہ وہ میاں بیوی کے درمیان ناچاقی کو دور کرنے، گھریلو ماحول کو خوشگوار رکھنے اور اس کی حفاظت کرنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہیں۔(سورۃ النسآء، آیت: ۳۵)

۱۰۔ پڑوسیوں کی تین اقسام ہیں۔ رشتہ دار پڑوسی، غیر رشتہ دار پڑوسی اور ساتھ رہنے والے یا کام کرنے والے پڑوسی (مثلاً ملازمت کرنے والے، سفر کرنے والے وغیرہ) ان سب کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔(سورۃ النسآء، آیت: ۳۶)

۱۱۔ روز قیامت تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امتوں کے بارے میں اور نبی کریم ﷺ اپنی امت اور پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی صداقت کے بارے میں گواہی دیں گے کہ انہوں نے امت تک پیغام الٰہی پہنچادیا تھا جبکہ اپنے اچھے یا برے اعمال کے لوگ خود ذمہ دار ہیں۔(سورۃ النسآء، آیت:۴۱)

۱۲۔ پانی سے وضو اور غسل کرنے کے علاوہ بعض حالات میں مثلاً پانی نہ ملنے یا کسی تکلیف یا عذر کے باعث طہارت حاصل کرنے کا ایک طریقہ پاک مٹی سے تیمم کرنا بھی ہے۔ (سورۃ النسآء، آیت:۴۳)

۱۳۔ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں پر اللہ ﷻ لعنت فرماتا ہے۔(سورۃ النسآء، آیت:۴۶)

۱۴۔ خود کو پاکیزہ اور برگزیدہ سمجھنا نامناسب بات ہے، یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ ﷻ ہی ہے جو بندے کو پاکیزگی عطا فرماتا ہے۔
(سورۃ النسآء، آیات:۴۹، ۵۰)

۱۵۔ اللہ ﷻ اور رسول اللہ ﷺ کی ہر حال میں اطاعت فرض ہے جب کہ صاحبِ اختیار لوگوں کی بات صرف جائز اُمور میں ہی مانی جائے گی۔
(سورۃ النسآء، آیت:۵۹) نوٹ: اہل تشیع کے نزدیک اولی الامر کا مصداق بارہ امام ہیں۔

Scanned with CamScanner

سبق: ۵

سُوْرَۃُ النِّسَآءِ

سورۃ النسآء ۴ — رکوع: ۱۳ تا ۱۶ (آیات: ۹۲ تا ۱۱۲)

رکوع: ۱۳ تا ۱۶ کے اہم مضامین

۱۔ قتل خطا کا کفارہ اور قتل عمد کی سزا
۲۔ جہاد کے بعض احکام
۳۔ ہجرت کی ترغیب اور احکام
۴۔ نمازِ قصر اور نمازِ خوف کے احکام
۵۔ بددیانت لوگوں کی حمایت کرنے کی ممانعت
۶۔ گناہوں اور جرائم سے توبہ کی ترغیب

رکوع: ۱۳ تا ۱۶ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱۳ (آیات: ۹۲ تا ۹۶)

ابتدائی دو آیات میں قتل خطا اور قتل عمد کے احکام بیان ہوئے ہیں۔ قتل خطا یہ ہے کہ قتل کرنے کا ارادہ نہ ہو مگر غلطی سے کوئی قتل ہو جائے۔ کوئی مسلمان اگر غلطی سے قتل ہو جائے تو اس کا کفارہ ایک مسلمان غلام آزاد کرنا اور وارثوں کو خون بہا ادا کرنا ہے۔ خون بہا سو اونٹ یا اس کے برابر قیمت ہے جو مقتول کے ورثا کو ادا کی جائے گی اور اگر وہ چاہیں تو معاف بھی کر سکتے ہیں۔ اگر مقتول مسلمان ہو مگر دشمن قوم سے تعلق رکھتا ہو تو اس کا کفارہ صرف ایک مسلمان غلام آزاد کرنا ہے۔ اگر مسلمان مقتول کا تعلق کسی ایسی قوم سے ہو جس کے ساتھ کوئی معاہدہ ہو تو اس کا کفارہ ایک مسلمان غلام آزاد کرنا اور خون بہا ادا کرنا ہے۔ اگر ان صورتوں میں غلام میسر نہ آئے، تو متواتر دو ماہ کے روزے رکھنے ہوں گے۔ قتل خطاء کے کفارہ کے بعد قتل عمد کے لئے انتہائی سخت وعید بیان ہوئی ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے، اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ مدتوں رہے گا، اس پر اللہ ﷻ کا غضب اور اس کی لعنت ہو گی، اور اس کے لئے اللہ ﷻ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ مسلمان ہونے کے لئے صرف ایمان کا ظاہری اقرار ہی کافی ہے۔ اس لئے میدان جہاد میں جو اسلام کا اظہار کر دے اس کے قتل سے ہاتھ روک دیا جائے اور شبہ کی بنیاد پر اسے قتل نہ کیا جائے، البتہ تحقیق کی جا سکتی ہے۔ اپنے کسی ذاتی مفاد یا مال غنیمت کے حصول کی خاطر کسی مسلمان کے اسلام کو رد کرتے ہوئے اسے قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ اللہ ﷻ کا احسان ہے کہ اس نے مسلمانوں کو ایمان کی دولت نصیب فرمائی ہے۔ اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کی فضیلت بیان ہوئی ہے کہ وہ اللہ ﷻ کی نظر میں بہت زیادہ افضل ہیں اور ان کا درجہ جہاد میں شامل نہ ہونے والوں سے بہت زیادہ ہے۔ البتہ ایسے حالات میں جبکہ سب کا جہاد کے لئے نکلنا لازم نہ ہو، اللہ ﷻ کی طرف سے جہاد کرنے اور جہاد نہ کرنے والے، دونوں طرح کے مسلمانوں کے لئے اچھی جزا اور اجر و ثواب کا وعدہ ہے تاہم ان کے درجات میں فرق ہو گا۔

رکوع: ۱۳ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اور فرما رہے تھے: "(اے کعبہ!) تو کتنا عمدہ ہے اور تیری خوشبو کتنی پیاری ہے، تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! مومن کے جان و مال کی حرمت اللہ ﷻ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے اور ہمیں مومن کے بارے میں نیک گمان ہی رکھنا چاہیے۔" (سنن ابن ماجہ، الکافی)

Scanned with CamScanner

رکوع:۱۸ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اے معاذ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ ﷻ کا بندوں پر کیا حق ہے؟" حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ ﷻ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "(اللہ ﷻ کا بندوں پر حق) یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں"۔ (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ ﷻ کے ساتھ شرک کرتے ہوئے مر جائے، وہ دوزخ میں داخل ہو گا"۔ (صحیح بخاری، الکافی)

۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جسے اللہ ﷻ راہ دکھائے تو کوئی اسے گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے گمراہ کر دے تو اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، سب سے سچی بات اللہ ﷻ کی کتاب ہے اور سب سے بہترین طریقہ محمد (مصطفیٰ ﷺ) کا طریقہ ہے"۔ (سنن نسائی)

رکوع:۱۹ (آیات:۱۲۷ تا ۱۳۴)

عورتوں، یتیم بچوں اور بچیوں کے بارے میں انہی احکامات پر عمل پیرا ہونے کی مزید تاکید کی گئی ہے جو اس سورت کے شروع میں بیان ہو چکے ہیں، چنانچہ ان کے لئے مقرر کئے گئے حقوق کی ادائیگی میں عدل و انصاف اور دیانت داری سے کام لینے اور اور کسی قسم کی سستی نہ کرنے کی ہدایت فرمائی گئی، نیز میاں بیوی کے درمیان صلح کی تعلیم دی گئی ہے۔ اگر بیوی کو محسوس ہو کہ اس کا شوہر اس سے بے رغبتی اور بے رخی اختیار کر کے اسے طلاق دینا چاہتا ہے جبکہ وہ طلاق پر راضی نہیں ہے تو اس صورت میں دونوں آپس میں کچھ شرائط پر صلح کر لیں مثلاً بیوی اپنے بعض حقوق سے دستبردار ہو کر اپنے شوہر سے صلح کر سکتی ہے۔ اسلام یہ چاہتا ہے کہ گھر بسا رہے، میاں بیوی کے درمیان موافقت رہے اور طلاق نہ ہو۔ ایک فطری چیز کی وضاحت کی گئی ہے کہ اگر کسی مرد کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں، تو ان کے درمیان دلی لگاؤ کے لحاظ سے صد فیصد عدل کرنا اس شوہر کے بس میں نہیں ہے۔ اس لئے اسے چاہئے کہ وہ حتی الامکان عدل کرنے کی کوشش کرے اور جو چیزیں اس کے بس میں نہیں ہیں ان پر اس کی گرفت نہیں ہو گی۔ البتہ وہ ایسا نہ کرے کہ کسی ایک بیوی کی طرف ہی جھک جائے اور دوسری سے بالکل لاتعلقی اختیار کر لے۔ اللہ ﷻ نے وعدہ فرمایا ہے کہ اگر میاں بیوی کے درمیان ہر ممکن کوشش کے باوجود صلح نہ ہو سکے اور بالآخر طلاق کی نوبت آجائے تو اللہ ﷻ اپنے فضل و کرم سے دونوں کے لئے بہتری کی صورت پیدا فرمادے گا اور اس سے اچھے رشتے کے اسباب مہیا فرمادے گا۔ چونکہ شریعت کے ان احکام کی تعمیل میں تقویٰ کا بہت زیادہ کردار ہے، اس لئے تقویٰ اختیار کرنے کی بہت تلقین کی گئی ہے۔ اللہ ﷻ کی عظمت اور حاکمیت کا ذکر ہے کہ زمین و آسمان کی ہر چیز کا خالق اور مالک اللہ ﷻ ہے اور اس کائنات میں حکمرانی بھی اسی کی ہے لہٰذا جو اس کا حکم نہ مانے تو اللہ ﷻ کا اس میں کوئی نقصان نہیں ہے، وہ تو غنی اور بے نیاز ہے۔ اللہ ﷻ کی نافرمانی کرنے والوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ اللہ ﷻ اس بات پر پوری طرح قادر ہے کہ انہیں فنا کر کے ان کی جگہ دوسرے لوگوں کو لے آئے یا انہیں زوال میں مبتلا کر کے دوسرے لوگوں کو عروج سے ہمکنار کر دے۔ آخر میں ایک عمومی ہدایت دی گئی ہے کہ ایک مسلمان کو صرف دنیا کی ہی فکر میں نہیں پڑے رہنا چاہئے بلکہ اللہ ﷻ سے دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی مانگنی چاہئے۔

Scanned with CamScanner

ڈرتے۔ مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے کہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مردوں میں سے کسی کے حقیقی والد نہیں ہیں کیونکہ آپ ﷺ کے تینوں صاحب زادوں کا بچپن میں ہی انتقال ہو گیا تھا، لہٰذا آپ ﷺ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بھی والد نہیں ہیں اس لئے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی مطلقہ بیوی سے آپ ﷺ کے نکاح کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ آخر میں عقیدۂ ختم نبوت کا بیان ہے کہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ ﷻ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا۔

رکوع: ۵ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سچ نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور ایک آدمی سچ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ ﷻ کے ہاں بہت سچا لکھ دیا جاتا ہے اور یقیناً جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی (جہنم کی) آگ کی طرف لے جاتی ہے اور ایک آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے، حتیٰ کہ وہ اللہ ﷻ کے ہاں بہت بڑا جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔" (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھ پر اسلام کے احکام بہت زیادہ ہیں مجھے ایسی چیز بتایئے جس کے ساتھ میں چمٹ جاؤں آپ ﷺ نے فرمایا "تمہاری زبان ہمیشہ اللہ ﷻ کے ذکر سے تر رہے۔" (جامع ترمذی)

۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ قیامت کے دن اللہ ﷻ کے نزدیک کس بندہ کا درجہ سب سے افضل ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "بکثرت اللہ ﷻ کا ذکر کرنے والے مردوں اور بکثرت اللہ ﷻ کا ذکر کرنے والی عورتوں کا" میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ان کا درجہ اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کرنے والوں سے بھی زیادہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر کوئی شخص کفار اور مشرکین سے جہاد کرے حتیٰ کہ وہ زخمی ہو کر خونم خون ہو جائے، تب بھی اللہ ﷻ کا بکثرت ذکر کرنے والوں کا درجہ اس سے زیادہ ہوگا۔" (جامع ترمذی، مسند احمد)

۴۔ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: "خدا کے نزدیک سب سے افضل عمل ذکرِ خدا ہے لیکن مراد سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ نہیں ہے بلکہ کسی بھی کام کو کرنے سے پہلے یہ دیکھیں کہ جائز ہے اسے بجالاؤں، ناجائز ہے کہ اسے ترک کروں۔" (بحار الانوار)

۵۔ حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت میں تیس بڑے جھوٹے پیدا ہوں گے، جن میں سے ہر ایک کا یہ دعویٰ ہوگا کہ وہ نبی ہے (معاذ اللہ)۔ حالانکہ میں خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔" (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

۶۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری پیروی کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔" (مسند احمد)

۷۔ حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں، تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔" (طبرانی)

۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس میں کوئی شک نہیں کہ رسالت و نبوت منقطع ہو چکی ہے، میرے بعد اب نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی رسول۔" (مسند احمد، جامع ترمذی)

Scanned with CamScanner

نبی کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر کے حوالہ سے نو مسلموں کی طرف سے ایک کوتاہی کا ذکر ہے۔ اِس عمل پر تمام مسلمانوں کو متوجہ کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ کی ذاتی مشغولیت اور آرام کا خیال رکھنا چاہیے اور حجرہ کے باہر سے آوازیں دینے کے بجائے اُنہیں آپ ﷺ کی باہر تشریف آوری کا انتظار کرنا چاہیے۔ چونکہ اُن نو مسلموں سے یہ کوتاہی لاعلمی میں سرزد ہوئی تھی لہٰذا اللہ عزوجل کی صفات غفور اور رحیم بیان کرکے اُنہیں بخشش کی خوشخبری دی گئی۔

مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کے حوالہ سے بتایا گیا ہے کہ کسی اہم خبر اور بات کے حوالہ سے کوئی فیصلہ یا عمل کرنے سے قبل اُس خبر کی صداقت کی تحقیق کر لینی چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ کسی غلط فہمی کی وجہ سے کسی بات پر عمل یا کسی کے خلاف اقدام کرنے سے، بعد میں ندامت کا سامنا کرنا پڑے۔

پھر یہ بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و اتباع میں ہی اہل ایمان کا بھلا ہے۔ کیونکہ اگر اہل ایمان کی بہت سی باتیں آپ ﷺ مان لیں تو وہ لوگ خود مشکل میں پڑ جائیں گے۔

ان آیات میں حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں صراحتاً اعلان کر دیا گیا کہ اللہ عزوجل نے ایمان کو ان کا محبوب بنا دیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا باطن اِس قدر پاکیزہ اور نورِ ایمان سے منور ہے کہ اُنہیں کفر، نافرمانی اور گناہوں کے تصور سے بھی نفرت ہے۔ گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صاحبِ ایمان، صاحبِ کردار اور صاحبِ ہدایت ہونے کی سند عطا کی گئی ہے۔ ایسے ہی مخلص ساتھیوں کی رفاقت اور جان نثاری کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ کی انقلابی جدوجہد کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔

ایمان کی محبت اور کفر و نافرمانی سے نفرت کو اللہ عزوجل کا فضل قرار دیا گیا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ عزوجل کی طرف سے خصوصی طور پر عطا ہوا۔ اللہ عزوجل ہمیں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی ایمان کی محبت و جذبۂ اطاعت نصیب فرمائے اور اپنا خصوصی فضل و کرم ہمیں بھی عطا فرمائے۔

فرمایا گیا کہ تمام اہل ایمان بھائی بھائی ہیں۔ کوئی سلیم الفطرت آدمی پسند نہیں کرتا کہ دو بھائیوں کے درمیان اِختلافات رہیں۔ لہٰذا اِختلافات کی صورت میں صلح کرانے کی بھرپور کوشش کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ صلح عدل پر مبنی ہونی چاہیے۔ اگر کوئی شخص کسی پر ظلم کر رہا ہے تو اُس پر ہر ممکنہ دباؤ ڈال کر اُسے ظلم سے روکا جائے۔ اگر ہم مسلمان بھائیوں کے درمیان تنازعات ختم کروا کر اُن پر مہربانی کریں گے تو اللہ عزوجل ہمیں بھی اپنے رحم و کرم سے نوازے گا۔

رکوع: ۱ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ عزوجل کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ عزوجل کی نافرمانی کی۔“ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، بحار الانوار)

۲۔ حضرت اُمِّ کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صُلح کرواتا ہے (یعنی صُلح کروانے کے لئے کوئی خلافِ واقعہ بات کرتا ہے) وہ تو خیر میں اضافہ کر رہا ہے، یا بھلائی کی بات کہہ رہا ہے۔“ (صحیح بخاری)

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے بھائی کی مدد کرو، ظالم ہو تو بھی اور مظلوم ہو تو بھی۔“ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! مظلوم ہونے کی حالت تو ظاہر ہے، تاہم ظالم ہونے کی حالت میں کیسے اس کی مدد ہو گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے ظلم سے باز رکھو یہی اس کی مدد ہے۔“ (صحیح بخاری)

Scanned with CamScanner

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو لوگ انصاف کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے دائیں جانب نور کے منبروں پر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ (اس کی شان کے مطابق) دائیں ہیں اور یہ انصاف کرنے والے وہ لوگ ہیں جو اپنے فیصلوں میں، اپنے اہل وعیال میں اور جس کام کا ذمہ دار انہیں بنایا جائے، اس میں انصاف کرتے ہیں۔" (صحیح مسلم)

۵۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ایمان والوں کی آپس کی محبت، رحم دلی اور شفقت کی مثال ایک جسم جیسی ہے کہ اگر جسم کا کوئی حصہ تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے تو (وہ تکلیف صرف اُسی حصہ میں منحصر نہیں رہتی، بلکہ اُس سے) پورا جسم متاثر ہوتا ہے۔" (صحیح مسلم)

۶۔ حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، اور نہ اسے (کسی ظالم کے) سپرد کرتا ہے اور جو شخص اپنے کسی بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں لگا ہو گا اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت اور حاجت پوری فرمائے گا اور جو کوئی کسی مسلمان کی مصیبت دور کرے اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے اس کی مصیبت دور فرمائے گا اور جس نے کسی مسلمان کا پردہ رکھا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا پردہ رکھے گا۔" (صحیح مسلم)

۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ اس کے معاملہ میں خیانت نہیں کرتا، اس سے جھوٹ نہیں بولتا اور نہ ہی وہ اس کو رُسوا کرتا ہے۔" (جامع ترمذی)

۸۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تمہیں روزہ، نماز اور صدقہ کے درجات سے زیادہ فضیلت والے اعمال نہ بتاؤں؟" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیوں نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "آپس کے میل جول اور روابط کو بہتر بنانا، جھگڑے والوں میں صُلح کرانا اور اس کے برعکس آپس کے میل جول اور روابط میں پھوٹ ڈالنا (دین کو) مونڈ دینے (ختم کر دینے) والی خصلت ہے۔"

(سنن ابی داؤد)

۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لوگوں میں صُلح کرانا، نفل نماز اور (نفلی) روزوں سے افضل ہے۔"

(تہذیب الاحکام، اصول الکافی)

رکوع: ۲ (آیات: ۱۱تا۱۸)

اُن مجلسی بُرائیوں سے روکا گیا ہے جن کی وجہ سے دو افراد یا گروہوں میں محبت والفت کمزور پڑ جاتی ہے، نفرت وعداوت کا آغاز ہوتا ہے اور بعض اوقات دشمنی ایسی شدت اختیار کر لیتی ہے کہ فتنہ وفساد کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ وہ بُرائیاں یہ ہیں: کسی کا مذاق اڑانا، کسی کو طعنہ دے کر یا اُس پر الزام لگا کر اُسے شرمندہ کرنا، کسی کے ایمان لانے کے بعد، کسی شخص یا گروہ کا ایسا نام رکھنا جو اُسے ناگوار محسوس ہو یا اُسے بدکردار کہنا، سُوئے ظن یعنی بُرا گمان کرنا، جاسوسی کرنا یعنی کسی کی ٹوہ اور کھوج میں لگنا اور غیبت کرنا یعنی کسی کی غیر موجودگی میں اُس کی بُرائی کرنا۔ پھر یہ بتایا گیا ہے کہ وہ مجلسی بُرائیاں جن سے ملت کی شیرازہ بندی متاثر ہوتی ہے عام طور پر ایک دوسرے کو حقیر سمجھنے کی وجہ سے کی جاتی ہیں۔ اِس لئے اسلام نے رنگ ونسل کی بنیاد پر قومی اور نسلی برتری کے نظریہ کو ختم کرتے ہوئے ایک ہی حکم سے اسے ملیامیٹ کر دیا اور واضح کر دیا کہ کوئی بھی انسان حقیر نہیں ہے۔ تمام انسان ایک ہی خالق کی مخلوق اور ایک مرد اور عورت کی اولاد ہیں۔ یہ وضاحت نوعِ انسانی کے درمیان وحدت ومساوات کی اَساس فراہم کرتی ہے۔

Scanned with CamScanner

آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ اگر وہ عیب واقعی اس بھائی میں ہو، جو میں بیان کر رہا ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر وہ عیب اس میں ہے جو تم کہہ رہے ہو تو وہ تبھی تو غیبت ہے، اگر اس میں نہ ہو تو وہ بہتان ہے۔" (صحیح مسلم)

٦۔ حضرت ابو بَرزہ اَسلمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اے وہ لوگو! جو صرف زبانی اسلام لائے ہو اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو اور ان کے عیوب کے پیچھے نہ پڑو کیونکہ جو شخص مسلمانوں کے پوشیدہ معاملات کے پیچھے پڑے گا اللہ ﷻ اس کے عیوب کو ظاہر فرمادے گا اور اللہ ﷻ جس کی پردہ دری فرمائے اسے گھر بیٹھے رُسوا کر دیتا ہے۔" (سنن ابی داؤد، اصول الکافی)

٧۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک بد بودار لاش کی بد بو بلند ہوئی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ یہ بد بو کیسی ہے؟ یہ ان لوگوں کی بد بو ہے جو مومنوں کی غیبت کرتے ہیں۔" (مسند احمد)

٨۔ روزِ قیامت ایک شخص کو اس کے دائیں ہاتھ میں اس کی نیکیوں کا نامہ اعمال تھمایا جائے گا اس شخص کو یاد ہو گا کہ میں نے زندگی میں فلاں نیک کام انجام دیا تھا مگر وہ نامہ اعمال میں اسے نظر نہیں آئے گا وہ عرض کرے گا: اے اللہ! شاید غلطی سے کسی اور کا نامہ اعمال مجھے دیا گیا ہے، جواب ملے گا اللہ ﷻ سے نہ بھول چوک ہوتی ہے اور نہ ہی وہ لاعلم ہے۔ یہ تیرا ہی نامہ اعمال ہے۔ دراصل تم نے فلاں شخص کی غیبت کی تھی اس لئے تیری نیکی اس کے نامہ اعمال میں منتقل کر دی گئی ہے۔ اس طرح ایک شخص کے بائیں ہاتھ میں بُرائیوں کا نامہ اعمال تھمایا جائے گا اس میں اسے ایسی بُرائی نظر آئے گی جو اس شخص سے زندگی بھر سرزد نہیں ہوئی تھی یہ بھی سوال کرے گا میں نے اپنی زندگی میں یہ بُرائی نہیں کی شاید کسی اور کا نامہ اعمال مجھے دیا گیا ہے اس کو جواب دیا جائے گا اللہ ﷻ سے نہ بھول چوک ہوتی ہے اور نہ ہی وہ لاعلم ہے۔ تیرا ہی نامہ اعمال ہے۔ دراصل یہ اس شخص کی بُرائی ہے جس کی تو نے غیبت کی تھی جو تیرے نامہ اعمال میں منتقل کر دی گئی ہے۔ (مستدرک الوسائل)

٩۔ حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اسلام کی کوئی ایسی بات بتا دیجئے کہ پھر میں اس کو آپ ﷺ کے بعد کسی سے نہ پوچھوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کہو! میں اللہ ﷻ پر ایمان لایا اور پھر اس پر قائم رہو۔" (صحیح مسلم)

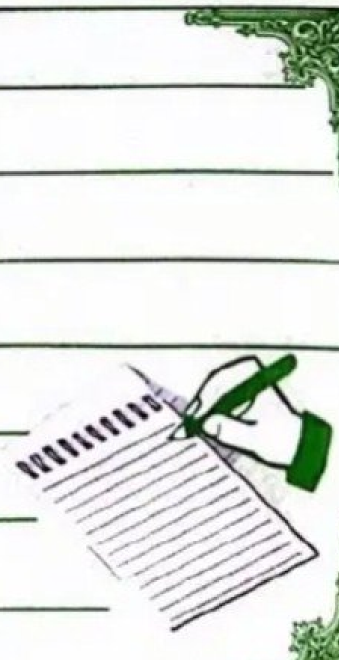

Scanned with CamScanner

FOUNDA
4.5 Millio
Published
VISIT TO
IMAM BARGAH
ALI RAZA
WWW.TIF.EDU.PK

TEAM TIF (The ILM Foundation) humbly presented our Quranic curriculum at Imam Bargah Ali Raza, resonating with the unity of faith and purpose.

Across diverse schools of thought, we stand united by the belief in one God, one Book, and one Ummah.

#TheILMFoundation #TIF #ConnectWithQuran #Ramadan2024 #Quran #Sunni #Shia

Team TIF at Imam Bargah Ali Raz... · 8 pages

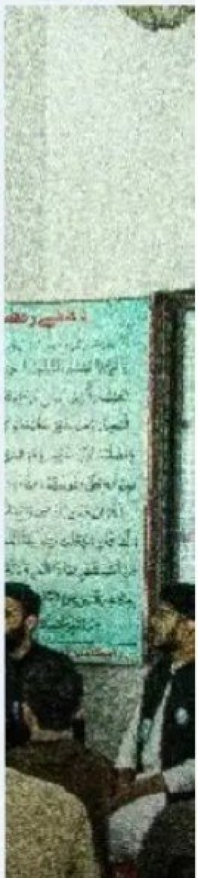

TEAM TIF (The ILM Foundation) humbly presented our Quranic curriculum at Imam Bargah Ali Raza, resonating with the unity of faith and purpose.

Across diverse schools of thought, we stand united by the belief in one God, one Book, and one Ummah.

#TheILMFoundation #TIF #ConnectWithQuran #Ramadan2024 #Quran #Sunni #Shia

Team TIF at Imam Bargah Ali Raz... · 8 pages

فتاوی

جامعہ اشرف المدارس، کراچی

جامعہ طیبہ، کراچی

جامعہ معاذ بن جبل، کراچی

جامعہ اسلامیہ کلفٹن، کراچی

جامعہ دار الھدی، اسلام آباد

جامعہ دارالعلوم زکریا، اسلام آباد

دارالعلوم دیوبند، انڈیا

مجلس العلماء، ساوتھ افریقہ

سنی شیعہ متفقہ ترجمہ قران کا عظیم فتنہ

دی علم فاونڈیشن کے تیار کردہ سنی شیعہ متفقہ ترجمہ قران کی نشر و اشاعت سے اجتناب کرنا لازم و ضروری ہے

اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ قران کریم بغیر کسی قسم کی کمی بیشی کہ امت تک پہنچا ہے جبکہ اہل تشیع کا عقیدہ ہے کہ قران کریم میں العیاذ باللہ لفظی تحریف اور تغیر تبدل واقع ہوا ہے۔ لہذا اہل تشیع اور اہل سنت کے درمیان باہم اتحاد کا دعویٰ کرنا ہی محل نظر ہے۔

ہمیں ڈر ہے کہ اتحاد و اتفاق کے نام پر امت مسلمہ کی بڑی تعداد جمہور اہل سنت کے عقائد سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے

اہل تشیع کے اصول و ادلہ اور اہل سنت کے ماخذ و ادلہ بلکل علیحدہ ہیں۔

متاخرین اہل تشیع علماء کا اہل سنت کے ساتھ موجودہ قران کریم پر اجماع کا دعوا دھوکہ اور تقیہ ہے

اس پیغام کو آگے پہنچا کر تحریک دفاع قران میں حصہ ملائیے

استفتا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے، آپ کی توجہ ایک اہم فریضہ کی طرف دلانا اور اسکے متعلق آپکی مذہبی و قومی خدمات کے پیش نظر رہنمائی مطلوب ہے۔ صورت احوال آں کہ اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے تعاون سے THE ILM FOUNDATION "دی علم فاؤنڈیشن" کے تحت مطالعہ قرآن حکیم برائے طلبہ وطالبات کے نام سے ایک متفقہ ترجمہ قرآن شائع کر کے سکول وکالجز اور مدارس میں تقسیم کر کے پڑھایا جارہا ہے، جس سے پاکستان کی اکثریتی آبادی اہل سنت بشمول دیوبندی بریلوی, اہل حدیث) کے ہاں تشویش کا پایا جانا ایک فطری عمل اور انکا جمہوری حق ہے، کیونکہ اس ترجمہ قرآن حکیم میں اتحاد تنظیمات مدارس کمیٹی کے اراکین بشمول دیوبندی بریلوی, اہل حدیث, نمائندہ کے ساتھ ایک اہل تشیع نمائندہ بھی رکھا گیا اور تقاریظ میں بھی اہل تشیع کو نمائندگی دی گئی ہے۔

مزید یہ کہ اس متفقہ ترجمہ میں بعض مقامات پہ اہل تشیع کی متنازعہ (بین شدہ) کتب اصول کافی بحار الانوار, تہذیب الاحکام، مستدرک الوسائل کے حوالہ جات بھی دیئے گئے ہیں جو مقامات تقریباً ۲۰ تک شمار کئے گئے۔

اس پر اصحاب علم وفہم کی خدمت میں چند سوالات عرض ہیں کہ:

﴿1﴾ اکثریتی آبادی کے پرسنل لا اور اسکے تعلیمی نصاب میں ایسی اقلیت کہ جسکے اکثریت کے ساتھ اصولی اختلافات صدیوں سے موجود ہوں, اس اقلیت کو اکثریت کے عمومی نصاب میں انکی کتب کے حوالہ جات کے ساتھ شامل کرنا پہلے کبھی ضروری نہیں سمجھا گیا اور نہ ہی دنیا کے کسی ملک کے تعلیمی نصاب میں یہ گنجائش موجود ہے۔ زیادہ دور نہ جائیں پڑوسی ملک ایران میں اہل سنت کے لئے ۲۵ فی صد ہونے کے باوجود الگ دینیات نصاب تعلیم میں شامل نہیں کی گئی بلکہ ایک ہی دینیات اثنا عشری شیعہ کے مطابق نافذ العمل ہے۔ تو کیا پاکستان میں جمہوریت کے ایمان و عقیدے کے متصادم و متنازعہ نظریات والی کتب یا شخصیات کو عمومی نصاب تعلیم میں شامل کیا جا سکتا ہے؟

﴿2﴾ متفقہ ترجمہ قرآن حکیم میں جن متنازعہ کتب کے حوالے موجود ہیں ان کتب کی متشددانہ کفریہ عبارات مختلف مکاتب فکر کے چار سو علما کی موجودگی میں ۲۸ ستمبر 1991 کو گورنر ہاؤس لاہور میں وزیر اعظم میاں نواز شریف کو تاریخی دستاویز کی صورت میں پیش کی جا چکی ہیں۔ مثلاً متفقہ ترجمہ قرآن میں اصول کافی کی عبارات موجود ہیں جبکہ اصول کافی ملا یعقوب کلینی کی کتاب ہے، اس کتاب کی کی عبارات صراحتاً عقیدہ ختم نبوت کے انکار, اور تحریف قرآن

دار الافتاء

جیسے باطل نظریات پر مشتمل ہیں اصول کافی ص ۶۷۱ پر موجود ہے کہ اصل قرآن کی آیتیں سترہ ہزار ہیں۔ اصول کافی کتاب الحجۃ میں ص ۲۷۰ پر موجود ہے الامام بمنزلۃ رسول اللہ ۔ تفصیل حوالہ جات کے ساتھ عدالتی کاروائی میں موجود ہے۔

اسی متفقہ ترجمہ قرآن میں بحار الانوار کی عبارات موجود ھیں یہ کتاب ملا باقر مجلسی کی کتاب ھے بحار الانوار جلد ھشتم پہ یہ عبارت موجود ھے ارتد الناس کلھم بعد النبی الا ثلاثۃ اور اسی مصنف کی دیگر تصانیف حق الیقین، جلاالعیون، حیات القلوب ھیں انھی کتب میں حق الیقین ص ۲۷۲ اور حیات القلوب ص ۱۲۳، ۱۹۳، ۲۳۴، ۲۷۰، ۳۷۸، ۳۸۵، ۸۷، ۳۸۹ پر صریح تحریف قرآن کی عبارات درج ہیں۔

ملا مجلسی کی یہ ایسی کتابیں ہیں کہ اپنے زہریلے پن کی بناپہ آسانی سے دستیاب بھی نہیں، اور انہی کتابوں کی عبارات نے پچھلے کئی سالوں سے ملک کو خانہ جنگی، فرقہ وارانہ دہشت گردی کی آگ میں جھونکا ہے، کیاان بین شدہ کتب کے حوالہ جات متفقہ ترجمہ قرآن میں دیناکسی طرح رواہے؟

﴿3﴾ متفقہ ترجمہ قرآن حکیم کے علاوہ NCC کے تحت پہلی بار ایک مشترکہ دینیات بھی سامنے لائی گئی ہے، جس میں سنی کتب کے حوالہ جات کے ساتھ اہل تشیع کتب اصول کافی بحار الانوار وسائل الشیعہ الوافی روضۃ الکافی مستدرک الوسائل سفینۃ البحار وغیرہ کے حوالہ جات دیئے گئے ہیں، جبکہ انہی کتابوں میں اکثریتی آبادی اہل سنت کے عقائد و نظریات کے انتہائی متصادم متنازعہ عبارات بکثرت پائی جاتی ہیں۔

جب آج تک اس طرح کے تعلیمی اشتراک کی ضرورت ایک جمہوری ملک میں نہ سمجھی گئی ھے۔۔۔۔ تواب ان مخصوص ملکی وعالمی حالات میں نصاب تعلیم میں یہ ترامیم اکثریتی آبادی کے حقوق اور نصاب تعلیم کے ساتھ ایک کھلا مذاق نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ اور کیا اس حق تلفی کی اجازت جمہور اہل سنت عوام دے سکتے ہیں؟

﴿4﴾ کیا یہ مذکورہ کتب اور ان میں موجود نظریات دیوبندی بریلوی، اہل حدیث علما کے ہاں قابل قبول ہیں؟

ان تمام وجوہات کی بناپہ یہ متفقہ ترجمہ قرآن اور مشترکہ دینیات نہیں ہے، بلکہ متنازعہ نصاب تعلیم ہے جس کے لئے بروقت علماو مفتیان، قانون دان طبقہ اور محکمہ تعلیم سے وابستہ حضرات کو ایسی جانبدارانہ کاروائی کا نوٹس لیتے ہوئے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے؟ اور عام عوام کے لیے اس دینیات کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: عبد اللہ

دار الافتاء

فتویٰ جامعہ اشرف المدارس کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً و مصلیاً

واضح رہے کہ بلاشبہ قرآن کریم کا ترجمہ، تفسیر، خلاصۂ تفسیر لکھنا یا کسی بھی اعتبار سے کوئی علمی خدمت انجام دینا ایک عظیم سعادت اور بارگاہِ الٰہی میں تقرب اور کامیابی کی ضمانت ہے۔ گزشتہ ادوار میں بھی یہ علمی خدمت مختلف انداز سے اور مختلف علوم کو بنیاد بنا کر انجام دی گئیں نیز دورِ حاضر میں بھی وقتاً فوقتاً، ایسی کاوشیں سامنے آتی رہتی ہیں، جن میں کسی خاص ترتیب کو ہدف بنا کر تلخیص، یا ترتیب میں کچھ جدت لا کر ایسی علمی خدمات انجام دی جاتی ہیں۔

ایسی تمام علمی و تحقیقی کاوشوں کی اہمیت کا فی نفسہ انکار نہیں، نہ ہی کسی دور اور زمانے کے گزر جانے کے بعد یہ دعوی کیا جاسکتا ہے کہ اب کسی نئی تحقیق یا پرانی کی گئی کاوشوں کو دورِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق نئی ترتیب دینے کی ضرورت باقی نہیں رہی، بلکہ ہر دور کے تقاضوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کسی نہ کسی اعتبار سے یہ خدمات جاری و ساری ہیں۔

دوسری طرف اس حقیقت کا بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ایسی کسی خدمت کو کماحقہ انجام دینا ایک نازک ترین ذمے داری ہے جس میں ادنی سی لغزش یا اصول و ضوابط سے انحراف کرنا ایمان خطرے میں ڈال سکتا ہے۔

چنانچہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کا طرزِ عمل یہی رہا ہے کہ کسی بھی قول کو بغیر دلیل کسی آیت کی تفسیر میں بیان کرنے سے حتی الامکان اجتناب کرتے تھے، جیسا کہ فضائل قرآن میں امام ابو عبید قاسم بن سلام نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: کہ آپ رضی اللہ عنہ سے ایک مرتبہ سورہ عبس کی آیت "وَفَاكِهَةً وَأَبًّا" کے متعلق سوال کیا گیا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: "کون سا آسمان مجھ پر سایہ کرے گا اور کون سی زمین مجھے پناہ دے گی؟ اگر میں بلا علم قرآن کریم کی کسی آیت کے متعلق کوئی بات کہہ دوں گا"۔ لہذا قرآن کریم کا کسی بھی طرح کا نصاب، ترجمہ یا تفسیر مرتب کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اسلاف کی بیان کردہ تمام شرائط اور اصولوں کا لحاظ رکھا جائے، بصورتِ دیگر سخت خرابی کا باعث بنے گا۔

من جملہ تمام ضروری شرائط کے، ایک شرط یہ بھی ہے کہ: یہ کاوش علومِ قرآن و قواعدِ تفسیریہ کی رعایت کے ساتھ ساتھ، بطورِ خاص اہل سنت والجماعت کے منہج اور اسلامی اصولوں سے متصادم نہ ہو، نہ ہی اس میں کسی خاص اتحاد کے پس منظر میں فقہائے کرام، مفسرین عظام اور متکلمین اسلام رحمہم اللہ کی وضع کردہ بنیادوں پر سمجھوتہ کیا گیا ہو۔

بصورتِ دیگر قرآن کریم کی عظیم خدمت ہونے کے باوجود بھی قابلِ قبول نہیں ہوگی۔

اہل سنت اور اہل تشیع کے درمیان اتحاد کی حقیقت:

مذکورہ تمہید کے بعد یہ جان لینا ضروری ہے کہ اہل تشیع کے بارے میں کئی ایک مقدمے قابلِ غور ہیں، جن کی روشنی میں اس بات پر سنجیدہ غور کی ضرورت ہے کہ "دی علم فاؤنڈیشن" کی مذکورہ کاوش میں اہل سنت اور اہل تشیع کے درمیان اتفاق اور اتحاد کا دعوی کرنا کیا حیثیت رکھتا ہے؟

- اہلِ سنت اور اہلِ تشیع کے مابین کئی قسم کے اختلاف ہیں، لیکن یہ اختلاف فروعی نہیں، جن کو مسلک کا اختلاف قرار دے کر نظر انداز کیا جاسکے، بلکہ یہ اختلاف عقیدے اور اصولی نوعیت کے ہیں، جو کہ اساس ہیں اور وہ اور دیگر اصولی فروق متقدمین کے زمانے سے تا حال اسی طرح اصولی اختلاف بن کر چلے آرہے ہیں۔ بطورِ نمونہ اہل تشیع کے کچھ اہم نظریات نقل کفر کفر نباشد کے طور پر ہم آپ کے سامنے رکھتے ہیں جو کہ جمہور امت کے فکری اصول سے منحرف ہیں۔ اہل تشیع ان عقیدوں کو اپنے مذہب کے اساسی عقیدے سمجھ کر بیان کرتے ہیں، اسی پر عمل پیرا ہیں۔ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

❖ ایک عقیدہ یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کو بدا ہوتا ہے، یعنی نعوذ باللہ، اللہ پاک کو تمام باتوں کا علم نہیں، اللہ تعالیٰ کو بھی کبھی کبھی جہل واقع ہوتا ہے۔ اس کی پیش گوئیاں بعض مرتبہ غلط ہوجاتی ہیں اور اس کو اپنی رائے بدلنی پڑتی ہے۔ شیعہ مذہب کے مطابق یہ عقیدہ اتنا ضروری ہے کہ خود ان کی بعض تصریحات کے مطابق اس عقیدے کا اقرار لیے بغیر کسی نبی کو نبوت نہیں دی گئی۔ اسی طرح اللہ رب العزت کے متعلق ان کے بعض عقائد ایسے ہیں جو بلاشبہ کفریہ ہیں، اہلِ سنت والجماعت کا ان عقیدوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

الكافي (148/1) مط:دار الكتب الإسلامية، طهران.

علي ، عن محمد ، عن يونس ، عن مالك الجهني قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : لو علم الناس ما في القول بالبداء من الاجر ما فتروا عن الكلام فيه — عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن خالد ، عن بعض أصحابنا ، عن محمد بن عمرو الكوفي أخي يحيى ، عن مرازم بن حكيم قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : ما تنبأ نبي قط ، حتى يقر لله بخمس خصال : بالبداء والمشيئة والسجود والعبودية والطاعة .

❖ انبیائے کرام کے متعلق شیعوں کے کئی اصول اور عقائد متکلم فیہ ہیں، جیسا کہ یہ اعتقاد کہ انبیا میں اصولِ کفر موجود ہوتے ہیں، جیسا کہ: اصول کافی کے ایک باب میں ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے فرمایا: "اصول کفر تین ہیں: حرص، تکبر اور حسد، حرص آدم علیہ السلام میں تھا جب ان کو درخت کھانے سے

دار الافتاء

منع کیا تو حرص نے ان کو آمادہ کیا۔۔۔ الخ، مذکورہ اور اہل تشیع کی اس جیسی کافی روایتوں کی روشنی میں انبیا کے متعلق ان کا عقیدہ واضح ہو جاتا ہے۔

الكافي (289/2) مط:دار الكتب الإسلامية، طهران.

> عن أبي بصير قال : قال أبو عبد الله (عليه السلام) : أصول الكفر ثلاثة : الحرص ، والاستكبار ، والحسد ، فأما الحرص فان آدم (عليه السلام) حين نهي عن الشجرة ، حمله الحرص على أن أكل منها وأما الاستكبار فإبليس حيث أمر بالسجود لآدم فأبى ، وأما الحسد فابنا آدم حيث قتل أحدهما صاحبه .

- اہل تشیع کی مذہبی اساس "عقیدۂ امامت" ہے۔ عقیدۂ امامت ان کے کئی اہم عقیدوں کے لیے مدار کی حیثیت رکھتا ہے۔ شیعوں کا عقیدۂ امامت کے بارے میں تصور یہ ہے: کہ امامت ایک ایسا منصب ہے جو نبوت کی طرح عطائے الٰہی ہے، امام کا انتخاب براہ راست خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ امام بھی انبیاء کی طرح تمام لغزشوں سے معصوم ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے مقرر کیا جاتا ہے جس کی اطاعت مخلوق پر واجب ہوتی ہے۔ حالانکہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ تمام صفات صرف انبیا کا خاصہ ہیں۔
- من جملہ ان عقیدوں کے ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ حضرات ائمہ کرام کو علم غیب حاصل ہے، نیز وہ چاہیں تو حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیں، وہ مافوق الاسباب مدد بھی کر سکتے ہیں، اور ہر جگہ حاضر و ناظر بھی ہیں۔ حالانکہ یہ تمام خدائی صفات ہیں۔ ان خدائی صفات کو کسی بھی مخلوق کے لیے ثابت کرنا بلاشبہ شرک کا موجب ہے۔
- ایک اور عقیدہ یہ بھی ہے کہ امام کے پاس تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات ہوتے ہیں، حتی کہ ان کو اپنے مرنے کا وقت بھی معلوم ہوتا ہے اور ان کی موت ان کے اختیار میں ہوتی ہے۔ اس طرح کے دوسرے تمام عقیدے بھی قرآن کریم کی تصریحات بالخصوص آیاتِ مفاتح الغیب کے سخت خلاف ہیں، اہل سنت والجماعت کا ان عقیدوں سے کوئی تعلق نہیں۔

مذکورہ تفصیل کے بعد کم از کم اتنی بات واضح ہو جاتی ہے کہ اہل سنت اور اہل تشیع دونوں کے درمیان اختلاف اصولی ہے فروعی نہیں، جس کو نظر انداز کر کے ان دونوں کے درمیان اتفاق کا دعوی یا کوشش کی جائے، بلکہ ان کے اکثر اصول اور عقیدے، بالخصوص ائمہ کرام رحمہم اللہ کے متعلق ان کی گھڑی ہوئی بہت سی باتیں ایسی ہیں جن کا اگر واقعتاً اعتقاد رکھا جائے تو بعض صورتوں میں بات کفر تک پہنچ جائے۔

دار الافتاء

اہلِ سنت والجماعت ایسے تمام عقیدوں سے بری ہیں اور ان کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ خدائے تعالیٰ کو خدا کا مقام دیتے ہیں، مخلوقات میں سے کسی کو بھی اللہ تعالیٰ کے برابر قرار نہیں دیتے، رسول اللہ ﷺ اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام اور صحابہ و اولیائے کرام کے متعلق وہی اعتقاد رکھتے ہیں جو آپ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیمات سے مفہوم ہوتے ہیں۔

- چونکہ مذکورہ کاوش کا تعلق قرآن کریم سے ہے، لہذا قدرے تفصیل کے ساتھ قرآنِ کریم کے متعلق بھی شیعہ کے عقیدے واضح کرنا ضروری ہیں، تاکہ اس کاوش کا بنیادی دعوی یعنی اتفاق اہل سنت واہلِ تشیع حقائق کی روشنی میں آشکارا ہو جائے۔

قرآن کریم حضور ﷺ پر 23 برس کے عرصے میں وقتاً فوقتاً نازل ہوا، جسے صحابۂ کرام نے حضور ﷺ سے حرف بہ حرف حاصل کیا اور اسے محفوظ کیا، پھر امت تک بہ حفاظت پہنچایا، تمام امت اس بات پر متفق ہے کہ قرآن کریم خلفائے ثلاثہ کے اہتمام وانتظام سے جمع ہوا، اور انہی کے ذریعے تمام عالم میں پھیلا ۔جنگ یمامہ میں جب قرا صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت شہید ہوگئی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مشاورت سے قرآن کریم جمع کرنے کا آغاز فرمایا جس کی تکمیل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع سے مصحف عثمان کی صورت میں تیار ہوئی، جس کے تیار ہونے کے بعد چار دانگ عالم میں اس کی اشاعت اور ترویج فرمائی گئی۔

ظاہر ہے کہ جن شرائط وضوابط اور کڑے اصولوں کے تحت کاتبین وحی کی سرکردگی میں جمع قرآن کی یہ عظیم خدمت انجام دی گئی، اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کہ یہ وہی طرزِ عمل ہوگا جو حضور اقدس ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں تھا، اسی وجہ سے مصحفِ عثمانی کی تیاری کے بعد دیگر مصاحف اس نیت سے ضائع کیے گئے کہ امت انتشار کی شکار نہ ہو اور قراءت کے اختلاف کو اصل قرآن کریم کے الفاظ و معانی میں اختلاف نہ سمجھ بیٹھیں۔ اس وقت سے لے کر آج تک اسی مصحف کو تلقی بالقبول حاصل ہے اور آج تک جمہور امت کی نظر میں یہی اصل قرآن ہے۔

لیکن قرآن کریم کے حوالے سے امت کے اس متفقہ بنیادی نکتے کے متعلق شیعہ مذہب کا نظریہ یہ ہے کہ ناقلین قرآن، یعنی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ساری جماعت ہی نعوذ باللہ جھوٹی اور ناقابلِ اعتبار تھی، اور معاذ اللہ قرآن کریم کے جمع کا اہتمام کرنے والے دین مخالف اور دین دشمن تھے والعیاذ باللہ۔

- ❖ اس ہی کا اثر ہے کہ شیعوں کی معتبر کتابوں میں دو ہزار سے زائد روایات ایسی ہیں جن سے نعوذ باللہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں پانچ قسم کی تحریف، یعنی آیتوں میں کمی، زیادتی، الفاظ کی تبدیلی، حرف کی تبدیلی اور آیتوں، سورتوں میں غلطیاں موجود ہیں، حتی کہ ایک کتاب "فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب" (از حسین بن محمد تقی نوری طبرسی جن کی کتاب مستدرک الوسائل کا اس مذکورہ نصاب میں بھی جا بجا حوالہ دیا گیا ہے) اس عنوان پر لکھی گئی ہے، جس میں باقاعدہ عقلی نقلی دلائل سے موصوف نے قرآن کا محرف ہونا اپنے مذہب کی بنیاد قرار دیا اور شیعہ مذہب کے جو چند افراد اس تحریف کے قائل نہیں، ان کا خوب رد کیا ہے، اور آخر کار یہ ثابت کیا ہے کہ کوئی بھی شیعہ تحریف کا انکار نہیں کر سکتا۔
- ❖ اصول کافی میں پورا ایک باب اس عنوان پر باندھا گیا ہے کہ: "باب أنه لم يجمع القرآن كله إلا الأئمة" (یعنی یہ باب ان حدیثوں کے بیان میں ہے جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پورا قرآن، سوائے ائمہ کے، کسی نے جمع نہیں کیا)۔
- ❖ شیعوں کے مطابق مذکورہ قرآن کریم مکمل نہیں ہے، مکمل قرآن پاک وہ ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھا تھا اور اس کو حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے سامنے پیش کیا لیکن ان حضرات نے وہ قرآن قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے، اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم، "آج کے بعد تم اس قرآن پاک کو کبھی نہیں دیکھ سکو گے"، شیعہ مذہب کے مطابق یہ قرآن پوشیدہ ہی رہے گا، حتی کہ آل علی میں سے ایک شخص نکلے گا جس کے پاس یہ قرآن ہوگا اور وہ لوگوں کو پڑھ کر سنائے گا۔

العیاذ باللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف یہ ایک ایسی نسبت ہے جس سے ان کی ذات بہت بلند و بالا ہے، بلکہ اگر غور کیا جائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ایک عظیم افترا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جو احقاق حق میں کسی ذات اور شخصیت کا امتیاز نہیں کرتے تھے، وہ ایک عرصے تک حقیقی قرآن کو منظر عام پر لانے سے باز رہے، حتی کہ جب ان کی خلافت کا دور آیا تب بھی امت کے سامنے وہ قرآن ظاہر نہیں کیا۔ اس کے بعد حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اور ان کی آل پر بھی الزام ہے کہ انہوں نے بھی یہ قرآن امت سے پوشیدہ رکھا۔

الكافي (633/2)مط: دارالكتب الإسلامية ، طهران.

عن سالم بن سلمة قال : قرأ رجل على أبي عبد الله (عليه السلام) وأنا أستمع حروفا من القرآن ليس على ما يقرؤها الناس ، فقال أبو عبد الله (عليه السلام) : كف عن هذه القراءة اقرأ كما يقرأ الناس حتى يقوم القائم فإذا قام القائم (عليه السلام) قرأ كتاب الله عز وجل على حده وأخرج المصحف الذي كتبه علي (عليه السلام) وقال : أخرجه علي (عليه السلام) إلى الناس حين فرغ منه وكتبه فقال لهم : هذا كتاب الله عز وجل كما أنزله الله على محمد (صلى الله عليه وآله) وقد جمعته من اللوحين فقالوا : هو ذا عندنا مصحف جامع فيه القرآن لا حاجة لنا فيه ، فقال أما والله ما ترونه بعد يومكم هذا أبدا ، إنما كان علي أن أخبركم حين جمعته لتقرؤوه.

الاحتجاج للطبرسي (225/1) مط:دار النعمان.

وفي رواية أبي ذر الغفاري أنه قال : لما توفي رسول الله صلى الله عليه وآله جمع علي عليه السلام القرآن وجاء به إلى المهاجرين والأنصار وعرضه عليهم لما قد أوصاه بذلك رسول الله صلى الله عليه وآله ، فلما فتحه أبو بكر خرج في أول صفحة فتحها فضائح القوم ، فوثب عمر وقال : يا علي اردده فلا حاجة لنا فيه ، فأخذه عليه السلام وانصرف ثم أحضروا زيد بن ثابت – وكان قاريا للقرآن – فقال له عمر : إن عليا جاء بالقرآن وفيه فضائح المهاجرين والأنصار ، وقد رأينا أن نؤلف القرآن ونسقط منه ما كان فيه فضيحة وهتك للمهاجرين والأنصار ، فأجابه زيد إلى ذلك ، ثم قال : فإن أنا فرغت من القرآن على ما سألتم وأظهر علي القرآن الذي ألفه أليس قد بطل كل ما عملتم ؟ قال عمر : فما الحيلة ؟ قال زيد : أنتم أعلم بالحيلة ، فقال عمر: ما حيلته دون أن نقتله ونستريح منه ، فدبر في قتله على يد خالد بن الوليد فلم يقد ر على ذلك ، وقد مضى شرح ذلك .فلما استخلف عمر سأل عليا عليه السلام أن يدفع إليهم القرآن فيحرفوه فيما بينهم ، فقال : يا أبا الحسن إن جئت بالقرآن الذي كنت قد جئت به إلى أبي بكر حتى نجتمع عليه ، فقال عليه السلام : هيهات ليس إلى ذلك سبيل ، إنما جئت به إلى أبي بكر لتقوم الحجة عليكم ، ولا تقولوا يوم القيامة إنا كنا عن هذا غافلين ، أو تقولوا ما جئتنا به أن القرآن الذي عندي لا يمسه إلا المطهرون والأوصياء من ولدي ، قال عمر : فهل لإظهاره وقت معلوم . فقال عليه السلام : نعم إذا قام القائم من ولدي ، يظهره ويحمل الناس عليه ، فتجري السنة به صلوات الله عليه.

دار الإفتاء

❖ شیعہ ایک اور مصحف کے قائل بھی ہیں، جس کو مصحف فاطمہ کہا جاتا ہے، جس کی شرح بحار الانوار کی ایک روایت میں اس طرح بیان ہوئی ہے کہ: "اللہ تعالیٰ نے جب حضور ﷺ کو اپنے پاس بلا لیا، تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر سخت غم کی کیفیت طاری ہوگئی، اس غم کی شدت ایسی تھی کہ اسے سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا، تو اللہ رب العزت نے ایک فرشتہ (بعض روایتوں کے مطابق حضرت جبرئیل علیہ السلام) بھیجا جو ان کا غم ہلکا کرے اور ان کو تسلی دے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتائی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جب دوبارہ یہ کیفیت (فرشتے کے آنے کی) محسوس ہو، اور آواز سنائی دے تو مجھے خبر کرنا، حضرت فاطمہ نے (دوبارہ اس کیفیت کے طاری ہوتے وقت) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر دی، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جو جو سنتے لکھتے جاتے، یہاں تک کہ اس سے ایک پورا مصحف تیار کر لیا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس مصحف میں حلال و حرام کے احکامات نہیں، بلکہ آئندہ ہونے والی چیزوں کی خبر و اطلاع ہے"۔ والعیاذ باللہ۔

ایک اور طویل روایت کے کچھ الفاظ یوں ہیں کہ: "اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام کو یہ مصحف دے کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جمعے کی رات کے دوسرے تہائی حصے میں بھیجا، جس وقت یہ فرشتے آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کھڑی نماز پڑھ رہی تھیں، وہ سارے فرشتے کھڑے رہے یہاں تک کہ آپ نے قعدہ کیا، جب نماز مکمل کر لی تو فرشتوں نے آپ کو سلام کیا، اور کہا: السلام (اللہ تعالیٰ کا صفتی نام) آپ کو سلام کہتے ہیں، اور مصحف ان کے کمرے میں رکھ دیا، تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا، اللہ کے لیے ہی تمام سلامتی ہے اور اللہ ہی سے سلامتی ہے، اور اسی کی طرف تمام سلامتی لوٹتی ہے۔ اے اللہ کے فرشتوں، تم پر بھی سلامتی ہو۔ پھر یہ فرشتے آسمان پر چلے گئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نماز فجر کے بعد سے زوال تک مسلسل یہ مصحف پڑھتی رہیں یہاں تک کہ مکمل پڑھ لیا، اس مصحف میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اطاعت اللہ کی تمام مخلوقات جنات، انسان، پرندوں، درندوں یہاں تک کہ انبیا اور ملائکہ پر بھی فرض کی گئی تھی۔ العیاذ باللہ

راوی کہتے ہیں: میں آپ پر قربان جاؤں، یہ مصحف آپ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد کس کے پاس رہا؟

فرمایا کہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ مصحف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے دیا تھا، پھر حضرت علی کے بعد حضرت حسن، اور پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو ملا، اور پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کے پاس رہا۔۔۔ الخ۔

دار الافتاء

بحار الأنوار(44/26)مط : مؤسسة الوفاء.

أحمد بن محمد عن عمر بن عبد العزيز عن حماد بن عثمان قال : سمعت أبا عبد الله (عليه السلام) يقول : تظهر الزنادقة سنة ثمانية وعشرين ومائة ، وذلك لأني نظرت في مصحف فاطمة (عليها السلام) : قال : فقلت : وما مصحف فاطمة ؟ فقال إن الله تبارك وتعالى لما قبض نبيه (صلى الله عليه وآله وسلم) دخل على فاطمة من وفاته من الحزن مالا يعلمه إلا الله عز وجل فأرسل إليها ملكا يسلي عنها غمها ويحدثها فشكت ذلك إلى أمير المؤمنين (عليه السلام) فقال : لها : إذا أحسست بذلك وسمعت الصوت قولي لي ، فأعلمته فجعل يكتب كل ما سمع حتى أثبت من ذلك مصحفا ، قال : ثم قال : أما إنه ليس من الحلال والحرام ولكن فيه علم ما يكون .

الأسرار الفاطمية(422)مط:مؤسسة الزائر.

قال أبو جعفر (عليه السلام) : " ولما أراد الله تعالى أن ينزل عليها جبرئيل وميكائيل وإسرافيل أن يحملوه فينزلون به عليها ، وذلك في ليلة الجمعة من الثلث الثاني من الليل ، فهبطوا به وهي قائمة تصلي ، فما زالوا قياما حتى قعدت ، ولما فرغت من صلاتها سلموا عليها وقالوا : السلام يقرئك السلام ، ووضعوا المصحف في حجرها ، فقالت : لله السلام ومنه السلام وإليه السلام وعليكم يا رسل الله السلام ، ثم عرجوا إلى السماء . فما زالت من بعد صلاة الفجر إلى زوال الشمس تقرأه حتى أتت على آخره . ولقد كانت عليها السلام مفروضة الطاعة على جميع من خلق الله من الجن والإنس ، والطير والوحش ، والأنبياء والملائكة " . قلت : جعلت فداك فلمن صار ذلك المصحف بعد مضيها ؟ قال : " دفعته إلى أمير المؤمنين (عليه السلام) ، فلما مضى صار إلى الحسن ثم إلى الحسين عليهما السلام ، ثم عند أهله حتى يدفعوه إلى صاحب هذا الأمر . فقلت : إن هذا العلم كثير ! قال : يا أبا محمد ، إن هذا الذي وصفته لك لفي ورقتين من أوله ، وما وصفت لك بعد ما في الورقة الثانية ولا تكلمت بحرف منه.

مذکورہ روایتوں پر غور کرنے سے شیعوں کے قرآن کے بارے میں عقیدے روز روشن کی طرح واضح ہوجاتے ہیں کہ وحی کا وہ سلسلہ جو باجماع امت حضور ﷺ پر منقطع ہوگیا ہے، اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کا وحی کے لیے کبھی بھی زمین پر نہ آنا، جو کہ ختم نبوت کے اہم عقیدے کی ایک بنیاد بھی ہے، کس طرح اس جیسی روایتوں میں تار تار کی جارہی ہے۔ اور نعوذ باللہ حضرت

جبرئیل امین علیہ السلام کا دوبارہ زمین پر آنا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آئندہ کی خبریں دینا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا باقاعدہ مصحف لکھ لینا یا فرشتوں کا ایسا کوئی مصحف حضرت فاطمہ کے پاس چھوڑ جانا ثابت کیا گیا ہے ۔ اہل سنت کے مطابق ایسے تمام باطل عقیدوں سے ان معزز ہستیوں کا کوئی تعلق نہیں، یہ محض افترا، بہتان اور جھوٹی باتوں کا پلندہ ہے، جس سے آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پاک ہیں۔

❖ کچھ حوالے شیعوں کی مختلف کتابوں سے نقل کیے جاتے ہیں، جس سے تحریفِ قرآن کا یہ عقیدہ ثابت بدرجۂ اتم ثابت ہو جائے گا:

- تفسیر صافی میں حضرت ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: لوگوں میں سے جو بھی اس بات کا دعویدار ہو کہ اس نے پورا قرآن کریم اسی طرح جمع کر لیا ہے جیسے کہ اترا تھا تو وہ سب سے بڑا جھوٹا ہے، قرآن کریم کو جمع کرنے والے اور اس کی حفاظت کرنے والے تو صرف حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد کے ائمہ ہیں۔
- ایک اور روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ نے فرمایا: سوائے وصیوں (ائمہ) کے کوئی بھی شخص اس بات کا دعویٰ ہی نہیں کر سکتا کہ اس کے پاس سارا ظاہری و باطنی قرآن کریم موجود ہے۔

تفسير الصافي(20/1)مط:مكتبة الصدر، طهران.

> وفي الكافي بإسناده عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : ما ادعى أحد من الناس أنه جمع القرآن كله كما انزل الا كذاب وما جمعه وحفظه كما أنزل الله ، الا علي بن أبي طالب والأئمة من بعده (عليهم السلام) . وبإسناده عن أبي جعفر (عليه السلام) إنه قال : ما يستطيع أحد أن يدعي أن عنده جميع القرآن كله ظاهره وباطنه غير الأوصياء.

- اللوامع النورانیۃ میں ایک قصے کے ذیل میں سید ہاشم البحرانی نے روایت نقل کی ہے: جس کا ایک حصہ اس طرح ہے کہ:

"پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آئی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات تلاوت کی: سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لِلْكَافِرِينَ بولاية علىّ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ مِنَ اللَّهِ ذِي الْمَعَارِجِ، نعوذ باللہ۔ راوی کہتے ہیں: اس پر میں نے ان سے کہا: "میری جان آپ پر قربان ہو، لیکن ہم تو ان الفاظ سے (یہ آیت) نہیں پڑھتے؟ اس پر انہوں نے فرمایا: "اللہ کی قسم، اسی طرح یہ آیت حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت محمد

دار الافتاء

ﷺ پر لے کر اترے تھے، اور اللہ کی قسم، اسی طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مصحف میں لکھا ہوا ہے"۔

اللوامع النورانية(623)مط: مكتبة المرتضوية ، ايران.

ثمّ أتى الوحي إلى النبيّ صلّى الله عليه وآله وسلّم فقال: سَأَلَ سائِلٌ بِعَذابٍ واقِعٍ لِلْكافِرينَ بولاية عليّ لَيْسَ لَهُ دافِعٌ مِنَ اللهِ ذِي الْمَعارِجِ. قال: قلت له: جعلت فداك إنّا لا نقرأها هكذا ، فقال: هكذا والله نزل بها جبرئيل على محمّد صلّى الله عليه وآله وسلّم ، وهكذا والله مثبت في مصحف فاطمة عليها السّلام .

- اسی کتاب میں ایک اور مقام پر منقول ہے کہ: "حضور ﷺ اس بات کے علاوہ پر راضی نہیں تھے کہ آپ کے چچازاد (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو بنی اسرائیل کی نظیر بنا دیا جائے، تو قرآن کریم میں یہ آیت اتری (جس میں "من بنی هاشم" کا اضافہ ہے)۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو عبد اللہ سے کہا کہ "من بنی هاشم" تو قرآن میں نہیں ہے؟ تو جواب میں کہا کہ اللہ کی قسم جو کچھ قرآن سے حذف کیا گیا، اس میں یہ بھی شامل تھا، اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مصر کے منبر پر کہا کرتے تھے کہ: اللہ کی کتاب میں سے ہزار حرف مٹا دیے گئے، اور ہزار حرف بدل دیے گئے۔ پھر کہا کہ مجھے بھی دو لاکھ درہم دیے گئے کہ میں قرآن میں سے سورۃ الکوثر کی آیت "إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ ٱلْأَبْتَرُ" مٹا دوں۔

اللوامع النورانية(626)مط:مكتبة المرتضوية ، ايران.

وقالوا : لم يرض [محمّد] إلّا أن يجعل ابن عمه مثلا لبني إسرائيل ! فأنزل الله عزّ وجلّ : وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إذا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ * وَقالُوا أَ آلِهَتُنا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ما ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ * إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنا عَلَيْهِ وَجَعَلْناهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرائِيلَ * وَلَوْ نَشاءُ لَجَعَلْنا من بني هاشم مَلائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ »

.قال : قلت لأبي عبد الله عليه السّلام ليس في القرآن : بني هاشم ؟ قال : « محيت والله فيما محي ، ولقد قال عمرو بن العاص على منبر مصر : محي من كتاب الله ألف حرف ، وحرّف منه بألف حرف ، وأعطيت مائتي ألف درهم على أن أمحي إنّ شانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ

- تفسیر قمی میں ایک روایت حضرت ابو عبد اللہ رحمہ اللہ سے نقل کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا: (سورۃ الاحزاب کی آیت "وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا") ان الفاظ "ومن يطع الله ورسوله فی ولاية علی والأئمة من بعدهم فقد فاز فوزا عظيما" سے اتاری گئی ہے۔

دار الافتاء

تفسير القمی (837/3) مط: مؤسسة الإمام المهدی .

عن أبی عبدالله في قوله : ومن يطع الله ورسوله في ولاية علي والأئمة من بعدهم فقد فاز فوزا عظيما ، هكذا نزلت .

- کافی میں حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا:(سورۃ طہٰ کی آیت "وَلَقَدْ عَهِدْنَآ إِلَىٰٓ ءَادَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُۥ عَزْمًا") اللہ کی قسم،ان الفاظ "ولقد عهدنا إلى آدم من قبل كلمات فی محمد وعلی وفاطمة والحسن والحسين والأئمة عليهم السلام من ذريتهم فنسی" سے حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر اتاری گئی ہے۔

الكافي (416/1)مط:دار الكتب الاسلامية، طهران.

عن عبد الله بن سنان ، عن أبي عبد الله عليه السلام في قوله : ولقد عهدنا إلى آدم من قبل كلمات في محمد وعلي وفاطمة والحسن والحسين والأئمة عليهم السلام من ذريتهم فنسي هكذا والله نزلت على محمد صلى الله عليه وآله .

- حضرت رضا علیہ السلام سے ایک روایت کافی میں نقل کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا:(سورۃ الشوریٰ کی آیت "كَبُرَ عَلَى ٱلْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ") اللہ رب العزت کا قول:" كبر على المشركين بولاية علی ما تدعوهم إليه" انہی الفاظ سے کتاب (قرآن کریم) میں لکھا ہوا ہے۔

الكافي (418/1)مط:دار الكتب الإسلامية.

عن محمد بن سنان عن الرضا عليه السلام في قول الله عز وجل : كبر على المشركين بولاية علي ما تدعوهم إليه ،يا محمد من ولاية علي هكذا في الكتاب مخطوطة.

- تفسیر عیاشی میں حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے ایک روایت منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام (سورۃ البقرۃ کی آیت "فَبَدَّلَ ٱلَّذِينَ ظَلَمُوا۟ قَوْلًا غَيْرَ ٱلَّذِى قِيلَ لَهُمْ فَأَنزَلْنَا عَلَى ٱلَّذِينَ ظَلَمُوا۟ رِجْزًا مِّنَ ٱلسَّمَآءِ بِمَا كَانُوا۟ يَفْسُقُونَ") یہ آیت ان الفاظ سے لے کر اترے "فبدل الذين ظلموا آل محمد حقهم غير الذی قيل لهم فأنزلنا على الذين ظلموا آل محمد حقهم رجزا من السماء بما كانوا يفسقون".

دار الافتاء

تفسير العياشي (45/1)مط:المكتبة العلمية الإسلامية، طهران.

عن أبي جعفر عليه السلام قال : نزل جبرئيل بهذه الآية فبدل الذين ظلموا آل محمد حقهم غير الذي قيل لهم فأنزلنا على الذين ظلموا آل محمد حقهم رجزا من السماء بما كانوا يفسقون.

- کتاب الاحتجاج للطبرسی کی ایک روایت میں باقاعدہ اس بات کا اقرار کیا گیا ہے کہ نعوذ باللہ قرآن کریم میں کمی کی گئی ہے۔ مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو:

الاحتجاج للطبرسي (377/1) مط:دار النعمان.

وأما ظهورك على تناكر قوله : فإن خفتم أن لا تقسطوا في اليتامى فأنكحوا ما طاب لكم من النساء وليس يشبه القسط في اليتامى نكاح النساء . ولا كل النساء أيتام ، فهو : مما قدمت ذكره من إسقاط المنافقين من القرآن ، وبين القول في اليتامى وبين نكاح النساء من الخطاب والقصص أكثر من ثلث القرآن وهذا وما أشبهه مما ظهرت حوادث المنافقين فيه لأهل النظر والتأمل ، ووجد المعطلون وأهل الملل المخالفة للإسلام مساغا إلى القدح في القرآن ، ولو شرحت لك كلما أسقط وحرف وبدل مم يجري هذا المجري لطال ، وظهر ما تحظر التقية إظهاره من مناقب الأولياء ، ومثالب الأعداء.

شیعہ کی اصولی کتابوں سے منقول مندرجہ بالا ان چند عبارتوں سے قرآن کریم کے متعلق شیعہ علما کا موقف معلوم ہو جاتا ہے، اور ان کتابوں کے مندرجات یہ واضح کرتے ہیں کہ قرآن کریم میں العیاذ باللہ لفظی تحریف اور تغیر تبدل واقع ہوا ہے، مزید یہ کہ ان عبارتوں میں کسی قسم کا ابہام بھی نہیں، بلکہ تحریف قرآن مجید کا عقیدہ ثابت کرنے میں بالکل واضح اور نا قابل تاویل ہیں۔

جب کہ اہل سنت والجماعت کا قرآن کریم کے متعلق انتہائی پاکیزہ اور شفاف عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لی ہے، اور اللہ رب العزت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واسطے سے یہ نعمت، ایک حرف یا حرکت کے ردوبدل کے بغیر امت تک پہنچائی ہے۔ اس میں کسی قسم کی کوئی کمی بیشی نہیں ہے۔ لہذا اہل تشیع اور اہل سنت کے درمیان باہم اتحاد کا دعوی کرنا ہی محل نظر ہے۔

- بعض متاخرین علمائے شیعہ نے تردید کرتے ہوئے ان حوالوں کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ مذکورہ حوالوں میں جو کچھ نقل ہوا اس کا معنی یہ نہیں کہ یہ تمام اضافہ جات قرآن کریم کا حصہ ہیں، بلکہ اس سے مراد ان آیات کی تفسیر اور تاویل ہے، مگر مذکورہ تصریحات خصوصاً حضرت جبرئیل علیہ السلام کا مصحف فاطمہ آسمان سے لے کر آنا

دار الافتاء

وغیرہ یہ ثابت کرتا ہے کہ اصل دعوی صرف تفسیر کی حد تک محدود نہیں، نہ ہی اس پر اکتفا کیا گیا ہے، بلکہ ان اضافہ جات کا قرآن ہونا بیان کیا گیا ہے۔ نیز کتاب الامامۃ والرد علی الرافضۃ میں علامہ ابو نعیم الاصفہانی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ شیعوں کے نزدیک چونکہ اخفائے حق (تقیہ) دین کا حصہ ہے، لہذا اگر ظاہری طور پر اہل تشیع ان روایات میں تاویل کریں تب بھی اس کو قبول نہیں کیا جائے گا اور اوپر ذکر کردہ روایت کے الفاظ سے کسی درجے میں اس جواب کی تائید بھی ہوتی ہے کہ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اس شخص کو فرمایا تھا کہ :"فی الحال اس مصحف کی قراءت نہ کرو بلکہ لوگوں کی طرح ہی پڑھتے رہو، یہاں تک کہ وہ خلیفہ نکل آئے"۔

- اسی طرح بعض متاخرین اہل تشیع نے اس بات کا دعوی کیا ہے کہ اہل سنت اور اہل تشیع کا موجودہ قرآن مجید پر اجماع ہے، اور اہل سنت کی طرح اہل تشیع بھی اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن میں کوئی کمی بیشی نہیں ۔علامہ ابو نعیم اصفہانی فرماتے ہیں کہ یہ بھی ایک قسم کا مغالطہ ہے، جس میں اکثر لوگ مبتلا ہیں۔ کیونکہ اس اجماع کے نقل کرنے میں اس بات کی تصریح نہیں کی جاتی کہ اس سے مراد کون سا قرآن ہے؟ اور کمی بیشی نہ ہونے سے کیا مراد ہے؟ "فصل الخطاب" کی ایک عبارت سے اس کا بھی جواب مل جاتا ہے، جس کا مضمون یہ ہے کہ قرآن کریم کے تین حالات ہیں، پہلا حال قرآن کا وہ ہے جب حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کے دور سے قبل وہ متفرق حالت میں صحابہ کرام کے پاس مختلف چیزوں پر لکھا ہوا موجود تھا، دوسرا حال شیخین کے دور میں جمع ہونے کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں جمع کیے جانے تک، اور تیسرا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جمع کے بعد۔ مذکورہ تین حالات کے متعلق موصوف یوں رقم طراز ہیں کہ تیسری حالت میں تو کوئی اختلاف نہیں، بلکہ سب ہی اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن کریم جس حالت میں جمع کیا گیا اس میں کوئی تبدیلی تا حال واقع نہیں ہوئی، بلکہ وہ جمع اسی حالت میں ہے جس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں کیا گیا تھا، لیکن تبدیلی و تغیر پذیر ہونے کے اعتبار سے جو محل نزاع ہے وہ پہلی دو حالتوں میں سے ایک ہے۔ یعنی شیعہ علما کے نزدیک جمع قرآن کا اصل دور یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دور ہی محل نظر ہے، جس کی مزید تفصیل یوں کی ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ تمام کا تمام قرآن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نہیں ملا تھا، اور اپنے طور پر اس کو پورا حاصل کرنے میں کامیاب بھی نہیں ہو سکے تھے بلکہ جمع قرآن کی جس وقت خدمت انجام دی جا رہی تھی اس وقت مکمل قرآن کریم متفرق مقامات سے

دار الافتاء

جمع ہی نہیں کیا جاسکا، اور اس دعوے کو بڑی ڈھٹائی سے دلائل عقلیہ کی روشنی میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک

در حقیقت یہ دعوی ان تمام روایتوں کا انکار ہے جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دور نبوی ﷺ میں بھی قرآن کریم کے بکثرت حافظ تھے جن کی قدر و منزلت دوسروں کے مقابلے میں زیادہ تھی، حضور ﷺ نے اسی لیے ستر حفاظ صحابہ کرام کی شہادت کو عظیم سانحہ قرار دیا تھا اور ایک ماہ تک ان کو دھوکے سے قتل کرنے والوں کے لیے بد دعا کرتے ہوئے قنوت نازلہ پڑھی، اور دور صدیقی میں بھی جو چیز جمع قرآن کا باعث بنی وہ حفاظ صحابہ و تابعین کی شہادتیں تھیں، جس کے نتیجے میں صحابہ کرام اس پر مجبور ہوئے کہ قرآن کریم کی حفاظت کا انتظام کریں۔ اس پس منظر میں یہ دعوی کہ قرآن کریم صحابہ کے پاس مکمل پہنچا ہی نہیں اور وہ اس کو مکمل حاصل کرنے میں ناکام رہے قرآن کریم اور خادمین قرآن کریم سے عناد کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے؟ مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ کیجیے:

فصل الخطاب في تحريف كتاب رب الأرباب (161)مط:مؤسسة الإنتشار العربي.

واعلم إنه قد ظهر مما مر أنه كان للقرآن حالات: أ - حال التفرق والشتات قبل زمان جمع الشيخين. ب - حال الاجتماع بعده إلى زمان جمع . ج - حاله بعد جمعه ومحل النزاع في تطرق التغيير فيه وعدمه إنما هو في احد الحالين الأولين، وأما في الأخير فلا خلاف لأحد فيه بل الكل متفقون على انه الآن باق على ما كان عليه في عهده أي عثمان ، وأما اختصاص بعض أدلة النافين به فأنه للخلط بين الحالين لا لوقوع النزاع في البين. نعم، هنا كلام آخر في جمع عثمان وهو: إنه في نفسه هل وضع على نحو واحد أو مختلفة وأطوار متشعبة؟، ويأتي أن شاء الله تعالى ترجيح الأخير وبيان موارد الاختلاف التي كانت في مصاحفه التي كتبها وبعث بها إلى الأمصار بعد ما احرق سائر المصاحف أو مزقها– واعلم أيضًا إن الأصل مع من يدعي النقيصة في الجمع الأول، ومع من ينكرها في جمع عثمان فان مرجع الشك في الأول في وجود الحادث، وهو وجود حالة اجتماع تمام القرآن بعدما كان متشتتا، وعدم العلم به كاف في عدم جواز الحكم بتماميته، مع أن الأصل عدم وصول تمام ما انزل إليهم، وعدم ظفرهم بتمامه، وعدم خروج جميعه من حالة الشتات إلى حالة الاجتماع، ومرجع الشك في الثاني إلى الشك في انعدام الحادث بعد وجوده، فلأصل عدم سقوط بعض ما نزل وإسقاطه عما جمعوه. فمن أطلق في أن دعوى النقيصة في المقام على خلاف الأصل، ولا بد لمدعيها من إقامة الدليل. فقد اشتبه عليه حال القرآن قبل الجمع الأول من حيث تفرق مواضعه

وتشتت مأخذه كما تقدم مع أن التحقيق إن الأصل في الجمع الثاني أيضًا مع من يدعي النقيصة كما يأتي في الدليل السابع.

مذکورہ عبارت اس اجماع کا راز ظاہر کر دیتی ہے کہ یہ اتفاق صرف اس حد تک ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں جو قرآن کریم جمع ہوا وہ اب تک اسی حالت میں باقی ہے، اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے قبل قرآن متفرق صحابہ کرام سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں جمع کیا گیا وہ مکمل تھا یا نہیں؟ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو جمع کیا، وہ مکمل ہے یا نہیں؟ اس بارے میں یہ عبارت ساکت ہے، بلکہ موصوف نے تو شد و مد سے تحریف ثابت کرتے ہوئے جمع قرآن کے غیر محفوظ ہونے کا دعوی کر دیا ہے، بہر حال یہ عبارت اجماع کا دھوکہ ختم کرنے کے لیے کافی ہے۔

❖ بعض علمائے شیعہ نے ان روایتوں کو ضعیف قرار دینے کی کوشش کی ہے، لیکن یہ بھی کمزور ہے کیونکہ بعض علمائے اہل تشیع کی تصریح کے مطابق یہ روایات معناً متواتر ہیں۔ ملا باقر مجلسی، ملا خلیل قزوینی اور نوری طبرسی کے اقرار اس بارے میں صریح ہیں:

مرآة العقول في شرح أخبار الرسول (525/12)مط:دار الكتب الإسلامية، طهران .

وفي بعض النسخ عن هشام بن سالم موضع هارون بن مسلم ، فالخبر صحيح ولا يخفى أن هذا الخبر وكثير من الأخبار الصحيحة صريحة في نقص القرآن وتغييره ، وعندي أن الأخبار في هذا الباب متواترة معنى ، وطرح جميعها يوجب رفع الاعتماد عن الأخبار رأسا بل ظني أن الأخبار في هذا الباب لا يقصر عن أخبار الإمامة فكيف يثبتونها بالخبر . فإن قيل : إنه يوجب رفع الاعتماد على القرآن لأنه إذا ثبت تحريفه ففي كل آية يحتمل ذلك وتجويزهم عليهم السلام على قراءة هذا القرآن والعمل به متواتر معلوم إذ لم ينقل من أحد من الأصحاب أن أحدا من أئمتنا أعطاه قرانا أو علمه قراءة ، وهذا ظاهر لمن تتبع الأخبار ، ولعمري كيف يجترئون على التكلفات الركيكة في تلك الأخبار مثل ما قيل في هذا الخبر إن الآيات الزائدة عبارة عن الأخبار القدسية أو كانت التجزية بالآيات أكثر وفي خبر لم يكن أن الأسماء كانت مكتوبة على الهامش على سبيل التفسير والله تعالى يعلم.

تفسير البيان الصافي (277/1)مط: مؤسسة البلاغ.

وقال الشيخ محمد حسين الاصفهاني النجفي والد شيخنا في الرواية أبي المجد الشيخ – آغارضا النجفي (قدهما) في تفسيره : والأحاديث الظاهرة في تغيير القرآن وتبديله والتقديم والتأخير والزيادة والنقيصة وغير ذلك كثيرة ، حتى نقل بعض العارفين المحدثين عن السيد نعمة الله

دار الافتاء

الجزائري انه ذكري - الرسالة الصلاتية - ان الأخبار الدالة على ذلك تزيد على ألفي حديث ، وذكر انه لم يقف على حديث واحد يشعر بخلاف ذلك.

مزید یہ کہ ان کتابوں اور عقیدوں کی اشاعت تاحال اسی طرح جاری وساری ہے، کسی بھی شیعہ عالم نے اپنی امہات الکتب میں موجود ان روایتوں کا انکار کیا، نہ ہی ان کے مصنفین پر رد کیا۔ لہٰذا ان روایتوں کے ضعف کا دعوی کرنا بلادلیل اور ناقابل تسلیم ہے۔

❖ اگر بالفرض والمحال متاخرین علمائے شیعہ کی تردید کی شکل میں اس کو قبول کرلیا جائے جو کہ اتنی واضح تصریحات کے بعد تقریباناممکن ہے، تو بھی اتحاد کا دعوی بچند وجوہ درست نہیں:

- اہل تشیع کی طرف سے پیش کیے جانے والے اس قسم کے جوابات میں صرف لفظی تحریف کی نفی کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اور اس کے لیے بھی جس انداز کو اختیار کیا گیا ہے وہ بھی اعتراض سے خالی نہیں، مثلاً ذیل کی عبارت ملاحظہ کیجیے:

> فإن قال قائل : كيف يصحّ القول بأن الذي بين الدفّتين هو كلام الله تعالى على الحقيقة من غير زيادة ولا نقصان وأنتم تروون عن الأئمة عليهم السّلام أنّهم قرأوا : كنتم خير أئمّة أخرجت للناس ، وكذلك : جعلناكم أئمّة وسطاً ، وقرأوا : ويسئلونك الأنفال ، وهذا بخلاف ما في المصحف الذي في أيدي الناس ؟ . قيل له : قد مضى الجواب عن هذه ، وهو : إنّ الأخبار التي جاءت بذلك أخبار آحاد لا يقطع على الله تعالى بصحّتها ، فلذلك وقفنا فيها ولم نعدل عمّا في المصحف الظاهر على ما أمرنا به حسب ما بيّناه . مع أنّه لا ينكر أن تأتي القراءة على وجهين منزلتين ، أحدهما ، ما تضمّنه المصحف ، والثاني : ما جاء به الخبر ، كما يعترف مخالفونا به من نزول القرآن على وجوه شتى.

مذکورہ عبارت میں اگر دیکھیں تو موصوف نے تحریف کے سوال کے دو جواب دیے ہیں:

- اس طرح کی تمام روایات اخبار آحاد ہیں، لہٰذا اس کے ذریعے ایک قطعی چیز کے متعلق فیصلہ نہیں کیا جائے گا، بلکہ اس جیسی خبروں کے بارے میں توقف کیا جائے گا۔

غور کیا جائے تو مذکورہ جواب میں بھی ان روایات کی باقاعدہ تردید نہیں کی گئی، نہ ہی اس کو جھٹلایا گیا، بلکہ ظاہر کی حد تک اس کے ذریعے صرف حکم لگانے میں توقف کیا گیا۔ لہٰذا اس جواب سے یہ سمجھنا کہ تحریف پر مشتمل روایتوں کی نفی کردی گئی ہے اور ائمہ کی طرف اس کی

دار الافتاء

نسبت کو ہی غلط قرار دیا گیا ہے، یہ ایک قسم کا وہم اور بلا دلیل وکالت ہے، جس کا باطل ہونا بادیٔ النظر میں ہی معلوم ہو جاتا ہے۔

- دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ جیسا اہل سنت قائل ہیں کہ قرآن "سبعۃ احرف" پر اتارا گیا ہے، تو ممکن ہے کہ ایک قراءت وہ ہوگی جس کو قرآن کریم شامل ہے، اور ایک قراءت وہ ہوگی جو خبر میں وارد ہوئی ہے۔

مذکورہ جواب بھی اعتراض سے خالی نہیں، کیونکہ اگر اس طرح کی قراءتیں کسی شاذ طریق سے بھی ثابت نہیں، حالانکہ اہل سنت کے ہاں جمع قراءات کا بہت اہتمام ہے، حتی کہ شاذ قراءتوں کو بھی جمع کیا گیا ہے۔

نیز علامہ زرقانی رحمہ اللہ نے وجوہ سبعہ کے بارے میں مختلف اقوال نقل کر کے ترجیح اس کو دی ہے کہ حدیث میں ذکر کردہ سبعۃ احرف یعنی وجوہ سبعہ رسم عثمانی میں لکھے گئے قرآن کے اس نسخے میں شامل ہیں، یعنی رسم عثمانی میں قرآن تیار کرتے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا کہ لفظ کو اس انداز سے لکھا جائے کہ اس میں وجوہ سبعہ سما جائیں، مثلاً سورۃ المؤمنون کی آیت نمبر 8 "وَٱلَّذِينَ هُمۡ لِأَمَٰنَٰتِهِمۡ وَعَهۡدِهِمۡ رَٰعُونَ" میں لفظ "لِأَمَٰنَٰتِهِمۡ" میں دو احتمال ہیں، یا تو مفرد پڑھا جائے یا جمع، اسی لیے رسم میں لکھتے ہوئے اس انداز سے لکھا گیا کہ دونوں وجوہ کا احتمال رکھے، لہٰذا اگر اس کو مفرد پڑھنا ہو تو صرف میم پر کھڑا زبر پڑھ لیا جائے، اور اگر جمع پڑھنا ہو تو میم اور نون دونوں پر کھڑا زبر پڑھ لیا جائے۔ اس مفتی بہ قول کے مطابق اگر اوپر ذکر کردہ حوالے کی آیتوں میں غور کریں تو لفظ "أمة" اور لفظ "أئمة" میں بہت بڑا فرق ہے، لفظ "أمة" کو کسی بھی طریقے سے "أئمة" پڑھنا ممکن نہیں ہے۔ ہاں اگر ایک حرف کا پورا اضافہ کیا جائے تو پڑھا جا سکتا ہے۔ اس لیے اس اختلاف کو وجوہ سبعہ کے ذیل میں داخل کر کے ان روایتوں کا بچاؤ کرنا بھی عقل سے ماورا ہے۔ نیز وجوہ سبعہ میں مفتی بہ روایت کے مطابق جن سات چیزوں کا اختلاف نقل کیا گیا ہے اس میں سے کوئی بھی مذکورہ صورت پر صادق نہیں آتا کہ کسی ایک وجہ میں ایک لفظ اس طور پر تبدیل ہو کہ پورا معنی ہی الگ ہو کر رہ جائے۔

دار الافتاء

- مذکورہ تفصیل سے بھی اگر صرفِ نظر کرلی جائے تو بھی معنوی تحریف (جو اہل بیت کے فضائل ثابت کرنے کے لیے جابجا آیتوں میں کی گئی ہے) کی نفی نہیں ہوتی، حالانکہ مفسرین کے اس سلسلے میں بھی بے غبار اصول ہیں، جس کے مطابق بلا دلیل کسی بھی آیت کا مضمون خاص کرنا یا ایسا مفہوم بیان کرنا جو ظاہر سے بالکل ناموافق ہو درست نہیں۔ مگر یہ معنوی تحریف شیعہ مصنفین اور مفسرین کی کتابوں میں بکثرت پائی جاتی ہے کہ بلا دلیل آیت کا وہ معنی بیان کرتے ہیں جو امت کے اجماع کے یکسر خلاف ہوتا ہے۔ ذیل میں اس کی مثالیں ملاحظہ کیجیے:

- سورۃ الانشقاق کی آیت مبارکہ "لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ" کی تفسیر شیعہ مفسرین سے یوں نقل کی گئی ہے کہ آیت کی مخاطب امتِ محمدیہ ہے اور آیت میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ یہ امت بھی اپنے نبی کے وصیوں سے غداری کرنے میں اپنے سے پہلی امتوں کی راہ اختیار کرے گی، جیسے انہوں نے نبیوں کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ان کے مقرر کردہ وصی سے غداری کی اسی طرح امت بھی یہی فعل دہرائے گی۔ حالانکہ مفسرین میں سے کوئی بھی اس آیت کی یہ تفسیر قبول نہیں کرتا۔
- اللہ رب العزت نے قرآن کریم کے کئی مقامات میں حکمت کے پیش نظر اپنی ذات کے لیے جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے، ان صیغوں میں بھی تمام مفسرین کے مذہب کو پس پشت ڈالتے ہوئے جمع کے مفہوم میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی آل بالخصوص ائمہ کرام کو شامل کردیا، مثلاً: سورۃ البقرۃ کی آیت "وَمَا ظَلَمُونَا وَلَٰكِن كَانُوٓاْ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ" اور سورۃ المائدۃ کی آیت "إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ" کی تفسیر میں امام باقر رحمہ اللہ سے نقل کیا گیا ہے: کہ اللہ رب العزت ظلم سے مبرا و منزہ ہے، لیکن اللہ نے ہمیں ہی اپنے ساتھ اس حکم میں ملایا ہے، اور ہمارا ظلم اپنا ظلم قرار دیا ہے (یعنی جس طرح آیت میں نفی ظلم اللہ رب العزت سے ہوئی اسی طرح ہم سے بھی ہوئی) اور ہماری ولایت کو اپنی ولایت قرار دیا ہے (یعنی دوسری آیت میں) لہذا والذین آمنوا میں مراد ہم میں سے وہ لوگ ہیں جن کو امامت کے لیے منتخب کیا گیا۔ حالانکہ یہ قول قرآن کریم اور اللہ رب العزت سے متعلق عظیم جسارت ہے، اور کوئی بھی سلیم الفطرت شخص اس تفسیر کو قبول کرنے سے قاصر ہے۔

دار الافتاء

- سورۃ محمد کی آیت "مَّثَلُ ٱلْجَنَّةِ ٱلَّتِي وُعِدَ ٱلْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَآ أَنْهَٰرٌ مِّن مَّآءٍ غَيْرِ ءَاسِنٍ وَأَنْهَٰرٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُۥ وَأَنْهَٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّٰرِبِينَ وَأَنْهَٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۖ" کو ائمہ کے علوم پر محمول کیا ہے، حالانکہ اس تفسیر کا کوئی ایک بھی قائل نہیں۔

- ان تمام ظاہری و باطنی تحریفوں کے واضح ہونے کے بعد اتحاد کا دعوی ثابت کرنے کے لیے کچھ باقی نہیں رہ جاتا، مگر بالفرض ان تمام لفظی و معنوی تحریفوں سے صرفِ نظر کرلیں تو بھی اہل تشیع کے اصول، ادلہ اہل سنت کے مآخذ اور ادلہ کے مقابلے میں بالکل علیحدہ ہیں۔ چنانچہ اہل سنت کے اصول اربعہ کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ اجماع امت اور قیاس ہیں جس کے تمام اہل سنت قائل ہیں اور ان کے ثبوت پر دلائل موجود ہیں، مگر شیعوں کے نزدیک ان میں اکثر چیزیں بطورِ دلیل قابلِ قبول نہیں۔ چنانچہ کتاب اللہ کو دلیل ماننے سے متعلق اہل تشیع کا مشکوک رویہ واضح ہوچکا، سنت رسول میں بھی وہ بہت ساری صحیح الاسناد روایتوں کو قبول نہیں کرتے، اور نہ ہی محفوظ سمجھتے ہیں، اجماع ان کے نزدیک حجت نہیں اور قیاس، استحسان، مصالح مرسلہ کو بھی دلیل تسلیم نہیں کرتے۔ بالخصوص ان کے اصولِ تفسیر، اہل سنت کے مقابلے میں بالکل علیحدہ ہیں، بطورِ مثال ایک اصل پر بحث کی جاتی ہے۔

اہل سنت والجماعت کے نزدیک قرآن وسنت کی نصوص ظاہر پر ہی محمول کی جاتی ہیں اور ان نصوص سے وہی معنی مراد لیا جاتا ہے جو لغت میں وضع کیا گیا ہو یا شارع علیہ السلام کی طرف سے بتایا گیا ہو، کسی بھی قطعی دلیل کے بغیر آیتوں اور حدیثوں کا واضح اور صریح معنی چھوڑ کر کوئی پوشیدہ معنی مراد لینا یا یہ دعوی کرنا کہ قرآن کا ظاہر کچھ ہے اور اس کی پوشیدہ مراد کچھ اور ہے جس کا علم صرف امام معصوم کو ہی حاصل ہے، یہ الحاد اور راہِ حق سے تجاوز ہے، جس کا نتیجہ بالیقین ضلالت اور گمراہی ہے۔

اہل تشیع نے اس بات کا دعوی کیا ہے کہ قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن، جس کی کوئی حد مقرر نہیں ہے، حتی کہ بعض آیتوں کے متعلق یہ دعوی کیا ہے کہ اس کے ستتر (77) باطن ہیں۔ نیز یہ دعوی بھی ہے کہ **ظاہر قرآن** توحید، نبوت اور رسالت کے متعلق دعوت کی شکل میں رکھا گیا ہے، اور باطن قرآن امامت، ولایت اور امور ولایت کے متعلق ہے۔ مزید یہ کہ کسی آیت کی باطنی تاویل متعین نہیں ہوتی، نہ ہی اس کا تعلق کسی ایک زمانے کے لوگوں سے ہوتا ہے، بلکہ قرآن کریم کے ہر ایک جملے کا معنی ہر زمانے میں بدلتا رہتا ہے، اور اس کی تاویل الگ الگ ہوتی ہے، جو اس زمانے کے

تقاضے کے مطابق ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو گویا کہ قرآن کریم کے معانی زمانے کے احوال کے مطابق ہر وقت بدل رہے ہیں۔ اور یہ تبدیلی بسا اوقات متضاد معانی پر مشتمل ہوتی ہے، گویا قرآن کریم کی کسی آیت کا مدلول ایک دور میں کچھ رہا اور دوسرے دور میں کچھ رہا۔ حالانکہ باطنی معانی ہونے کا یہ دعوی اہل سنت کے نزدیک کسی حال میں تسلیم نہیں، قرآن کریم اور دیگر نصوص اپنے اپنے معانی میں واضح اور صریح ہیں، جس میں شک شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ نیز باطنی معانی کے اس قدر وسیع مفہوم کی اگر بالفرض اجازت دی گئی تو پھر تفسیر میں خواہش پرستی کا ایک ایسا باب کھل جائے گا جس کی وجہ سے ہر شخص باطنی تفسیر کے نام پر آیات کی ایسی ایسی تاویلیں کرے گا جو ظاہر کے بالکل موافق نہیں ہوں گی۔

یاد رہے کہ قرآن کریم کے لیے باطنی لطیف معنی کا ہونا غلط نہیں، بلکہ کئی اکابرین سے ایسے معانی پر استدلال کرنا ثابت ہے، لیکن ان باطنی معانی کو اس وقت قبول کیا جاسکتا ہے جب ظاہری آیت کے مفہوم اور مراد اور سیاق وسباق کے موافق ہوں نیز کسی منفرد امر کا دعوی نہ کیا جارہا ہو۔

مذکورہ تفصیل کے بعد "دی علم فاؤنڈیشن" کے بانی حضرات اور ان سے متعلقہ کمیٹی کے اخلاص اور حسنِ نیت کے متعلق کوئی شک وشبہ نہیں، لیکن اوپر ذکر کردہ تفصیلات کی روشنی میں کئی خدشات اور قابلِ تشویش امور کی بنا پر اس کے جمع کرنے اور نشرواشاعت سے اجتناب کرنا لازم وضروری ہے اور ہمیں ڈر ہے کہ اتفاق واتحاد کے نام پر امتِ مسلمہ کی ایک بڑی تعداد جمہور اہلِ سنت والجماعت کے مسلمہ عقائد سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے کچھ خدشات ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

- اس کاوش کا بہ ظاہر مقصد ایک متفقہ قرآنی نصاب بنانا ہے تاکہ بطورِ نصاب اس کی تعلیم دی جاسکے، مگر اتفاق و اتحاد کا یہ عنوان ذکر کردہ تفصیل، نظریات اور عقائد اور اصولوں کے اختلاف کے پس منظر میں کسی بھی طرح قابلِ قبول اور ممکن نہیں ہوسکتا۔ اسی وجہ سے زیرِ نظر نصاب میں بھی پوری کوشش کے باوجود یہ دعوی نبھایا نہیں جاسکا۔

بطورِ مثال ایک مقام ملاحظہ فرمائیں:

سورۃ النساء میں آیت: "يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡ" کی تفسیر کے آخر میں "أولی الأمر" کا مصداق جمہور مفسرین کی تفسیر کے برعکس اہل تشیع کے نزدیک بارہ امام علیہم السلام ہیں، مگر اہل سنت کے نزدیک اس آیت کی یہ تفسیر قابلِ قبول نہیں، اور دی علم فاؤنڈیشن نے اس مقام پر اگرچہ عبارت ایسی استعمال کی جس میں جمہور کا مذہب سما جائے، مگر آخر میں اہل تشیع کی راجح تفسیر لکھنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔

لہذا یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ جب تک اختلاف اصولی اور بنیادی ہے، تمام تر کوششوں کے باوجود بھی اس سے بچنا ممکن نہیں، لہذا اتفاق کا یہ دعوی بہر حال درست نہیں۔

- حوالے ذکر کرتے وقت اتحاد کے اس عنوان کو بر قرار رکھنے کے لیے اہل سنت اور اہل تشیع کی کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے، حالانکہ اس طرزِ عمل سے کافی خرابیاں جنم لیتی ہیں:

❖ حوالے کے لیے ذکر کردہ کتابوں میں سر فہرست: کافی، بحار الانوار، مجمع البیان، مستدرک الوسائل وغیرہ کے ساتھ ساتھ کئی بنیادی کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے، حالانکہ اہل سنت کا ان کتابوں میں ذکر کردہ نظریات سے صدیوں کا اختلاف رہا ہے، جس کا کچھ تذکرہ ہم اوپر کر چکے ہیں۔ لہذا اتحاد کا عنوان بر قرار رکھنے کے لیے ان کتابوں کو اہل سنت کی مستند کتابوں (مثلاً: صحیح البخاری، صحیح مسلم وغیرہ) کے ساتھ ذکر کرنا گویا ان کے ہم پلہ کرنا ہے، جس کے نتیجے میں ان اصح کتب میں صحیح سندوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل کردہ مرویات کی بے اکرامی اور بے توقیری ہوگی۔

❖ مذکورہ کتابوں کا نام ذکر کرنے سے ان کی بلاوجہ تشہیر لازم آتی ہے۔ جس کے نتیجے میں لوگوں کی توجہ اس طرف مبذول ہونے کا قوی اندیشہ ہے، حالانکہ اہلِ سنت بفضل اللہ ان کتابوں اور ان میں موجود کفریہ عقیدوں سے امت کو بچاتے آئے ہیں۔

❖ سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ: علمی اختلافات سے نابلد، سادہ لوح عوام جب ان مراجع کو صحیح بخاری اور صحیح مسلم جیسے مستند مراجع کے ساتھ دیکھیں گے تو ان کتابوں کے متعلق یہ سمجھیں گے کہ شاید یہ بھی ویسے ہی مستند اور درست ہیں جیسے: بخاری و مسلم، جس کے نتیجے میں ان کے دلوں میں ان کتابوں کی غیر معمولی توقیر پیدا ہو جائے گی۔ خاص کر بچوں کو یہ نصاب پڑھانا اور بھی زیادہ خطرناک اور آگے چل کر ان کے عقیدوں کے لیے زہر قاتل ہے۔

دار الافتاء

- قرآن کریم کی آیتوں میں جیسے سبق آموز قصص، نصائح، آداب، معاشرت، حسن اخلاق وغیرہ کا بیان ہے، ویسے ہی احکام اور بالخصوص عقائد کا بیان ہے۔ اہل سنت کا طریقۂ کار یہی رہا ہے کہ یہ مقامات پڑھاتے ہوئے مخاطبین کی فہم کے مطابق آداب، معاشرت اور ضروری نصائح کی تفسیر کے ساتھ ساتھ عقائد، احکام کی بھی بقدرِ ضرورت تشریح کی جائے، تاکہ قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں طالب علم کو جہاں آداب و معاشرت کے اصول و ضوابط سے شناسائی حاصل ہو، وہیں حق و باطل میں امتیاز، درست عقیدہ اپنانے اور احکام خداوندی کو درست تشریحات کے مطابق سمجھنے کی صلاحیت بھی اور بنیادی مسائل سے واقفیت حاصل ہو۔ جب کہ مذکورہ نصاب میں دی گئی تفسیر دیکھ کر اندازہ ہوا کہ کئی ایسے ضروری مسائل اور عقائد جن کو دورانِ تفسیر خاص کر اس کتاب میں بیان کیا جانا چاہیے تھا، محض اس اتحاد کے عنوان کو باقی رکھنے کے لیے، نہیں کیا گیا۔ اس اعتبار سے بھی یہ کتاب حد درجے تشنہ معلوم ہوتی ہے۔ اور محض اس اتحاد کو باقی رکھنے کے لیے ضروری تشریحات کو زیرِ بیان نہ لانا بھی قابل اشکال ہے۔
- اساتذہ کے لیے جو گائیڈ بک اور ورک بک بنائی گئی ہے، اس میں لفظی طور پر اگرچہ اس کا التزام کیا گیا ہے کہ اساتذہ کسی بھی قسم کے ذو معنی یا اختلافی مسائل سے اجتناب کریں، لیکن اس کی عملی صورت بظاہر مشکل ہے، کیونکہ استاذ ایک مربی کی حیثیت رکھتا ہے اور جس چیز کو وہ حق سمجھتا ہے، ضرور اس کی ترویج اور اشاعت کو اپنا فرض سمجھے گا اور اگر عملی طور پر نگرانی نہیں کی جارہی تو اس بات پر نظر رکھنا کہ کون سا استاذ کس اعتبار سے تعلیم دے رہا ہے، مشکل ہے۔ لہٰذا جن مسائل سے بچنے کے لیے یہ کاوش ہے اس کا اثر پھر بھی ظاہر نہیں ہوگا۔ اور اگر فی الحال باقاعدہ اصول وضوابط مقرر کرکے ان چیزوں کا ازالہ کرنے کی کوشش کی جائے تو آگے جاکر اسی نہج کو باقی رکھنا اور اسی کا التزام کیے رہنا بھی گویا محال کے مترادف ہوگا۔ کیونکہ مشاہدہ ہے کہ بعد میں تساہل آجاتا ہے اور ایسے اصولوں کی پاسداری صرف لفظوں کی حد تک محدود رہ جاتی ہے۔
- اتحاد کا یہ عنوان اسی طرح باقی رکھا جائے اور بنیادی اصولوں پر آج تفسیر کے عنوان سے اگر سمجھوتہ کیا جائے تو کل یہ ایک عام سلسلہ بن جائے گا، جس کا اثر یہ ہوگا کہ اہل سنت کے مستند علمی ذخائر اتحاد کے اس عنوان کی نذر ہوجائیں گے اور علم تفسیر کے بعد حدیث کا متفقہ نصاب وغیرہ وغیرہ کئی ایسی کاوشیں کی جائیں گی جس میں اتحاد کے اس خوبصورت عنوان کے پس پردہ کئی قباحتیں مضمر ہوں گی، کیونکہ اہل سنت اور اہل تشیع کے اصولوں، ادلہ حتی کہ فقہ میں بھی فرق ہے، اس میں یکسانیت کا دعوی ممکن ہی نہیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ اہل تشیع کی جن تعلیمات پر

دار الافتاء

سوالیہ نشان ہے آہستہ آہستہ اسی کی تعلیم و تدریس شروع ہو جائے گی۔اور خلط مذہب کے نتیجے میں کئی خرابیاں جنم لیں گی جس کے زہریلے اثرات کا ازالہ پھر نا ممکن ہو جائے گا۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اہل سنت اور اہل تشیع کے درمیان اتحاد و اتفاق کا دعوی، دعویٰ بلا دلیل ہے، نیز عام مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے مشترکہ ترجمے کی اس کاوش کی کوئی ضرورت سرے سے محسوس ہی نہیں ہوتی۔اگرچہ ترجمہ قرآن کریم کا متن اہل سنت کے نظریوں کے بظاہر خلاف بھی نہ ہو، مگر ایک طبقے سے صرف اتحاد کی فضا بنانے کے لیے عوام کے عقیدوں کو تشویش میں مبتلا کر کے انہیں تذبذب کا شکار بنانا گویا انہیں تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کرنا ہے۔اور ویسے بھی مشاہدہ ہے کہ حق و باطل کو جب بھی جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے نقصان حق کا ہوا ہے۔

اور ظاہری چند فائدوں کی خاطر شرور و فتن کا ایک لامتناہی سلسلہ قبول کر لینا عقل مندی کا تقاضا نہیں، لہذا عقل سلیم اس کی اجازت کبھی نہیں دے سکتی۔اور یہی ہمیشہ سے سلف صالحین کا فتوی رہا ہے کہ شیعوں کا قرآن کریم کے متعلق نظریہ درست نہیں ہے۔

مذکورہ تفاصیل کے باوجود بھی اگر واقعتا ایسے کسی نصاب کی اتنی ہی ضرورت محسوس ہو رہی ہے تو اس ضرورت کو پورا کرنے اور مذکورہ کتاب میں ذکر کردہ اہداف کو حاصل کرنے کے لیے کئی قابل اور مستند ذرائع موجود ہیں، جس میں مذہبی اختلاف سے ماوراء ہو کر محض ترجمہ اور مختصر تفسیر کو اختیار کیا گیا ہے۔مثلاً:"آسان ترجمہ قرآن" از شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مد ظلہم، مذکورہ ضرورت کو پورا کرنے کے لیے کافی شافی اور بڑی حد تک اسلوب و بیان میں بھی دی علم فاؤنڈیشن کے ذکر کردہ اہداف حاصل کرنے میں زیادہ بار آور ہے۔

بہر حال مذکورہ ترجمہ قرآن کی تشہیر سے مکمل اجتناب کرنا اور اپنی اپنی حد تک اس کی نشر و اشاعت روکنا متعلقہ افراد کی ذمے داری ہے، نیز اگر بچوں کو یہ نصاب پڑھایا جا رہا ہے تو مشترکہ طور پر والدین بھی اس کے خلاف آواز بلند کریں تاکہ اولاد کے عقیدوں کی ان فتنوں سے حفاظت کی جا سکے۔بصورتِ دیگر اگر لاپرواہی اور غفلت کا مظاہرہ کیا گیا تو اس جیسی کاوشیں نسل نو کے عقیدوں کے لیے دیمک کی مانند ہوں گی، جو نسل نو کو کھوکھلا کر دے گی نیز اس سے خلط مذہب اور اس جیسی کئی سنگین خرابیاں جنم لیں گی جن کا سدِباب مشکل تر ہو جائے گا۔اور ان نتائج کا وبال بنیاد رکھنے والے کے حصے میں آنا کچھ بعید بھی نہیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور اس کے مطابق عمل کرنے اور درست طریقے پر حضور ﷺ کی منشا اور امت کے متفق علیہ اصولوں کے مد نظر رکھ کر، دین کی اشاعت و تبلیغ اخلاص کے ساتھ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دار الافتاء

فضائل القرآن للإمام أبي عبيد (375) مط: دار ابن كثير.

عن إبراهيم التيمي، أن أبا بكر الصديق، سئل عن قوله: {وفاكهة وأبا} فقال: أي سماء تظلني، أو أي أرض تقلني إن أنا قلت في كتاب الله ما لا أعلم؟.

القرآن الكريم، البقرة: 3/2.

الٓمٓ ذَٰلِكَ ٱلۡكِتَٰبُ لَا رَيۡبَۛ فِيهِۛ هُدٗى لِّلۡمُتَّقِينَ.

الحجر: 9.

إِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا ٱلذِّكۡرَ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَٰفِظُونَ.

القيامة: 16-19.

لَا تُحَرِّكۡ بِهِۦ لِسَانَكَ لِتَعۡجَلَ بِهِۦٓ إِنَّ عَلَيۡنَا جَمۡعَهُۥ وَقُرۡءَانَهُۥ فَإِذَا قَرَأۡنَٰهُ فَٱتَّبِعۡ قُرۡءَانَهُۥ ثُمَّ إِنَّ عَلَيۡنَا بَيَانَهُۥ .

صحيح البخاري، رقم: 4986.

عن عبيد بن السباق: أن زيد بن ثابت رضي الله عنه قال: «أرسل إلي أبو بكر، مقتل أهل اليمامة، فإذا عمر بن الخطاب عنده، قال أبو بكر رضي الله عنه: إن عمر أتاني فقال: إن القتل قد استحر يوم اليمامة بقراء القرآن، وإني أخشى أن يستحر القتل بالقراء بالمواطن، فيذهب كثير من القرآن، وإني أرى أن تأمر بجمع القرآن. قلت لعمر: كيف تفعل شيئا لم يفعله رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال عمر: هذا والله خير، فلم يزل عمر يراجعني حتى شرح الله صدري لذلك، ورأيت في ذلك الذي رأى عمر، قال زيد: قال أبو بكر: إنك رجل شاب عاقل لا نتهمك، وقد كنت تكتب الوحي لرسول الله صلى الله عليه وسلم، فتتبع القرآن فاجمعه---إلخ.

صحيح البخاري، رقم: 4987.

حدثنا ابن شهاب أن أنس بن مالك حدثه: «أن حذيفة بن اليمان قدم على عثمان، وكان يغازي أهل الشأم في فتح إرمينية وأذربيجان مع أهل العراق، فأفزع حذيفة اختلافهم في القراءة، فقال حذيفة لعثمان: يا أمير المؤمنين، أدرك هذه الأمة قبل أن يختلفوا في الكتاب، اختلاف اليهود والنصارى، فأرسل عثمان إلى حفصة: أن أرسلي إلينا بالصحف ننسخها في المصاحف ثم نردها إليك---إلخ.

شم العوارض في ذم الروافض (83) مط: مركز الفرقان.

ومنها ما ذكره الكردري أن للرافضة أحاديث موضوعات وتأويلات باطلة وزيادات و تصحيفات كزيادة والعصر ونوائب الدهر، وكقوله تعالى: إن علينا للهدى، صحفوه بحذف النون فغيروا إن عليا للهدى، وهم قوم بهت يزعمون أن عثمان أسقط خمسمائة كلمة من القرآن منها قوله تعالى: ولقد نصركم الله ببدر وزادوا فيه بسيف علي -قال علي: وهذا وأمثاله كفر.

دلائل الإمامة لمحمد بن جرير الطبري الشيعي (104) مط: مؤسسة البعثة

عن أبي بصير ، قال : سألت أبا جعفر محمد بن علي (عليه السلام) عن مصحف فاطمة (صلوات الله عليها)، فقال: انزل عليها بعد موت أبيها . فقلت : ففيه شيء من القرآن ؟ قال: مافيه شيء من القرآن. قال: قلت : فصفه لي . قال : له دفتان من زبرجدتين على طول الورق وعرضه حمراوين. قلت له: جعلت فداك صف لي ورقه . قال: ورقه من در أبيض قيل له: (كن) فكان. قلت : جعلت فداك، فما فيه ؟ قال : فيه خبر ما كان، وخبر ما يكون إلى يوم القيامة، وفيه خبر سماء سماء، وعدد ما في سماء سماء من الملائكة، وغير ذلك، وعدد كل من خلق الله مرسلا وغير مرسل، وأسماؤهم، وأسماء الذين أرسلوا إليهم، وأسماء من كذب ومن أجاب منهم، وفيه أسماء جميع من خلق الله من المؤمنين والكافرين ، من الأولين والآخرين ، وأسماء البلدان ، وصفه كل بلد في شرق الأرض وغربها، وعدد ما فيها من المؤمنين، وعدد ما فيها من الكافرين ، وصفة كل من كذب ، وصفة القرون الأولى وقصصهم ، ومن ولي من الطواغيت ومدة ملكهم وعددهم، وفيه أسماء الأئمة وصفتهم، وما يملك واحدا واحدا، وفيه صفة كراتهم، وفيه صفة جميع من تردد في الأدوار من الأولين والآخرين . قال: قلت : جعلت فداك وكم الأدوار ؟ قال: خمسون ألف عام، وهي سبعة أدوار، وفيه أسماء جميع من خلق الله من الأولين والآخرين وآجالهم، وصفة أهل الجنة ، وعدد من يدخلها ، وعدد من يدخل النار ، وأسماء هؤلاء وأسماء هؤلاء ، وفيه علم القرآن كما أنزل ، وعلم التوراة كما أنزلت ، وعلم الإنجيل ، والزبور، وعدد كل شجرة ومدرة في جميع البلاد. قال أبو جعفر (عليه السلام): فلما أراد الله (عز وجل) أن ينزله عليها ، أمر جبرئيل وميكائيل وإسرافيل أن يحملوا المصحف فينزلوا به عليها ، وذلك في ليلة الجمعة من الثلث الثاني من الليل ، هبطوا به عليها وهي قائمة تصلي ، فما زالوا قياما حتى قعدت ، فلما فرغت من صلاتها سلموا عليها ، وقالوا لها : السلام يقرئك السلام. ووضعوا المصحف في حجرها، فقالت لهم: الله السلام، ومنه السلام، وإليه السلام، وعليكم يا رسل الله السلام. ثم عرجوا إلى السماء، فما زالت من بعد صلاة الفجر إلى زوال الشمس تقرأه، حتى أتت على آخره. ولقد كانت (صلوات الله عليها) طاعتها مفروضة على جميع من خلق الله من الجن، والإنس، والطير، والبهائم، والأنبياء، والملائكة. فقلت: جعلت فداك فلما مضت إلى من صار ذلك المصحف ؟ فقال: دفعته إلى أمير المؤمنين (عليه السلام)، فلما مضى صار إلى الحسن، ثم إلى الحسين، ثم عند أهله حتى يدفعوه إلى صاحب هذا الأمر. فقلت: إن هذا العلم كثير ! فقال: يا أبا محمد ، إن هذا الذي وصفته لك لفي ورقتين من أوله ، وما وصفت لك بعد ما في الورقة الثالثة، ولا تكلمت بحرف منه.

صحيح البخاري، رقم: 4991.

عن ابن شهاب قال: حدثني عبيد الله بن عبد الله: أن ابن عباس رضي الله عنهما حدثه: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «أقرأني جبريل على حرف، فراجعته، فلم أزل أستزيده ويزيدني، حتى انتهى إلى سبعة أحرف».

التحقيق في نفي التحريف (24،22) مط: الشريف الرضي، قم.

ويقول الشيخ محمد محسن الشهير بالفيض الكاشاني - المتوفى سنة بعد الحديث عن البزنطي، قال: دفع إلي أبو الحسن عليه السلام مصحفاً وقال: لا تنظر فيه، ففتحته وقرأت فيه: لم يكن الذين كفروا.. فوجدت فيها اسم سبعين رجلاً... قال: «لعلّ المراد أنه وجد تلك الأسماء مكتوبة في ذلك المصحف تفسير اللذين كفروا والمشركين مأخوذة من الوحي، لا أنها كانت من أجزاء القرآن، وعليه يحمل ما في الخبرين السابقين... وأورد الشيخ محمد باقر المجلسي ـــ بعد أن أخرج الأحاديث الدالّة على نقصان القرآن كلاماً للشيخ المفيد هذا نصه: « فإن قال قائل: كيف يصحّ القول بأن الذي بين الدفّتين هو كلام الله تعالى على الحقيقة من غير زيادة ولا نقصان وأنتم تروون عن الأئمة عليهم السّلام أنهم قرأوا: كنتم خير أئمة أخرجت للناس، وكذلك: جعلناكم أئمة وسطاً، وقرأوا: ويسئلونك الأنفال، وهذا بخلاف ما في المصحف الذي في أيدي الناس؟. قيل له: قد مضى الجواب عن هذه، وهو: إنّ الأخبار التي جاءت بذلك أخبار آحاد لا يقطع على الله تعالى بصحتها، فلذلك وقفنا فيها ولم نعدل عما في المصحف الظاهر على ما أمرنا به حسب ما بيّناه. مع أنه لا ينكر أن تأتي القراءة على وجهين منزلتين، أحدهما، ما تضمنه المصحف، والثاني: ما جاء به الخبر، كما يعترف مخالفونا به من نزول القرآن على وجوه شتى.

كتاب الإمامة والرد على الرافضة (122) مط: مكتبة العلوم والحكم.

ثم يقولون: فراراً من ذلك حينما يذكر لهم مصحف علي - يقولون: إننا نعني به أن فيه تفسيراً للآيات وتأويلاً لها لا أنه قرآن غير هذا. هكذا يقولون. ولكن حينما وضع الشيعة الروافض (التقية) ديناً وانه لا إيمان لمن لا تقية له كما تقدم نقل ذلك عن الكافي للكليني - جعلوا بينهم وبين أهل السنة حاجزاً. يمنع من معرفة الحقيقة. وهو تحريف منهم لمعنى (التقية) التي ورد ذكرها في القرآن إعذاراً للمؤمن الذي يضطهده الكفار فينطق بكلمة الكفر وقلبه مطمئن بالإيمان ـــ وهذا نفاق لا تقية ـــ ومن أجل هذا التحريف لمعنى (التقية) واستعمالهم لها مع المسلمين خدعوا أهل السنة ـــ فقالوا لهم: إننا لا نقول بنقص القرآن وما نسب إلينا هو اتهام لنا من مخالفينا، وقالوا: إننا لا نقول إن مصحف علي بن أبي طالب يخالف القرآن الموجود بين الدفتين، وإنما عنينا بمصحفه أن فيه تفسيراً وتأويلاً للآيات وكذلك عنينا بمصحف فاطمة. ثم يحكون الإجماع من السنة والشيعة أن القرآن الموجود كامل لا نقص فيه. وفي هذه الحكاية مغالطة سيجد القارىء ماذا يقصدون بالقرآن المجمع عليه، هل هو القرآن كما أنزله الله. أو مصحف عثمان الذي يعتقدون لم يكن فيه القرآن كاملا - ولكن الموجود فيه لم ينقص منه؟ ـــ وإذا اطلعنا على هذه النصوص الصريحة من كتبهم المعتمدة فلا يضرنا بعد ذلك إنكارهم وتحريفهم لها ـــ إلخ (بالتفصيل)

أيضا (130) مط: مكتبة العلوم والحكم.

وبناء على هذه النصوص المكذوبة التي لا شك في كذبها، فإن علي ابن أبي طالب الخليفة الراشد المشهود له عند أهل السنة بذلك، يتهمه الروافض بإخفاء هذا القرآن الكامل الذي لم يظهره للناس حتى في أيام خلافته على المسلمين، وهو بذلك أضاع شرع الله على حد زعمهم حيث

دار الإفتاء

أخفى كتابه الذي أنزله على رسوله ليحكم به بين الناس، ولا يزال مخفياً التاريخ إلى عصرنا الحاضر وسيبقى على زعمهم كذلك حتى يظهر قائمهم - الذي لن يقوم - ليظهره للناس ويقرأه عليهم على حده.

أيضا(134)مط:مكتبة العلوم والحكم.

بعد أن سجل كثيرا من زبالة ذهنه المريض بما نقله من أكاذيب الرافضة أمثاله مدعيا تحريف القرآن الكريم الذي تكفل الله بحفظه --- قال في صفحة: واعلم أنه قد ظهر مما مر أنه كان للقرآن حالات. ا- حال التفرق والشتات قبل زمان. جمع الشيخين. ب- حال الاجتماع بعده إلى زمان جمع عثمان --- ثم قال: نعم هنا كلام آخر في جمع عثمان وهو أنه في نفسه هل وضع على نحو واحد أو على وجوه مختلفة وأطوار متشعبة ويأتي إن شاء الله ترجيح الأخير اهـ. قلت وبهذا يتضح للقارىء خداع الشيعة الإمامية، لأهل السنة وتمويههم بحكاية الإجماع على أن القرآن لم يغير. فقد بين المؤلف بتفصيله هذا ان دعوى النقص في القرآن ومحل النزاع فيه هو في جمع القرآن أساسه من في زمن الشيخين أبي بكر وعمر هل جمع كاملا أو لا؟ وقد تبين من النصوص المنقولة عنهم السابق ذكرها أنه القرآن كاملاً إلا علي وأنه حينما قدم مصحفه الذي جمعه لأبي بكر وعمر رداه عليه.

أما الإجماع المحكي فقد بين المؤلف ان المقصود به أن مصحف عثمان الموجود الآن هو باق على ما كان عليه في عهده وان الجميع متفقون على ذلك أي أن الذي وجد وجمع في عهد عثمان لم يغير حتى الآن. ولكنه لا يشتمل على القرآن كله كما أنزله الله لأنه لم يجمعه كاملا كما أنزل إلا علي بن أبي طالب رضي الله عنه --- دعوى الشيعة الإجماع على أن القرآن لم يغير --- وفيما رده حكاية الإجماع من السنة والشيعة على أن القرآن لم يغير كما سبق توضيح ذلك، وهذا البيان نقصد منه أن يتبين للسني لا سيما الشباب ان دعوى الإجماع دعوى كاذبة وإنما العقيدة الراسخة عند الرافضة ان القرآن ناقص. وان هذه العقيدة الفاسدة هي معول هدام للإسلام أساسه.

بطلان عقائد الشيعة لمولانا عبد الستار التونسوي(39)مط:دار النشر الإسلامية العلمية، فيصل آباد.

مع أن القرآن الموجود بين أيدينا ستة آلاف وستمائة وست وستون آية فكان الثلثين طرحاً منه تقريبا ومابقى الا الثلث فقط. ويقول صاحب مرآة العقول فى التعليق على هذا الحديث الذي أخرجه الكليني عن أبي عبد الله: فالخبر صحيح ولا يخفى أن هذا الخبر وكثيرا من الأخبار الصحيحة صريحة في نقص القرآن وتغييره وعندى أن الأخبار فى هذا الباب متواتر معنى وطرح جميعها يوجب رفع الاعتماد عن الأخبار رأسا بل ظني أن الأخبار في هذا الباب لا تقصر من اخبار الامامة فكيف يثبتونها بالخبر---

ويقول الملا خليل القزوينى شارح الكافي في حق الحديث المذكور آنفا بالفارسية ما ترجمته بالعربية: ان المراد منه أن الآيات الكثيرة طرحت من القرآن وليست في المصاحف المشهورة والأحاديث الصحيحة بالطرق الخاصة والعامة دالة على سقوط كثير من القرآن. وهذه الأحاديث بلغت في الكثرة حدا يعتبر تكذيب جميعها جراة ودعوى أن القرآن هو هذا الموجود فى المصاحف لا يخلو عن اشكال وللاستدلال باهتمام الصحابة واهل الاسلام في ضبط القرآن استدلال ضعيف بعد الاطلاع على عمل أبي بكر وعمر وعثمان، وهكذا الاستدل بآية (إنا

دار الإفتاء

نحن نزلنا الذكر وإناله لحافظون) استدلال ضعيف لأن الآية هنا بصيغة الماضي وفي سورة مكية وقد نزلت سور عديدة بمكة بعد هذه السورة وهذا ما عدا السور التي نزلت بالمدينة بعدها بكثير فلا دلالة فيها على أن جميع القرآن محفوظ .. وأيضا حفظ القرآن لا يدل على أن يكون محفوظا عند عامة الناس فانه يمكن أن يراد منه أنه محفوظ عند إمام الزمان وأتباعه ـــ

ويقول الحسين النوري الطبرسي في فصل الخطاب: الأخبار الواردة في الموارد المخصوصة من القرآن الدالة على تغيير بعض الكلمات والآيات والسور باحدى الصور المتقدمة وهي كثيرة جدا، حتى قال السيد نعمت الله الجزائري في بعض مؤلفاته كما حكى عنه: ان الأخبار الدالة على ذلك تزيد على الفي حديث وادعى استفاضتها جماعة كالمفيد والمحقق الداماد والعلامة المجليلي وغيرهم بل الشيخ أيضا صرح في التبيان بكثرتها، بل ادعى تواترها جماعة يأتي ذكرهم في آخر المبحث ـــ ويقول النوري الطبرسي أيضا: قال السيد المحدث الجزائري في الأنوار ما معناه: أن الأصحاب قد أطبقوا على صحة الأخبار المستفيضة بل المتواترة الدالة بصريحها على وقوع التحريف في القرآن كلاما ومادة وإعرابا والتصديق بها ـــ ويقول النوري الطبرسي: الأخبار الكثيرة المعتبرة الصريحة في وقوع السقط ودخول النقصان في الموجود من القرآن زيادة على ما مر متفرقا في ضمن الأدلة السابقة ـــ

وأما اعتذار بعض الشيعة بإنها روايات ضعيفة فهو اعتذار بارد فإن معظم الشيعة وأعلامهم أوردهذه الروايات ووثقوها وما رد أحد منهم على هذه الروايات ولا بين عقيدته ضد هذه بل إنهم اعتقدوا التحريف وإننا نلتمس من علماء الشيعة أنهم إذا كانوا معترفين بأن القرآن محفوظ غير محرف مبدل فيه فيجب عليهم أولا: أن يأتوا برواية واحدة صحيحة من أئمتهم المعصومين مذكورة فى أى كتاب من كتبهم التي يعتمد عليها عندهم. والتي تدل على أن القرآن محفوظ كامل ومكمل غير محرف، ولن يأتوا بهذه الرواية الى يوم القيامة ويلزم عليهم ثانيا: أن يكفروا من يقول بتحريف القرآن ويعلنوا عقيدتهم هذه في الجرائد والمجلات وأيضا عليهم أن لا يروجوا هذه الروايات الدالة على التحريف في مجالسهم بل يتبرأوا من أصحابها ومنها في مجالسهم ومحافلهم ويخطئوا الكتب التي وردت فيها مثل هذه الأكاذيب والضلالات كأصول الكافي والاحتجاج وغيرهما.

مناهل العرفان في علوم القرآن (169/1) مط: حلبي.

ونحن إذا رجعنا بهذه الأوجه السبعة إلى المصاحف العثمانية وما هو مخطوط بها في الواقع ونفس الأمر نخرج بهذه الحقيقة التي لا تقبل النقض ونصل إلى فصل الخطاب في هذا الباب وهو أن المصاحف العثمانية قد اشتملت على الأحرف السبعة كلها ولكن على معنى أن كل واحد من هذه المصاحف اشتمل على ما يوافق رسمه من هذه الأحرف كلا أو بعضا بحيث لم تخل المصاحف في مجموعها عن حرف منها رأسا. ولنبين ذلك في المذهب الذي اخترناه: أما الوجه الأول: منه وهو اختلاف الأسماء إفراده وجمعا الخ نحو قوله سبحانه {وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ} المقروءة بجمع الأمانة وإفرادها فقد اشتمل عليها المصحف إذ كان الرسم العثماني فيه هكذا: {لأمنتهم} برسم المفرد في الحروف ولكن عليها ألف صغيرة لتشير إلى قراءة الجمع وغير منقوطة ولا مشكولة ـــ إلخ.

دار الإفتاء

التبيان في علوم القرآن (50) مط: البشرى.

أن المراد بالأحرف السبع الاختلاف في الأمور السبعة ـــ اختلاف الأسماء إفرادا وتذكيرا وفروعها ـــ الاختلاف في تصريف الأفعال من مضارع وماض وأمر ونهي ـــ الاختلاف بالإبدال سواء كان إبدال حرف بحرف ـــ أو إبدال لفظ بلفظ كقوله سبحانه و تعالى: كالعهن المنفوش، قرأ ابن مسعود كالصوف المنفوش ـــ الاختلاف بالتقديم والتأخير إما في حرف ـــ وإما في الكلمة ـــ اختلاف وجوه الإعراب ـــ الاختلاف بالزيادة والنقص ـــ اختلاف اللهجات بالتفخيم والترقيق والإمالة والإظهار والإدغام وهو كثير ـــ وهذا الرأي الأخير قد ذهب إليه الرازي وقاربه كل القرب مذهب ابن قتيبة وابن الجزري وابن الطيب وقد أخذ به الشيخ الزرقاني في كتابه مناهل العرفان وأيده ببعض الأدلة.

مناهل العرفان (170/1) مط: حلبي.

ومن هذا الوجه ما لا يوافق رسم المصحف بحال من الأحوال نحو قوله سبحانه: {وَكَانَ وَرَاءَهُم مَّلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا} وقرأ ابن عباس هكذا "يأخذ كل سفينة صالحة غصبا" بزيادة كلمة صالحة فإن هذه الكلمة لم تثبت في مصحف من المصاحف العثمانية فهي مخالفة لخط المصحف وذلك لأن هذه القراءة وما شاكلها منسوخة بالعرضة الأخيرة أي عرض القرآن من النبي صلى الله عليه وسلم على جبريل آخر حياته الشريفة. ويدل على هذا النسخ إجماع الأمة على ما في المصاحف فتلخص مما ذكرنا أن بعض هذا الوجه الرابع اشتملت عليه المصاحف وبعضه لم تشتمل عليه لأنه نسخ.

التفسير والمفسرون (24,23/2) مط: مكتبة وهبة.

من سورة محمد عليه السلام: {مَّثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى وَلَهُمْ فِيهَا مِن كُلِّ الثمرات} .. فهم يقرون أن هذا الظاهر مراد الله تعالى، ومراده مع هذا الظاهر معنى آخر باطنى هو علوم الأئمة ـــ فيقولون مثلاً فى قوله تعالى فى الآية من سورة الانشقاق: {لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ}: إنه إشارة إلى أن هذه الأمة ستسلك سبيل مَن كان قبلها من الأمم فى الغدر بالأوصياء بعد الأنبياء. كذلك مكَّن لهم القول بباطن القرآن من أن يقولوا: إن اللفظ الذى يراد به العموم ظاهراً، كثيراً ما يراد به الخصوص بحسب المعنى الباطن، فمثلاً لفظ "الكافرون" الذى يراد به العموم، يقولون: هو فى الباطن مخصوص بمن كفر بولاية علي.

أيضا (26/2) مط: مكتبة وهبة.

ولقد كان من أثر زعمهم أن القرآن جُلّه أو كلّه وارد فى أئمتهم ومَن والاهم، وفى أعدائهم ومَن وافقهم، أن قالوا: إن ما نسبه الله إلى نفسه بصيغة الجمع أو ضميره سره أن أراد إدخال النبى صلى الله عليه وسلم والأئمة معه، قالوا: وهو مجاز شائع معروف، بل وبالغوا فقالوا: إن الأئمة هم المقصودون بالذات أحياناً كما فى قوله تعالى: {وَمَا ظَلَمُونَا ولاكن كانوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ} [البقرة: ٥٧] .. حيث رووا عن أبى جعفر محمد الباقر أنه قال فيها: إن الله أعظم وأعزّ وأجلّ من أن يظلم، ولكن خلطنا بنفسه فجعل ظلمنا ظلمه وولايتنا ولايته، حيث يقول: {إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا} [المائدة: ٥٥] يعنى الأئمة منا. وأعجب من

دار الإفتاء

هذا، أنهم جعلوا لفظ الجلالة، والإله والرب، مراداً به الإمام، وكذا الضمائر الراجعة إليه سبحانه، وتأوّلوا ما أضافه الله إلى نفسه من الإطاعة والرضا والغنى والفقر مثلاً، بما يتعلق بالإمام كإطاعته، ورضاه، وغناه، وفقره ... إلخ، ويعدون ذلك من قبيل المجاز الشائع المعروف.

أيضا(21/2)مط:مكتبة وهبة.

ثم إن الشيعة لهم فى الفقه وأصوله آراء خالفوا بها من سواهم، فمثلاً نجدهم يذكرون أن أدلة الفقه أربعة وهى: الكتاب، والسُنَّة، والإجماع، ودليل العقل. أما الكتاب فلهم رأى فيه سنعرض له فيما بعد. وأما السُنَّة فهم غير أمناء عليها ولا ملتزمين ما صح منها، وسنعرض لها فيما بعد أيضاً. وأما الإجماع فليس حُجَّة بنفسه، وإنما يكون حُجَّة إذا دخل الإمام المعصوم فى المجمِعين، أو كان الإجماع كاشفاً عن رأيه فى المسألة، أو كان الإجماع عن دليل معتبر، فهو فى الحقيقة داخل فى الكتاب أو السُنَّة. وأما دليل العقل عندهم فلا يدخل فيه القياس، ولا الاستحسان، ولا المصالح المرسلة، لأن ذلك كله ليس حُجَّة عندهم.

أيضا(22/2)مط:مكتبة وهبة.

يدَّعون أن القرآن حُرِّف وبُدِّل عما كان عليه زمن النبى صلى الله عليه وسلم، وكل هذا لا أعتقد إلا أنه من قبيل الاحتيال على تركيز عقائدهم وإيهام الناس أنها مستقاة من القرآن الذى هو المنبع الأساسى والأول للدين. وأعجب من هذا.. أنهم أخذوا يموِّهون على الناس، ويغرون العامة بما وضعوه من أحاديث على رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلى أهل بيته، وطعنوا على الصحابة إلا نفراً قليلاً منهم، ورموهم بكل نقيصة فى الدين، ليجدوا لأنفسهم من وراء ذلك ثغرة يخرجون منها عندما تأخذ بخناقهم الأحاديث الصحيحة التى يرويها هؤلاء الصحابة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم.

اللوامع النورانية(45)مط:مكتبة مرتضوية،ايران.

الثالثة: إنّ القرآن له ظهر وبطن ـــ الشيخ أبو النضر محمّد بن مسعود العيّاشي: بإسناده عن جابر، قال: سألت أبا جعفر عليه السّلام عن شيء في تفسير القرآن فأجابني، ثم سألته ثانية فأجابني بجواب آخر، فقلت: جعلت فداك، كنت أجبت في هذه المسألة بجواب غير هذا قبل اليوم؟! فقال لي: «يا جابر، إنّ للقرآن بطنا، وللبطن بطنا وظهرا، وللظهر «١» ظهرا - يا جابر - وليس شيء أبعد من عقول الرجال من تفسير القرآن، إنّ الآية ليكون أوّلها في شيء [وأوسطها في شيء] وآخرها في شيء، وهو كلام متّصل يتصرف على وجوه ـــ

عنه: بإسناده عن جابر، قال: قال أبو عبد الله عليه السّلام: «يا جابر، إنّ للقرآن بطنا، وللبطن ظهرا ـــ ثم قال: «يا جابر، ليس شيء أبعد من عقول الرجال منه، إنّ الآية لينزل أوّلها في شيء، [وأوسطها في شيء]، وآخرها في شيء، وهو كلام متّصل يتصرف على وجوه ـــ والأحاديث في ذلك كثيرة ذكرناها في كتاب البرهان ـــ قلت: قد يجيء في الآية وجوه من التفسير عن الأئمة عليهم السّلام، منها ان الآية نزلت في علي وفي ولده وفيه وفي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلّم، ووجه الآخر من التفسير في غير ذلك ـــ كما في قوله تعالى: وَأَنَّ الْمَساجِدَ لِلَّهِ فَلا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَداً فإنها نزلت فيهم، وفي المساجد السبعة التي يسجد عليها الإنسان في الصلاة

ومثل قوله تعالى: ﴿وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا﴾ «٢» فإنها في أسمائه تعالى وفيهم عليهم السلام: فربما يفسر القرآن باعتبار الظاهر ويفسر باعتبار الباطن وليس باختلاف في التفسير بمعنى المضادة بل من الظاهر والباطن وكلا الوجهين من التفسير صحيح يعمل به فإذا جاءت الآية مفسرة بأنها في علي عليه السلام وجاء تفسير آخر غير ذلك ينزل على الظاهر والباطن والوجهان صحيحان يعمل بهما وانهما تفسيران في الآية.

التفسير والمفسرون (22/2) مط: مكتبة وهبة.

يقول الإمامية الإثنا عشرية: إن القرآن له ظاهر وباطن ـــ غاية الأمر أن هؤلاء الإمامية لم يقفوا عند هذا الحد. بل تجاوزوا إلى القول بأن للقرآن سبعة وسبعين بطنا، ولم يقتصروا على ذلك بل تمادوا وادعوا أن الله تعالى جعل ظاهر القرآن فى الدعوة إلى التوحيد والنبوة والرسالة، وجعل باطنه فى الدعوة إلى الإمامة والولاية وما يتعلق بهما ـــ ولقد كان من نتائج هذا التفسير الباطنى للقرآن أن وجد القائلون به أمام أفكارهم مضطربا بالغا ومجالا رحبا، يتسع لكل ما يشاؤه الهوى وتزينه لهم العقيدة، فأخذوا يتصرفون فى القرآن كما يحبون، وعلى أى وجه يشتهون، بعدما ظنوا أن العامة قد انخدعت بأوهامهم وسلموا بأفكارهم ومبادئهم ـــ ومما ساغ لهم أن يقولوه بعد تقريرهم لمبدأ القول بالباطن: أن تأويل الآيات القرآنية لا يجرى على أهل زمان واحد، بل عندهم أن كل فقرة من فقرات القرآن لها تأويل يجرى فى كل آن، وعلى أهل كل زمان، فمعانى القرآن على هذا متجددة. حسب تجدد الأزمنة وما يكون فيها من حوادث.

بل وساغ لهم ما هو أكثر من ذلك فقالوا: إن الآية الواحدة لها تأويلات كثيرة مختلفة متناقضة، وقالوا: إن الآية الواحدة يجوز أن يكون أولها فى شئ وآخرها فى شئ آخر.. ولا شك أن باب التأويل الباطنى باب واسع يمكن لكل من ولجه أن يصل منه إلى كل ما يدور بخلده ويجيش بخاطره. وليس لقائل أن يقول: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم صرح بأن للقرآن باطنا، وأن المفسرين جميعا يعترفون بذلك ويقولون به، فكيف توجه اللوم إلى الإمامية وحدهم؟ ليس لقائل أن يقول ذلك، لأن الباطن الذى أشار إليه الحديث وقال به جمهور المفسرين، هو عبارة عن التأويل الذى يحتمله اللفظ القرآنى، ويمكن أن يكون من مدلولاته. أما الباطن الذى يقول به الشيعة فشئ يتفق مع أذواقهم ومشاربهم، وليس فى اللفظ القرآنى الكريم ما يدل عليه ولو بالإشارة.

مقدمة لطائف الإشارات لإبراهيم البسيوني (25/1) مط: الهيئة المصرية العامة ـ مصر.

فإذا كنا أخرجنا من نطاق التفسير الإشارى هذه التفاسير المنسوبة لبعض المنتسبين للتصوف فأولى أن نخرج من هذه التأويلات الاعتزالية والشيعية والبدعية والإلحادية وغيرها مما تعتمد فى مباحثها على أن للقرآن ظاهرا وباطنا، ذلك لأن قضية الظاهر والباطن استغلت استغلالا سيئا لخدمة الكثير من العقائد الهدامة، وارتكبت فى حق الظاهر القرآنى جرائم خطيرة حين أريد له أن يؤول لنصرة الأغراض المريضة والدعوات الجامحة، وفى ذلك يقول التفتازاني فى شرح العقائد النسفية: «سميت الملاحدة باطنية لادعائهم أن النصوص ليست على ظواهرها بل لها معان باطنة لا يعرفها إلا المعلم، وقصدهم بذلك نفى الشريعة بالكلية.

دار الإفتاء

بريقة محمودية في شرح طريقة محمدية، لأبي سعيد الخادمي الحنفي (256/1) مط: حلبي.

وأما ما أشير إليه بقوله - صلى الله تعالى عليه وسلم - لكل آية ظهر وبطن ولكل حرف مطلع. وفي حديث آخر مرفوعا «القرآن تحت العرش له ظهر وبطن بلغ وجوه الظهر، والبطن خمسا» مذكور في الإتقان، وفيه أيضا عن ابن عباس - رضي الله تعالى عنهما - «أن القرآن ذو شجون وفنون وظهور وبطون لا تنقضي عجائبه ولا تبلغ غايته» الحديث.

قال العلامة التفتازاني وأما ما يذهب إليه بعض المحققين من أن النصوص محمولة على ظواهرها ومع ذلك فيها إشارات خفية إلى دقائق تنكشف على أرباب السلوك يمكن التطبيق بينها وبين الظواهر المرادة فهو من كمال الإيمان ومحض العرفان وليس منه ما ادعاه الباطنية.

شرح العقائد النسفية مع النبراس (726) مط: دار ياسين.

والنصوص من الكتاب والسنة تحمل علي ظواهرها ما لم يصرف عنها دليل قطعي كما في الآيات التي تشعر ظواهرها بالجهة والجسمية ونحو ذلك ـــ دليل قطعي أي من برهان عقلي أو إجماع أو نص قاطع ـــ علي ما هو المتعارف فالعدول عنها أي عن الظواهر إلي معان يدعيها أهل الباطن وهم الملاحدة وسموا الباطنية لإدعائهم أن النصوص ليست على ظواهرها بل لها معان باطنة لا يعرفها إلا المعلم وقصدهم بذلك نفي الشريعة بالكلية ـــ إلحاد أي ميل و عدول عن الإسلام وضلال واتصاف بالكفر لكونه تكذيبا للنبي ـــ

وأما ما يذهب إليه بعض المحققين من أن النصوص محمولة على ظواهرها ومع ذلك ففيها إشارات خفية إلى دقائق تنكشف على أرباب السلوك يمكن التطبيق بينها و بين الظواهر المرادة فهو من كمال ادين و محض العرفان ـــ فمن ذلك قولهم في قصة طالوت إن الله تعالي أمرنا بجهاد النفس وهو كجالوت وابتلانا بالدنيا وهو كالنهر فمن عبرها ولم يشرب منها أو قنع منها بغرفة خلص عنها وجاهد النفس وقتلها ومن حرص عليها لم يشبع منها ولم يمكن العبور عنها.

النبراس (726) مط: دار ياسين.

يدعيها أهل الباطن وهم الملاحدة ـــ وهم قوم ظاهرهم الرفض، وباطنهم الكفر ومقصودهم إبطال دين الإسلام وأصل هذا المذهب من اختراع مجوس فارس؛ فإنهم لما انقرض دولتهم بجهاد الصحابة أرادوا تضليل العوام بهذا المذهب، فأسقطوا التكليفات من الصلاة والصوم وأباحوا المحرمات حتى نكاح المحارم فاتبعهم خلق كثير، حتى حصل لهم شوكة عظيمة، فقتلوا كثيرًا من المسلمين ومنعوا الناس عن الحج، حتى قطع الله سبحانه دولتهم، وزوي أنهم لما أفسدوا بمكة قالوا: كيف قول ربكم: ﴿وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا﴾ فقال بعض العلماء: معناه من دخله فأمنوه ولهم ألقاب كثيرة: فلقبوا بـ«الإسماعيلية»؛ لإثباتهم الإمامة لإسماعيل بن جعفر الصادق رحمه الله تعالى، ولانتسابهم إليه، وب«الباطنية»؛ لقولهم بالمعاني الباطنة، وبـ«القرامطة»؛ لأن من أكابرهم «حمدان» من «قرمط»: قرية بـ«واسط»، وب«الحرمية» لاباحتهم المحارم، وبـ«السبعية»؛ لقولهم: إن الرسل سبعة [١] آدم [٢] ونوح [٣] وإبراهيم، [٤] وموسى، [٥] وعيسى، [٦] ومحمد صلى الله تعالى عليه وآله وسلم [٧] والمهدي وأنه لا بد في كل زمان من سبعة يدين الدين، وبـ«البابكية»؛ إذ من رؤسهم

دار الإفتاء

«بابك» بـ«أَذَرْبِيْجَانْ»، وبـ«الحمرة»" للبسهم الحمرة في زمن «بابك»، أو تسميتهم المسلمين حميرا.

واللہ اعلم بالصواب

بندہ محمد واصل سعید عفا اللہ عنہ

دار الافتاء جامعہ اشرف المدارس کراچی

۱۸/شوال المکرم/۱۴۴۶ھ

۱۷/اپریل/۲۰۲۵ء

الجواب صحیح

بندہ محمد یونس عفی عنہ

۲۰/۱۰/۱۴۴۶ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الصمد سلیم عفی عنہ

۲۱/۱۰/۱۴۴۶ھ

الجواب صحیح

بندہ محمد کمال عفی عنہ

۲۱/۱۰/۱۴۴۶ھ

دار الافتاء

فتوی نمبر ۲۸۱/۵۸

مورخہ ۱/۱۱/۱۴۴۶ھ

29/4/2025

فتوی

تنظیم بنام **The ILM Foundation** کے طبع کردہ **شیعہ سنی متفقہ ترجمہ قران** پر دارلافتاء **"جامعہ طیبہ "** کا فتوی

اس فتوی کی زیادہ سے زیادہ تشہیر کیجئے تاکہ یہ ترجمہ دینی و دنیاوی تعلیمی اداروں کے نصاب کا حصہ نہ بننے پائے۔

جزاک اللہ خیر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ موجودہ زمانے میں کچھ ادارے شیعہ اثناء عشری واہل سنت کا مشترکہ ترجمہ قرآن کریم شائع کر کے اسے مختلف تعلیمی اداروں میں مفت ارسال کررہے ہیں تاکہ وہاں نصاب کا حصہ بنایا جائے علمائے دین قرآن وسنت کی روشنی میں فرمائیں کہ کیا ایسا مشترکہ ترجمہ قرآن پڑھنا شائع کرنا اور اسے نصاب کا حصہ بنانا جائز ہے اگرچہ متن ترجمہ اہل سنت کے عقائد ونظریات کے مطابق ہواور نظرثانی کرنے والے افراد بھی اہل سنت ہوں مگر کیا اثناء عشری تقریظ دستخط اور حمایت کو نسخہ پر درج کرنے سے عوام تذبذب کا شکار نہیں ہوں گے

الجواب بعون الملک الوہاب

واضح رہے کہ آج کل عموما جو شیعہ پائے جاتے ہیں انکو شیعہ امامیہ اوراثناء عشریہ کہا جاتا ہے وہ اپنے غلط عقائد ونظریات کی بناء پر دائرہ اسلام سے خارج ہیں انکے ساتھ مسلمانوں جیسا معاملہ کرنا درست نہیں ہے

اثناء عشریہ کے من گھڑت عقائد 1 یہ لوگ اپنے بارہ اماموں کو معصوم مان کر انکو نبی کا درجہ دیتے ہیں 2 تحریف قرآن کے قائل ہیں 3 حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم اجمعین کو کافر مرتد العیاذ باللہ قرار دیتے ہیں 4 یہ لوگ عورتوں سے متعہ کرنے کو بہترین عبادت سمجھتے ہیں 5 تمام انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام گناہوں سے معصوم ہیں شیعہ اسکے خلاف ہیں 6 مومنین کو اللہ تعالی کا دیدار حاصل ہوگا لیکن شیعہ اسکے خلاف ہیں 7 اللہ تعالی دروغ وبہتان سے پاک ہے شیعہ اسکے خلاف ہیں 8 نماز پنجگانہ کے بعد کبار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعن پر لعنت العیاذ باللہ واجب قرار دیتے ہیں 9 شراب حرام ہے۔ لیکن شیعہ انکو پاک کہتے ہیں 10 اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے امامیہ اسکے خلاف ہیں 11 اللہ تعالی پر کچھ واجب نہیں ہے شیعہ اسکے خلاف ہیں 12 شیعہ امناوام سائرالامہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنھا پر تہمت لگاتے ہیں 13 اثناء عشریہ کا اس پر اجماع ہے کہ احادیث کا پورہ ذخیرہ چار کتابوں پر تقسیم ہے اور انکو وہ اصح الکتب کہتے ہیں جو اصول اربعہ کے نام سے مشہور ہے وہ یہ ہیں کافی۔ من لا یحضرہ الفقیہ ۔ تہذیب ۔ استبصار

لہذا ہماری معلومات کے مطابق اثناء عشریہ کے عقائد کے بناء پر قرآن پاک کا مشترکہ ترجمہ پڑھنا یا شائع کرنا اور اسے نصاب کا حصہ بنانا بظاہر اس کام کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اگرچہ متن اور ترجمہ اہلسنت کے عقائد کے مطابق کیوں نہ ہو چودہ (14) سوسال سے اہلسنت والجماعت یہ خدمت بخوبی سرانجام دے رہے ہیں اب اس نئے پالش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے البتہ فوائد کے بجائے نقصانات زیادہ ہیں

Scanned with CamScanner

جب کوئی معصوم سے بچے کانظراس منحوس کے تقریظ ودستخط پرپڑجانے توکیااسکااثرذہن میں نہیں ہوگااور عوام اس تقریظ ودستخط کرنے سے تذبذب کاشکار نہیں ہوں گے

قال فی صحیح المسلم: ج1/باب فضائل صحابہ البشری

عن أبی سعیدالخدری رضی اللہ تعالی عنہ قال :قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتسبوا أصحابی فلو أن أحدکم أنفق مثل أحدذھباما بلغ مداحدھم ولانصیفہ

وکذافی الھندیہ: ج2/ص264/رشیدیہ

من أنکر امامۃ أبی بکرالصدیق رضی اللہ تعالی عنہ فھوکافروعلی قول بعضھم ھو مبتدع ولیس بکافروالصحیح أنہ کافروکذامن انکرخلافۃ عمررضی اللہ تعالی عنہ فی أصح الاقوال کذافی الظھریہ

وکذافی خلاصۃ الفتاوی: ج1/ص381/رشیدیہ

الرافضی ان کان یسبہ ویلعنھما فھوکافر

وکذافی التاتارخانیہ: ج7/ص364/رشیدیہ

وبقولھم أن جبرئیل

غلط فی الوحی الی محمدصلی اللہ علیہ وسلم دون علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ وھؤلاء قوم خارجون عن ملۃ الاسلام و أحکامھم أحکام الرتدین

وکذافی الشامیۃ: ج4/ص237/سعید

لاشک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃ رضی اللہ تعالی عنھاأوانکرصحبۃ الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ أواعتقدالألوھیۃ فی علی أو ان جبرئیل غلط فی الوحی اونحوذالک من الکفرالصریح المخالف للقرآن

وکذافی تحفۃ اثناء عشریہ: ص/228/309/494

واللہ اعلم بالصواب

محب اللہ حقانی بن حاجی سعداللہ

CS Scanned with CamScanner

دارالافتاء: جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

المؤرخہ: 1446/1/17ھ

2024/7/22ء

الجواب صحیح
[illegible]

الجواب صحیح
افضال احمد خان اسد
28/7/24

الجواب صحیح
بندہ محمد ناصح الدین
١٤٤٦/٢/٤
٢٠٢٤/٨/١٠

Scanned with CamScanner

شیعہ سنی متفقہ ترجمہ قران کے رد میں دارالعلوم معاذ بن جبل کراچی کا فتوی

Darul Uloom Muaaz Bin Jabal

دارالعلوم معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

بدعا مفتی اعظم پاکستان مفتی رفیع عثمانی رحمہ اللہ تعالی

زیر سرپرستی مفتی ڈاکٹر زبیر اشرف عثمانی دامت برکاتہم العالیہ

الحمدللہ یہ فتوی ڈی علم فاونڈیشن نامی ادارے کی قران کریم کے خلاف سازش پر ایک کاری اور موثر ضرب ہے اور ہر طرح کے ابہام و تفردات پر شافی جواب ہے۔

اہل حق علماء و عوام کسی ایسی سازش و ترجمہ کو قبول نہیں کریں گے۔جس میں وہ گروہ بھی شامل ہو۔جس کے بنیادی عقائد و کتب تحریف قران، ختم نبوت پر ابہام اور تکفیر صحابہ رضی اللہ عنہم سے پُر ہوں۔

یہ پیغام علماء کرام اور مشائخ عظام تک پہنچا کر دفاع قران میں اپنا حصہ ملائیں

شیعہ سنی متفقہ ترجمہ قران

THE ILM FOUNDATION

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیعہ سنی متفقہ ترجمہ قران کے رد میں دار العلوم معاذ بن جبل کراچی کا فتوی

الجواب حامداً و مصلیاً

واضح رہے کہ اہل سنت والجماعت کے جید علمائے کرام نے ہر دور میں قرآن کریم کے الفاظ و معانی کی جو خدمت سرانجام دی ہے وہ ہر ایک پر واضح ہے خاص کر قرآن کریم کے ترجمے کا کام جو دنیا کی اکثر زبانوں میں ہو چکا ہے اور با قاعدہ ترجمے شائع بھی ہو گئے ہیں جس کے قابل اعتماد ہونے پر امت کا اتفاق واتحاد ہے ،لہذا ان تراجم کے ہوتے ہوئے" دی علم فاونڈیشن" (the ilm foundation) کا نئے سرے سے اہلِ سنت و اہل تشیع کے متفقہ ترجمہ کے طور پر مطالعہ قرآن کریم کے نام سے شائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ مذکورہ کتاب (مطالعہ قرآن کریم) حسب ذیل وجوہ کی بناء پر شائع اور رائج کرنے کے لیے مناسب نہیں ہے:

1: اس ترجمہ کے شائع کرنے سے اہلِ سنت والجماعت کے مستند اور متفقہ تراجم کا بغیر کسی خاص سبب کے چھوڑ نا لازم آئے گا۔

2: اہل سنت والجماعت کے مستند کتب تفسیر و حدیث کے ہوتے ہوئے اہلِ تشیع وغیرہ کی کتابوں کا حوالہ پیش کرنے سے ان کی غیر مستند کتب کی تشہیر بھی ہو جاتی ہے۔

3: ہماری معلومات کے مطابق اہلِ سنت کے حضرات علمائے کرام سے صرف ترجمہ پر تقاریظ اور تعریفی کلمات لیے گئے تھے مذکورہ ادارے نے بعد میں اپنی طرف سے کتب غیر معتبرہ کے حوالے لگائیں جو دھوکہ دہی اور فریب ہے۔

4: اس نصاب کے پڑھانے سے اصلاح کے بجائے نقصان کا قوی اندیشہ ہے کیوں کہ اہلِ سنت والجماعت اور اثناء عشریہ کے درمیان اختلاف اصول و فروع دونوں میں ہے جبکہ اس سے یہ تاثر دیا جارہا ہے کہ ان کے اندر کوئی اختلاف نہیں ہے حالانکہ یہ بات ظاہر کے بالکل خلاف و بے بنیاد ہے۔

5: اس نصاب میں ورک شیٹس بھی دی جاتی ہے جس کو بچوں اور بچیوں سے حل کروایا جاتا ہے اور اس میں اہلِ تشیع وغیرہ کے کتب کی حوالے بھی شامل ہوتے ہیں جو عملی طور پر ان کے مذہب کی تصدیق و توثیق کے مترادف ہے۔

6: اس کتاب کے شائع کرنے سے اہل سنت والجماعت سے وابستہ حضرات کے تشویش و تذبذب میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے کیونکہ کئی صدیوں سے اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ اہل تشیع سے مختلف رہا ہے۔

7: اس مشترکہ ترجمہ کے شائع کرنے کی کوئی خاص ضرورت اور باعث بھی موجود نہیں ہے کیونکہ اہلِ سنت

والجماعت کا متفقہ صحیح اور درست ترجمہ اردو زبان کے علاوہ بھی کئی زبانوں میں موجود و محفوظ ہے۔

8: اس کتاب کے شاملِ نصاب ہونے سے اہلِ سنت والجماعت کے بچوں اور بچیوں میں اہل تشیع حضرات کے عقائد اور اعمال و افعال ایک جیسے معلوم ہونگے جس سے خلطِ مذہب کا اندیشہ ہے۔

لہٰذا مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر ہماری رائے میں دی علم فاونڈیشن (the ilm foundation) کا متفقہ اور مشترکہ ترجمہ کے طور پر کتاب بنام مطالعہ قرآن کریم شائع کرنے کی بظاہر کوئی ضرورت نہیں ہے کہ اس کو باقاعدہ اسکول، کالج وغیرہ میں شاملِ نصاب کرکے پڑھایا جائے بلکہ مذکورہ بالا وجوہات کی وجہ سے اس کو ترک کرنا بہتر ہے (ماخذہ: فتاوی دار العلوم دیوبند، فتوی نمبر: 629846 بتصرف) واللہ اعلم بالصواب

بندہ فواد اللہ کتوزوی غفر اللہ لہ

دار الافتاء دار العلوم معاذ بن جبل کراچی

27/ رجب المرجب/ 1446ھ

28/ جنوری/ 2025ء

الجواب صحیح
بندہ نصیر الحق عفی عنہ
۲۷/ رجب ۱۴۴۶ھ

الجواب صحیح
ظہیر الدین
۲۷/ ۷/ ۱۴۴۶ھ

دار الافتاء
فتوی نمبر ۱۲۸۹

شیعہ سنی متفقہ ترجمہ قرآن کے رد میں دار العلوم معاذ بن جبل کراچی کا فتوی

سنی شیعہ متفقہ ترجمہ قرآن کی واضح اور دو ٹوک تردید

فتویٰ

جامعہ اسلامیہ کلفٹن، کراچی کا

اہل سنت و اہل تشیع کے نظریات میں زمین و آسمان کا فرق ہے

اہل تشیع کتب ہمارے یعنی اہل سنت کے نزدیک معتبر نہیں اور نہ مطالعہ کی اجازت ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مذاہب کی کتب کے مطالعہ سے منع فرمایا ہے

جس طرح تورات و انجیل کا مطالعہ منع ہے ،اسی طرح ایسا نصاب مرتب کرنا اور پڑھنا ممنوع ہے۔جس میں اہل تشیع کتب کا سہارا لیا گیا ہو

مذکورہ ادارے علم فاونڈیشن کا غیر اہلسنت کتابوں کا سہارا لینا ان مسالک کو تقویت پہنچانے کے مترادف ہے۔

THE ILM FOUNDATION

اس پیغام کو آگے پہنچا کر تحریک دفاع قران میں حصہ ملائیے

الجواب حامداً و مصلیاً

یاد رہے کہ اہلسنت والجماعت اور مسلک اہل التشیع دو مختلف مکاتبِ فکر ہیں

جن کے اصول ایک دوسرے سے بالکل جداگانہ ہیں، اسی طرح دونوں کی کتب بھی کافی

مختلف ہیں، یہ اختلاف صرف چند مسائل کا اختلاف نہیں بلکہ دونوں کے نظریات

میں زمین و آسمان کا فرق ہے، اس لیے اہل التشیع مسلک کی کتب اہلسنت والجماعت

کے ہاں کتبِ معتبرہ میں شامل نہیں ہیں، اور کتبِ غیر معتبرہ کے مطالعے سے ہمیں منع

کیا گیا ہے، چنانچہ مشکاۃ المصابیح کی ایک لمبی حدیث ہے جس کا مفہوم ہے:

"ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تورات کا ایک نسخہ لائے اور فرمایا

کہ اللہ کے رسول یہ تورات کا نسخہ ہے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ

=

نے اسے پڑھنا شروع کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہو رہا تھا... (اس حدیث کے آخر میں ہے) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے، اگر موسیٰ بھی آپ لوگوں کے پاس آجائے اور تم لوگ ان کی اتباع کرنے لگو اور مجھے چھوڑ دو تو تم سیدھے راہ سے گمراہ ہو جاؤ گے، اور اگر وہ زندہ ہوتے اور میری نبوت کو پاتے تو وہ ضرور میری اتباع کرتے۔ (الحدیث)

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ تورات وانجیل جو کتب سماویہ ہیں لیکن تحریف کی بنا پر وہ غیر معتبر ہیں اور ان کا مطالعہ طلب ہدایت وغیرہ کی غرض سے منع ہے، اس لیے ہمارے خیال میں ایسا نصاب مرتب کرنا جس میں مسلک اہل تشیع کی کتب کا کسی طرح کا سہارا لیا گیا ہو (قطع نظر اس سے کہ اس کا ترجمہ اور مضامین کیسے ہیں کیونکہ اسے پڑھنا وقت طلب کام ہے جو کہ مشکل ہے) درست عمل نہیں ہے کیونکہ اس سے پڑھنے والوں کے اذہان میں ان کتب کے معتبر ہونے کا خیال جنم لے گا جو کہ اہلسنت کے اصولوں سے یکسر مخالف ہیں، لہٰذا مذکورہ ادارے کو ترجمہ قرآن میں مسلک غیر اہلسنت کی کتب کا سہارا لینا ان مسالک کو تقویت پہنچانے کے مترادف ہے، ایسی کتابوں کا پڑھنا جیسے تورات، زبور، انجیل اور تالمود کی کتب میں سے تمام اہل بدعت کی کتابیں صرف ان علماء کو پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے جو تنقید و تحقیق کی غرض سے انہیں پڑھتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

عن جابر أن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ أتى رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنسخة من التوراة فقال: یا رسول اللہ هذه نسخة من التوراة فسكت فجعل يقرأ ... الحديث

(مشكوة المصابيح، كتاب الايمان ۱/۳۲، ط: رحمانية)

واختار سيدي عبد الغني ما في الخلاصة، وأطال في تحريره، ثم قال: وقد نهينا عن النظر في شيء منها سواء نقلها الينا الكفار أو من أسلم منهم

(شامی، کتاب الطهارة ۱/۱۷۵، ط: دار الفکر)

کتبہ: نصیر احمد
۲۹/۵/۲۵

جامعہ اسلامیہ کلفٹن
دار الافتاء
5373321

الجواب صحیح
30/5/25

شیعہ سنی متفقہ ترجمہ قران کے رد میں جامعہ دارالھدیٰ اسلام آباد کا فتویٰ

شیعہ اثناء عشریہ فرقہ جن کے کفریہ عقائد ہیں اور بنیادی عقیدہ تحریف قران کا ہے ان کو مشترکہ ترجمہ قران میں شامل کرنا درست نہیں۔ (فتوی)

شیعہ سنی متفقہ ترجمہ قران

علم فاونڈیشن کا تیار کردہ اس شیعہ سنی متفقہ ترجمہ کے مطالعہ سے

- عقائد و نظریات پر بُرا اثر پڑے گا
- اہل تشیع کے فاسد عقائد و نظریات سے لوگ متاثر ہوں گے
- عوام تذبذب و تشویش کا شکار ہوں گے
- کفر و اسلام کے درمیان تمیز ختم ہو جائے گی
- گمراہی کا سبب بنے گا

THE ILM FOUNDATION

اس پیغام کو علماء و عوام تک پہنچا کر دفاعِ قرآن میں اپنا کردار ادا کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

شیعوں کا اثنا عشریہ فرقہ جن کے کفریہ عقائد ہیں اور ان میں سے بنیادی عقیدہ ہی تحریف قرآن کا ہے، اور ان عقائد کی وجہ سے وہ بالاتفاق کافر ہیں، تو عام مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے مشترکہ ترجمہ قرآن میں ان کو شامل کرنا اور ان کی کتابوں کے حوالے اس میں ذکر کرنا درست نہیں ہے، ترجمہ والے قرآن کا متن اور ترجمہ چاہے اہل سنت کے عقائد و نظریات کے مطابق ہو، لیکن اس میں اگر مذکورہ شیعوں کی کتابوں کے حوالے ہونگے تو ان کو دیکھ کر عام مسلمان لوگ ان کتابوں کی طرف مراجعت کرینگے، جن کے مطالعہ سے ان کے عقائد و نظریات پر بُرا اثر پڑے گا، اور عوام تذبذب اور تشویش کے شکار ہوں گے، اور گمراہ اہل باطل کے خیالات وافکار کا مطالعہ ان کی گمراہی کا سبب بنے گا، بلکہ ان کی کتابوں کے حوالے مشترکہ ترجمہ قرآن میں شامل کرنا ان کفریات پر پردہ ڈالنے اور ان کی تکفیر سے زبان بندی کا سبب ہونے کی وجہ سے جس طرح شرعاً ممنوع ہے، اس طرح عرفاً بھی چونکہ انکی اصلیت کی وجہ سے انکے ساتھ عوام کے دلوں میں خالص اللہ تعالیٰ کے لئے جو اعتقادی بغض ہے وہ ختم ہو جائے گا، اور اہل تشیع کے فاسد عقائد و نظریات سے لوگ متاثر ہوں گے، اور اس طرح اہل اسلام اور اس باطل فرقے کے درمیان اسلام اور کفر کی تمیز بھی ختم ہو جائے گی، اور یہ ان کے کفریات اور تحریفات کے قابل اعتناء ہونے کا کامیاب ذریعہ بنے گا، لہٰذا ان وجوہات کی وجہ سے مذکورہ ترجمہ والے قرآن کی تشہیر سے مکمل اجتناب کرنا اور اپنی مقدور بھر کوشش کر کے اس کو طبع ونشر سے روکنا لازم ہے۔

فی احکام القرآن (53/2) قدیمی کتب خانہ:

قولہ تعالی: (یؤمنون باللہ والیوم الآخر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر)...فی الأیۃ المتقدمۃ، وقدبینامادل علیہ القرآن من وجوب الامربالمعروف والنھی عن المنکرفان قیل:فھل تجب ازالۃالمنکرمن طریق اعتقادالمزاھب الفاسدۃعلی وجہ التاویل کماوجب فی سائر المناکیرمن الافعال؟قیل لہ:ھذاعلی وجھین:من کان منھم داعیاالی مقالتہ فیضل الناس بشبھتہ فانہ تجب ازالتہ عن ذالک بماامکن۔

وفی معارف القرآن (23/7) ادارۃ المعارف:

(جاری ہے)

اس زمانے میں بیشتر نوجوان۔۔۔۔۔ نقش۔۔۔۔۔اسی طرح گمراہ اہل باطل کے خیالات کا مطالعہ بھی عوام کے لئے گمراہی کا سبب ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، راسخ العلم علماء ان کے جواب کے لئے دیکھیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

دنی فتاوی بینات (178/1) مکتبہ بینات:

دوسرا فرقہ "اثنا عشریہ" جس کے عقائد کفریہ بالکل واضح اور ظاہر ہیں، حضرت مولانا منظور نعمانی دامت برکاتھم مدیر اعلی ماہنامہ "الفرقان" لکھنو کو اللہ جزائے خیر دے جنہوں نے فرقہ اثنا عشریہ کے عقائد کفریہ کی ان کی کتابوں سے نشان دہی فرمائی پھر ایک سوال مرتب فرمایا جس کا جواب مولانا حبیب الرحمن اعظمی دامت برکاتھم العالیہ نے تحریر فرمایا ہے اور فرقہ "اثنا عشریہ" کو کافر قرار دیا ہے۔

دنی فتاوی فریدیہ (237/1):

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ حکومت پاکستان کی وزارت تعلیم کی طرف سے مشترکہ ترجمہ قرآن مجید (شیعہ سنی) برائے اتحاد امت کیا جارہا ہے۔ چونکہ شیعہ قرآن کو محرف گردانتے ہیں۔ کیا ان کے ساتھ ترجمۃ القرآن جائز ہو سکتا ہے؟

الجواب: تحریف قرآن کا عقیدہ اہل تشیع کے ہاں مسلمات اور متواترات سے ہے۔ ان کی مشہور کتاب تفسیر صافی میں لکھا ہے المستفاد من مجموع هذه الاخبار وغیرہ۔۔۔بلکہ یہاں تک لکھتے ہیں کہ قرآن پاک میں سترہ ہزار آیات ہیں۔ کمافی اصول الکافی (ص 671) عن ابی عبدالله قال ان القرآن جاء به جبرئیل الی محمد سبعة عشر الف آیة۔ اگر کہیں شیعوں نے تحریف قرآن کا انکار کیا ہے تو وہ بھی تقیہ پر مبنی ہے۔ اور تقیہ ان کے ہاں اس قدر مؤکد ہے کہ اس کے بغیر کسی کو مسلمان نہیں کہتے۔۔۔۔۔پس یہ مشترکہ ترجمہ شیعہ کی کفریات

اور تحریفات کے قابل اعتناء ہونے کا کامیاب ذریعہ بنے گا ہر سنی پر اس کی مخالفت ضروری ہے۔

دنی فتاوی فریدیہ (239/1)

اہل اسلام کا اہل تشیع کے ساتھ مشترکہ ترجمہ اور تفسیر کرنا شرعاً، عرفاً، اور سیاستہً قبیح اور ممنوع ہے۔ شرعاً اس وجہ سے کہ یہ اقدام ان کی کفریات پر پردہ ڈالنا اور ان کی تکفیر سے زبان بندی ہے۔ حالانکہ پاکستانی اور ایرانی شیعوں میں مسلمان مفقود ہیں۔ اور عرفاً اس وجہ سے کہ عوام سے بغض نبی اللہ ختم ہو جائے گا اور اہل تشیع کے ایجنٹوں سے اور متاثر ہوں گے، اور سیاستہً اس وجہ سے کہ اب کلیدی اور بڑے بڑے عہدے تناسب سے زائد ان کے پاس ہیں۔ اور اس اقدام سے اکثر بلکہ تمام عہدوں پر یہ لوگ قابض ہو جائینگے۔

دنی فتاوی مفتی محمود (221/1)

سوال: چہ می فرمایند علماء دین ومفتیان شرع مبین آن فرق اثنا عشریہ کہ نظریات واعتقادات شان علی حسب ذیل است۔

الاولی۔ کہ موجود قرآن مجید کامل و مکمل نیست بلکہ ایں صحیفہ عثمانی است وکامل در نزد امام مہدی میباشد وقتیکہ آن ظہور کند آن قرآن کامل را با خود می آورد وایں صحیفہ عثمانی میسازند وبدریا بیاندازد (2) کہ بعد از وفات حضور اکرم ﷺ تمام صحابہ مرتد شدند نعوذ باللہ من ذالک.........جواب: فرقہ شیعہ کہ او مختلف اند لہذا حکم کلی بہ تکفیر تمام فرق کردن مناسب نیست البتہ عقائد مذکورہ فی السوال موجب کفر اند ہر شخصے التزام ایں عقائد کند کافر گردد۔

دنی فتاوی حقانیہ (387/1)

سوال: شیعہ فرقہ اثناء عشریہ جو کہ بارہ اماموں کو مانتا ہے اور ان کے بارہ میں یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ مامور من اللہ مفترض الطاعۃ اور معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں اور یہ ان کے نزدیک بنیادی عقیدہ اور اصول دین میں سے ہے۔

الجواب: شیعوں کے مختلف فرقے ہیں، ان میں سے بعض صراحتاً ضروریاتِ دین کا انکار کرتے ہیں وہ تو کافر و مرتد ہیں۔۔۔

وفیہا ایضاً (ص386)

الجواب: شیعہ کے مختلف فرقے ہیں اور ہر فرقہ کے عقائد و نظریات ایک دوسرے سے جدا ہیں، اسی وجہ سے ان کی تکفیر میں سلفاً خلفاً اختلاف چلا آرہا ہے، البتہ ان میں سے جو فرقہ ضروریاتِ دین کا منکر ہو اس کی تکفیر میں کسی کو اختلاف نہیں۔ مثلاً جو گروہ سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا قائل ہے۔۔۔ جبریل علیہ السلام کے متعلق وحی لانے میں غلطی کا معتقد ہے یا قرآن کریم میں تغیر و تبدل کا قائل ہے تو اس فرقے کے کفر میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں اس سے تعلقات رکھنا۔۔۔ ناجائز ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ واللہ اعلم بالصواب

سید بہادر شاہ عفا اللہ عنہ

دار الافتاء جامعہ دار الھدیٰ اسلام آباد

1446/6/1ھ

الجواب صحیح
محمد قاسم عفا اللہ عنہ
١-٦-١٤٤٦ھ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم زکریا اسلام آباد کا

فتوی

سنی شیعہ متفقہ ترجمہ قران کا مرتب کرنا نہ شرعاً درست ہے نہ قانوناً

- اہل تشیع کی معتبر ترین کتب کے مطابق موجودہ قران کریم اصل نہیں کیونکہ اس میں تحریف کی گی ہے
- اہل تشیع کے مطابق اصل قران بارہویں امام کے پاس ہے اور اس میں ۷۰ ہزار آیات ہیں
- اہل تشیع موجودہ قران کریم کو نہیں مانتے۔ بلکہ اس کے منکر ہیں
- قران کریم کے ترجمہ و تفسیر میں اہل تشیع کی کتب کا حوالہ دینا یا شیعہ علماء کو قران کریم کا نصاب مرتب کرنے والے بورڈ میں شریک کرنا نہ شرعاً درست ہے نہ قانوناً
- قابل اعتراض ترجمہ پر بلا اجازت اکابرین کی تصدیقات چسپاں کرنا کھلی بددیانتی اور دھوکہ ہے
- اس حوالے سے ملک بھر کے جید علماء کرام اور اہلسنت عوام میں سخت تشویش پائی جاتی ہے

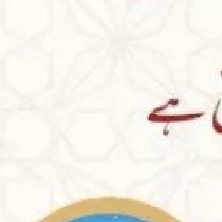

THE ILM FOUNDATION

فیضان نظر

محی السنۃ شفیق الامۃ حضرت جی مولانا محمد عزیز الرحمن ہزاروی نور اللہ مرقدہ

جامعہ دارالعلوم زکریا اسلام آباد

بستی انوارِ مدینہ، ڈی-15، ترنول، اسلام آباد، پاکستان

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام درج ذیل مسئلے میں کہ ایک تعلیمی ادارے "دی علم فاؤنڈیشن" نے مطالعہ قرآن حکیم کے نام سے صوبہ کے پی کے اور بعض دیگر عصری تعلیمی اداروں کے لئے نصاب تیار کیا ہے۔ اس ترجمہ قرآن حکیم میں اہل تشیع کی کتب کے حوالہ جات اور شیعہ اثنا عشریہ کے مذہبی رہنماؤں کی تصدیقات شامل ہیں۔ نیز اس بات پر زیادہ تعجب اور تشویش پائی جاتی ہے کہ ایسے متنازعہ نصاب پر ہمارے اکابر کی تصدیق و توثیق بھی درج ہے۔ کیا یہ ترجمہ شرعاً قابل قبول ہے؟ اگر نہیں تو ہمارے اکابر نے اس پر کیسے تصدیق فرمائی۔؟

المستفتی: امداد اللہ، اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب ومنہ الصدق والصواب

اہل تشیع کی معتبر ترین کتب جن پر شیعہ مذہب کی بنیاد ہے، ان سب میں واضح الفاظ میں درج ہے کہ موجودہ قرآن کریم اصل قرآن نہیں ہے کیونکہ اس میں تحریف کی گئی ہے۔ مذہب اہل تشیع کے مطابق اصل قرآن وہ ہے جو بارہویں امام کے پاس ہے۔ ان کے عقیدہ کے مطابق بارہواں امام ایک غار میں ہے جو تاحال روپوش ہے۔ مزید یہ کہ اصل قرآن 70 ہزار آیات پر مشتمل ہے، جبکہ موجودہ قرآن کریم اس کا دسواں حصہ بھی نہیں بنتا۔

جب یہ بات بالکل واضح ہے کہ اہل تشیع موجودہ قرآن کریم کو نہیں مانتے، بلکہ اس کے منکر ہیں، تو پھر مطالعہ قرآن حکیم میں ان کی کتب کا حوالہ دینا یا شیعہ علماء کو ایسے بورڈ میں شامل کرنا جو سنی طلبہ و طلبات کے لئے قرآن کریم کا نصاب مرتب کرے، نہایت افسوس اور حیرت کی بات ہے اور یہ نہ شرعاً درست ہے نہ قانوناً۔

ہماری معلومات کے مطابق "دی علم فاؤنڈیشن" نے 2017ء میں مطالعہ قرآن حکیم کا جو مسودہ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب اور دیگر اکابر کے سامنے پیش کیا تھا، اس میں کوئی قابل اعتراض مواد شامل نہیں تھا۔ اس لئے ان حضرات نے اس پر تصدیقات لکھ کر توثیق کر دی تھی۔ 2019ء میں جب دوبارہ اس کی چھپائی ہوئی تو اس میں بہت ساری ایسی چیزیں بھی شامل کر لی گئیں، جو اہل سنت والجماعت کے متفقہ عقائد و نظریات کے خلاف ہیں۔ اس قابل اعتراض ترجمہ پر بلا اجازت اکابر کی تصدیقات چسپاں کرنا کھلی بددیانتی اور دھوکہ و فریب ہے۔ یہ مسئلہ نہایت حساس نوعیت کا ہے، ملک بھر کے جید علماء کرام اور اہلسنت عوام میں اس حوالے سے سخت تشویش پائی جاتی ہے۔ لہذا "دی علم فاؤنڈیشن" کے ذمہ داران فی الفور اس پر کارروائی کریں۔ اہل سنت کے تعلیمی اداروں کے لئے جو مطالعہ قرآن حکیم مرتب کیا گیا ہے، اس سے شیعہ کتب کے حوالہ جات اور دیگر تمام قابل اعتراض مواد ختم کر کے از سر نو اکابر علماء کرام کی تصدیق و توثیق کے بعد شائع کیا جائے۔

من جحد القرآن ای کلہ او سورۃ منہ او آیۃ قلت وکذا کلمۃ او قراءۃ متواترۃ او زعم انہا لیست من کلام اللہ تعالیٰ کفر۔ (الفقہ الاکبر ۱٦۸، قدیمی کتب خانہ)

وبقولهم ان جبرئیل علیه السلام غلط فی الوحی الی محمد ﷺ دون علی بن ابی طالب وهولاء القوم الخارجون عن ملة الاسلام واحكامهم احكام المرتدین كذا فی الظهیرية۔ (عالمگیری ۵۵۱ جلد ۲ موجبات الکفر)

اذا انكر الرجل آية من القرآن اوتسخر بآية من القرآن وفی الخزانة او عاب كفر كذا فی التاتر خانیة۔ (عالمگیری ۵۵۲ جلد ۳)

نعم لا شک فی تكفير من قذف السيدة عائشة او انكر صحبة الصديق او اعتقد الالوهية فی علی او ان جبرئیل علیه السلام غلط فی الوحی او نحو ذلک من الكفر الصريح المخالف للقرآن ولكن لو تاب تقبل توبته هذا خلاصة ما حررناه فی كتابنا۔ (رد المحتار علی الدر المختار ۳۶۴ جلد ۶ رشیدیه)

تحریف قرآن پر اہل تشیع کی کتب سے چند حوالہ جات

عن ابی عبد الله فی قوله ،ومن يطع الله ورسوله فی ولاية علی والائمة من بعدهم فقد فاز فوزا عظيما،هكذا نزلت(تفسیر القمی ج۲،ص۸۳۷،مؤسسة الامام الهدی)

عن عبد الله بن سنان عن ابی عبد الله علیه السلام فی قوله ولقد عهدنا الی آدم من قبل كلمات فی محمد وعلی وفاطمة والحسن والحسین والائمة علیهم السلام من ذريتهم فنسی هكذا والله نزلت علی محمد ﷺ۔(الكافی،ج۱،ص۴۱۶،دار الكتب الاسلامية تهران)

عن محمد بن سنان عن الرضا علیه السلام فی قول الله عزوجل كبر علی المشركين بولاية علی ما تدعوهم اليه يا محمد من ولاية علی هكذا فی الكتاب مخطوطة(الكافی،ج۱،ص۴۱۸،دار الكتب الاسلامية)

کتاب الاحتجاج للطبرسی کی ایک روایت میں باقاعدہ اس بات کا اقرار کیا گیا ہے کہ نعوذ باللہ قرآن کریم میں کمی کی گئی ہے۔ مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو۔

واما ظهورک علی تناکر قوله فان خفتم ان لا تقسطوا فی اليتامی فانكحوا ما طاب لكم من النساء وليس يشبه القسط فی اليتامی نكاح النساء ولا كل النساء أيتام فهو مما قدمت ذكره من اسقاط المنافقين من القرآن وبين القول فی اليتامی وبين نكاح النساء من الخطاب والقصص اكثر من ثلث القرآن وهذا وما اشبهه ما ظهرت حوادث المنافقين فيه لاهل النظر والتامل ووجد المعطلون واهل الملل المخالفة للاسلام مساغا الی القدح فی القرآن ولو شرحت لک كلما اسقط وحرف وبدل مما يجری هذا المجری لطال وظهر ما تحظر التقية اظهاره من مناقب الاولياء ومثالب الاعداء۔ الاحتجاج للطبرسی،ج۱،ص۳۷۷،مطبوعه دار النعمان)س

ثم اتی الوحی الی النبی ﷺ فقال سأل سائل بعذاب واقع للكافرين بولاية علی ليس له دافع من الله ذی المعارج قال قلت له جعلت فداک انا لا نقرأها هكذا فقال هكذا والله نزل بها جبريل علیه السلام علی محمد ﷺ وهكذا والله مثبت فی مصحف فاطمة علیها السلام۔ (اللوامع النورانية ص ۶۲۳ مکتبة المرتضویه ،ایران)

محمد عرفان

دار الافتاء جامعہ دار العلوم زکریا، اسلام آباد

30 جون 2025ء بمطابق 4 محرم الحرام 1447ھ

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح

۱۴/۱/۱۴۴۷ھ

دار الافتاء

۱۶۴۵

Connect with Quran
مطالعۂ قرآنِ حکیم
برائے طلباء وطالبات
THE ILM FOUNDATION
شیعہ سنی کا متفقہ قرآنی ترجمہ
Facebook: /TheILMFoundationTIF • Instagram: /theilmfoundationTIF • LinkedIn: /the-ilm-foundation

File: 11 1445 Ziqada Web-Email Urdu Print | Type: UID
SN : 438 | Date: 5-June-2024 | SQ

مراسلہ شعبۂ انٹرنیٹ و آن لائن فتاویٰ برائے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Darul Ifta, Darul Uloom Deoband

دار الافتاء دار العلوم دیوبند الہند

فتویٰ ID: 629846	

تاریخ مستفتی: 04/06/2024 تاریخ روانگی: 27/11/1445 مراسلہ ای میل: ۱۰۴۰۸ دستخط: [illegible]

کاروائی دفتر اہتمام:	دار الافتاء و شعبہ انٹرنیٹ! حسب ضابطہ کاروائی کریں۔ دستخط: [illegible] تاریخ: ۲۸/۱۱/۱۴۴۵	کاروائی دار الافتاء: تاریخ وصولیابی: ۲۸/۱۱/۴۵ھ ۱۲/۱۲/۴۵ھ دستخط: اندراج کنندہ: عبد السلیم اسکین کنندہ: ابو اللیث ۳/۱۲/۴۵ ؟	کاروائی شعبہ انٹرنیٹ: ترسیل جواب: ٹیکسٹ	اپلوڈنگ	PDF تاریخ و دستخط: ۱۲/۱۲/۴۵ھ

استفتاء نمبر: ۶/۱۲۳۴۶ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنوان: شیعہ سنی مشترک قران ترجمہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین بابت اس مسئلہ کے، کہ ہمارے اسلامک سینٹر میں کچھ افراد شیعہ اثناء عشری و اہل سنت کا مشترکہ ترجمہ قرآن کریم تیار کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور کچھ عربی دان و اسلامک اسٹڈیز کے ماہرین سے رابطہ بھی کر چکے ہیں اور مشاورت کر رہے ہیں۔ شریعت مطہرہ کی روشنی میں فرمائیں کہ کیا ایسا مشترکہ ترجمہ قرآن پڑھنا، شائع کرنا جائز ہوگا؟ اگرچہ متن، ترجمہ اہل سنت عقائد نظریات کے مطابق ہو اور نظر ثانی کرنے والے افراد بھی اہل سنت ہوں مگر کیا اثناء عشری تقریظ، دستخط اور حمایت کو نسخہ پر درج کرنے سے عوام تذبذب کا شکار نہیں ہوں گے؟

جواب نمبر: ۶/۲۰۱۵ تاریخ /۱۴۴۵ھ کتاب/باب: ما یتعلق بالقرآن الکریم

عنوان: شیعہ اور اہل سنت والجماعت کا مشترکہ ترجمۂ قرآن مجید (تنقیح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب وباللہ العصمۃ والتوفیق

حامداً ومصلیاً ومسلماً (۱) اسلامک سینٹر میں کچھ افراد اور میں کچھ افراد سے کون لوگ مراد ہیں علماء یا غیر علماء؟ (۲) شیعہ اثنا عشری اور اہل سنت والجماعت کا مشترکہ ترجمۂ قرآن تیار کرنے یا کروانے کی کیا ضرورت وحاجت درپیش ہے؟ (۳) جب ترجمہ بھی اہل سنت عقائد ونظریات کے مطابق ہوگا اور نظر ثانی کرنے والے افراد بھی اہل سنت والجماعت ہوں گے تو شیعہ اثنا عشری افراد اس میں کیا خدمت انجام دیں گے؟ نیز یہ مشترکہ ترجمہ کیوں کر ہوگا؟ ان امور کی صاف صحیح وضاحت کے ساتھ اسلامک سینٹر میں ذمہ دار علماء اہل سنت والجماعت کے قلم سے استفتاء لکھوا کر ←

بھیجنا چاہیے تھا اور جب تک مستند و معتبر مفتیان کرام کی طرف سے اجازت نہ ہو ہرگز اسلامک سینٹر کو اس قسم کا ترجمہ نہ چھپوانا چاہیے نہ تقسیم کرنا چاہیے بالخصوص عام مسلمانوں کے تشویش و تذبذب میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے تو اس سے سخت اجتناب کی ضرورت ہے فقط

واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

محمود حسن غفرلہ بلندشہری

دارالعلوم دیوبند

۰۳ — ۱۲ — ۱۴۴۵ھ

الموافق

۶ — ۲۰۲۴ء

یوم الاحد

الجواب صحیح

۱۲/۱۴۴۵ھ

وَاللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون

فتویٰ

شیعہ سنی متفقہ ترجمہ قرآن کی اشاعت، پڑھنا اور پڑھانا ناجائز و حرام ہے

مفتی احمد صادق ڈیسائی صاحب ۔ خلیفہ مسیح الامت مولانا محمد مسیح اللہ خان رحمہ اللہ

صدر۔ مجلس العلماء ساؤتھ افریقہ

اللہ تعالیٰ نے علمائے دیوبند کو یہ خاص اعزاز عطا فرمایا ہے کہ وہ دنیا کے کسی بھی کونے میں اسلام کے خلاف ہونے والی سازشوں اور باطل نظریات کی سرکوبی کے لیے ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔ اسی تناظر میں اکابر علمائے دیوبند جنوبی افریقہ کو روافض واہل سنت کے متفقہ ترجمہ قرآن کے عنوان سے کی جانے والی اسلام اور قرآن کریم کے خلاف سازش پر گہری تشویش ہے اور یہ فتویٰ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

شیعہ سنی متفقہ ترجمہ قران

THE ILM FOUNDATION

مجلس العلماء
جنوب افریقیا
Mujlisul Ulama of South Africa
(COUNCIL OF THEOLOGIANS)
P.O. Box 3393
Port Elizabeth, 6056
South Africa
Email: mujlisul.ulama@gmail.com

ASSALAMUALAIKUM
WARAHMATULLAAHI WABARAKATUHU

متفقہ ترجمہ قرآن ؟؟؟

متفقہ ترجمہ قرآن جو اسکولوں میں متعارف کرایا گیا ہے، یہ اسلام کو تباہ کرنے کے بین المذاہب سازش کا ایک اور حصہ ہے۔ شیعہ کفار جو قرآن مجید کی صحت کو مسترد کرتے ہیں اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی توہین کرتے ہیں ان کے درمیان اور مسلمانوں کے درمیان کبھی بھی مشترکہ بنیاد نہیں ہو سکتی، ۔ قرآن اور صحابہ کے بغیر اسلام کا وجود نہیں ہو سکتا۔ قرآن اور صحابہ اسلام کے دو انتہائی اہم اور بنیادی ستون ہیں۔

قرآن مجید جو صدیوں سے صحابہ کے دور سے منتقل ہوتا آیا ہے اس کے شیعہ نسخہ قرآن کو ساتھ ملا کر ایک متفقہ نسخہ بنانے کی کوشش، ، بالکل غلط، فریب آمیز اور باطل ہے۔ مسلمانوں اور شیعہ کے درمیان ایک ملا جلا نسخہ بنانا بالکل ناممکن ہے۔ قرآن میں شیعہ کے کسی بھی مفہوم یا تفسیر کو شامل کرنے کے لیے معمولی سی تبدیلی بھی کفر ہے اور قرآن شریف کی صحت کو شدید نقصان پہنچاتی ہے۔ لہٰذا، اس نام نہاد 'متفقہ' نسخہ کو باطل اور حرام قرار دیا جاتا ہے۔

کسی بھی مسلم اسکول کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اس باطل نسخہ کو پڑھائے جو سازشیوں نے تیار کیا ہے۔ والدین کے لیے یہ حرام ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ایسے اسکول بھیجیں جو اس باطل نسخہ کو پڑھاتے ہیں۔

قرآن کا ایک ایسا ملا جلا نسخہ بنانا نہ ممکن ہے اور نہ جائز ہے جو مسلمانوں اور شیعہ کے عقائد کو شامل کرے۔ متفقہ نسخہ مسلمانوں کے عقائد اور اعمال کو کمزور کرنے کی ایک چالاک کوشش ہے۔

جب مکہ کے مشرکین نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو توحید کے معاملے پر مصالحت کی پیشکش کی تھی، تو اسے سختی سے مسترد کر دیا گیا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مشرکین کی بین المذاہب تجویز کو رد کرتے ہوئے فرمایا:
"اگر وہ میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند رکھ دیں، تب بھی میں اس حکم (اللہ کے حکم) کو ترک نہیں کروں گا، یہاں تک کہ اللہ اسے غالب کر دے یا میں اس راہ میں فنا ہو جاؤں۔"

والسلام
اے۔ایس۔دسائی
مجلس العلماء ساؤتھ افریقہ

نیچے مزید جو اسکینز ہیں انکا تحریری جواب الگ سے لکھا مل سکتا آصف معاویہ نجیب بٹ سعد ناصر

ڈرتے۔ مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے کہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مردوں میں سے کسی کے حقیقی والد نہیں ہیں کیونکہ آپ ﷺ کے تینوں صاحب زادوں کا بچپن میں ہی انتقال ہو گیا تھا، لہٰذا آپ ﷺ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بھی والد نہیں ہیں اس لئے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی مطلقہ بیوی سے آپ ﷺ کے نکاح کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ آخر میں عقیدۂ ختم نبوت کا بیان ہے کہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ ﷻ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا۔

رکوع ۵: کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سچ نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور ایک آدمی سچ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ ﷻ کے ہاں بہت سچا لکھ دیا جاتا ہے اور یقیناً جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی (جہنم کی) آگ کی طرف لے جاتی ہے اور ایک آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے، حتیٰ کہ وہ اللہ ﷻ کے ہاں بہت بڑا جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔" (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت عبد اللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھ پر اسلام کے احکام بہت زیادہ ہیں مجھے ایسی چیز بتایئے جس کے ساتھ میں چمٹ جاؤں آپ ﷺ نے فرمایا "تمہاری زبان ہمیشہ اللہ ﷻ کے ذکر سے تر رہے۔" (جامع ترمذی)

۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ قیامت کے دن اللہ ﷻ کے نزدیک کس بندہ کا درجہ سب سے افضل ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "بکثرت اللہ ﷻ کا ذکر کرنے والے مردوں اور بکثرت اللہ ﷻ کا ذکر کرنے والی عورتوں کا" میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ان کا درجہ اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کرنے والوں سے بھی زیادہ ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر کوئی شخص کفار اور مشرکین سے جہاد کرے حتیٰ کہ وہ زخمی ہو کر خونم خون ہو جائے، تب بھی اللہ ﷻ کا بکثرت ذکر کرنے والوں کا درجہ اس سے زیادہ ہو گا۔" (جامع ترمذی، مسند احمد)

۴۔ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: "خدا کے نزدیک سب سے افضل عمل ذکرِ خدا ہے لیکن مراد سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ نہیں ہے بلکہ کسی بھی کام کو کرنے سے پہلے یہ دیکھیں کہ جائز ہے اسے بجالاؤں، ناجائز ہے کہ اسے ترک کروں۔" (بحار الانوار)

۵۔ حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت میں تیس بڑے جھوٹے پیدا ہوں گے، جن میں سے ہر ایک کا یہ دعویٰ ہو گا کہ وہ نبی ہے (معاذ اللہ)۔ حالانکہ میں خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔" (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

۶۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری پیروی کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔" (مسند احمد)

۷۔ حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں، تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔" (طبرانی)

۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس میں کوئی شک نہیں کہ رسالت و نبوت منقطع ہو چکی ہے، میرے بعد اب نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی رسول۔" (مسند احمد، جامع ترمذی)

(سورۃ النساء، آیات: ۴۹، ۵۰)

۱۵. اللہ ﷻ اور رسول اللہ ﷺ کی ہر حال میں اطاعت فرض ہے جب کہ صاحب اختیار لوگوں کی بات صرف جائز امور میں ہی مانی جائے گی۔

(سورۃ النساء، آیت: ۵۹) نوٹ: اہل تشیع کے نزدیک اولی الامر کا مصداق بارہ امام ہیں۔

نہیں تھے۔ آپ ﷺ اللہ ﷻ کے حضور میں عجز و نیاز کی تصویر بنے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کی عاجزی کا عالم یہ تھا کہ آپ ﷺ نے اللہ ﷻ کے حضور شکر سے سر جھکا رکھا تھا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کے بال مبارک کجاوے کی لکڑی کو چھو رہے تھے۔

خانہ کعبہ کی تطہیر

مکہ مکرمہ میں داخلہ کے بعد نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام ؓم کے ساتھ مسجد الحرام میں تشریف لائے۔ سواری پر ہی اس کا طواف کیا، آپ ﷺ نے حجر اَسود کو بوسہ دیا۔ آپ ﷺ کے دستِ مبارک میں ایک چھڑی تھی، اس وقت خانہ کعبہ کے گرد اور اس کی چھت پر تین سو ساٹھ (۳۶۰) بت نصب تھے۔ طواف کے دوران آپ ﷺ کعبہ کے صحن میں نصب بتوں کی طرف چھڑی سے اشارہ فرماتے گئے اور بت زمین بوس ہوتے چلے گئے۔ اس وقت آپ ﷺ کی زبان مبارک پر یہ آیت تھی۔ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا "حق آگیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹنے والا ہے۔"

(سورۂ بنی اسرائیل ۱۷، آیت نمبر ۸۱)

سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کا کعبہ کی چھت پر نصب بڑے بت کو پاش پاش کرنا

سیدنا علی المرتضیٰ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ شریف میں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "بیٹھ جاؤ" میں کعبہ کی ایک جانب بیٹھ گیا رسول اللہ ﷺ میرے کاندھوں پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: "اٹھو"۔ پس جب میں اٹھ کھڑا ہوا تو آپ ﷺ نے میری کمزوری کو محسوس کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیٹھ جاؤ" تو میں بیٹھ گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "اے علی! تم میرے کاندھوں پر آؤ"۔ پس میں نے حکم کی تعمیل کی۔ پھر جب آپ ﷺ مجھے لے کر اُٹھے تو یوں محسوس ہوا اگر میں چاہوں تو آسمان کے کناروں کو چھو لوں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: "اے علی! تم خود کو کہاں پاتے ہو؟" عرض کیا حضور ﷺ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پردے کھل چکے ہیں اور میرا سر عرش کے کناروں تک پہنچا ہوا ہے اگر ہاتھ بڑھاؤں تو ہر چیز میرے ہاتھ میں آجائے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے علی! تمہارا وقت کتنا مبارک ہے کہ تم کارِ حق ادا کر رہے ہو اور میرا حال کتنا مبارک ہے کہ میں بارِ حق اٹھائے ہوئے ہوں۔" پس میں کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا اور رسول اللہ ﷺ ایک طرف ہو گئے۔ بیت اللہ کی چھت پر بہت بڑا بت نصب تھا آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے بڑے بت کو گرا دو۔ وہ تانبے کا بنا ہوا تھا اور لوہے کی کیلوں سے زمین میں گڑا ہوا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس کا بندوبست کرو اور مزید فرمایا: ہاں ہاں اچھی طرح۔ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا"۔ پس میں نے اس کا اچھی طرح کام تمام کر دیا۔

(مسند احمد، مدارج النبوۃ)

خانۂ کعبہ کے اندر داخلہ اور حضرت عثمان بن طلحہ ؓ کے لئے سعادت

خانہ کعبہ کی کنجی حضرت عثمان بن طلحہ ؓ کے پاس تھی۔ ان سے کنجی لے کر رسول اللہ ﷺ کے لئے خانہ کعبہ کا دروازہ کھولا گیا تھا۔ اس موقع پر بعض صحابہ کرام ؓم نے یہ خواہش ظاہر کی کہ خانہ کعبہ کی چابیاں رکھنے کا شرف انہیں مل جائے۔ چنانچہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے خانہ کعبہ کی چابیاں رکھنے کی درخواست بھی کی۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: "حضرت عثمان بن طلحہ ؓ کہاں ہیں؟" انہیں بلایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "عثمان! یہ لو اپنی کنجی آج کا دن نیکی اور وفاداری کا دن ہے۔" اس طرح حضور ﷺ نے جو کنجی حضرت عثمان بن طلحہ ؓ سے لی تھی انہیں واپس کر کے عظیم سعادت عطا فرمائی اور عزت و شرف سے نوازا۔ آپ ﷺ نے انہیں یہ بشارت دی کہ یہ چابی تمہاری نسل کے پاس ہی ہمیشہ رہے گی اور تم سے جو چھینے گا وہ ظالم ہو گا۔ اب چودہ صدیوں سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے، ابھی تک وہ بیت اللہ کی کنجیاں رکھنے کا شرف ان ہی کی نسل کو حاصل ہے اور آپ ﷺ

۱۰۔ اکثر انسان اپنی زندگی کے مختلف مراحل میں ایسی دلچسپیوں میں مشغول ہو جاتے ہیں جو انہیں ایمان کے تقاضوں کی ادائیگی سے غافل کر دیتی ہیں مثلاً بچپن میں کھیل کود، نوجوانی میں زیب و زینت، جوانی میں دوسروں سے آگے بڑھ جانے کا فخر اور بڑھاپے میں جمع کیئے ہوئے مال و اولاد پر کثرت کی ہَوس۔ ہمیں دنیا کی زندگی کے اس دھوکہ میں پڑ کر آخرت کو نہیں بھولنا چاہیئے۔ (سورۃ الحدید، آیت: ۲۰)

۱۱۔ سب سے اعلیٰ نعمت جس کے لئے بھرپور جدوجہد اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے وہ اللہ ﷻ کی طرف سے مغفرت اور جنت کا حصول ہے۔ جو اللہ ﷻ کا خاص فضل ہے اور وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ (سورۃ الحدید، آیت: ۲۱)

۱۲۔ ہمیں کسی نقصان پر بہت زیادہ غم نہیں کرنا چاہیئے بلکہ صبر کرنا چاہیئے کیونکہ جس نقصان کا ہونا مقدر ہو چکا ہو اس نقصان سے بچا نہیں جا سکتا اور جو نعمتیں اللہ ﷻ ہمیں عطا فرمائے ان پر اِترانا نہیں چاہیئے بلکہ شکر ادا کرنا چاہیئے کیونکہ ہر نعمت اللہ ﷻ کے فضل سے ملتی ہے اور وہ اللہ ﷻ کی طرف سے مقرر ہوتی ہے۔ (سورۃ الحدید، آیات: ۲۲، ۲۳)

۱۳۔ تمام رسولوں کو زمین پر بھیجنے اور ان کے ساتھ کتابوں کو نازل کرنے کا اصل مقصد ہی یہ تھا کہ لوگ عدل و انصاف کے نظام کو قائم کریں۔ یہ اسی صورت ممکن ہے کہ ہم آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے نظامِ عدل کے قیام کے لئے اپنی تمام صلاحیتیں صرف کریں اور اللہ ﷻ کی عطا کردہ کتاب اور شریعت کے نفاذ کی بھرپور کوشش کریں۔ (سورۃ الحدید، آیت: ۲۵)

۱۴۔ رہبانیت یعنی ترکِ دنیا کی روش دراصل دین کے تقاضوں کی ادائیگی سے فرار اختیار کرنے کی راہ ہے۔ یہود نے دنیا پرستی میں مبتلا ہو کر اللہ ﷻ کو ناراض کیا اور عیسائی ترکِ دنیا کی گمراہی میں پڑ گئے جبکہ دینِ اسلام کے احکامات فطرت کے عین مطابق ہیں اور غیر فطری پابندیوں اور انتہاؤں سے پاک ہیں۔ (سورۃ الحدید، آیت: ۲۷)

۱۵۔ اہل کتاب یہود و نصاریٰ کے لئے اللہ ﷻ کے فضل اور نجات کے حصول کا طریقہ یہ ہے کہ وہ خاتم الانبیاء، سید المرسلین سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر صدقِ دل سے ایمان لے آئیں۔ اس صورت میں اللہ ﷻ انہیں، سابقہ رسولوں اور موجودہ رسول نبی آخر الزماں ﷺ پر ایمان لانے کی وجہ سے، اپنی رحمت میں سے دُہرا حصہ عطا فرمائے گا اور آخرت میں انہیں نور اور مغفرت عطا فرمائے گا۔
(سورۃ الحدید، آیت: ۲۸)

ڈرتے۔ مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے کہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مَردوں میں سے کسی کے حقیقی والد نہیں ہیں کیونکہ آپ ﷺ کے تینوں صاحب زادوں کا بچپن میں ہی انتقال ہو گیا تھا، لہٰذا آپ ﷺ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بھی والد نہیں ہیں اس لئے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی مطلقہ بیوی سے آپ ﷺ کے نکاح کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ آخر میں عقیدۂ ختمِ نبوت کا بیان ہے کہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ ﷻ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا۔

رکوع ۵: کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامینِ نبوی ﷺ

۱۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سچ نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور ایک آدمی سچ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ ﷻ کے ہاں بہت سچا لکھ دیا جاتا ہے اور یقیناً جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی (جہنم کی) آگ کی طرف لے جاتی ہے اور ایک آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے، حتیٰ کہ وہ اللہ ﷻ کے ہاں بہت بڑا جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔" (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت عبد اللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھ پر اسلام کے احکام بہت زیادہ ہیں مجھے ایسی چیز بتائیے جس کے ساتھ میں چمٹ جاؤں آپ ﷺ نے فرمایا "تمہاری زبان ہمیشہ اللہ ﷻ کے ذکر سے تر رہے۔" (جامع ترمذی)

۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ قیامت کے دن اللہ ﷻ کے نزدیک کس بندہ کا درجہ سب سے افضل ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "بکثرت اللہ ﷻ کا ذکر کرنے والے مردوں اور بکثرت اللہ ﷻ کا ذکر کرنے والی عورتوں کا" میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ان کا درجہ اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کرنے والوں سے بھی زیادہ ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر کوئی شخص کفار اور مشرکین سے جہاد کرے حتیٰ کہ وہ زخمی ہو کر خونم خون ہو جائے، تب بھی اللہ ﷻ کا بکثرت ذکر کرنے والوں کا درجہ اس سے زیادہ ہو گا۔" (جامع ترمذی، مسند احمد)

۴۔ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: "خدا کے نزدیک سب سے افضل عمل ذکرِ خدا ہے لیکن مراد سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ نہیں ہے بلکہ کسی بھی کام کو کرنے سے پہلے یہ دیکھیں کہ جائز ہے اسے بجا لاؤں، ناجائز ہے کہ اسے ترک کروں۔" (بحار الانوار)

۵۔ حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت میں تیس بڑے جھوٹے پیدا ہوں گے، جن میں سے ہر ایک کا یہ دعویٰ ہو گا کہ وہ نبی ہے (معاذ اللہ)۔ حالانکہ میں خَاتَمُ النَّبِیِّیْن ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔" (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

۶۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری پیروی کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔" (مسند احمد)

۷۔ حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں، تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔" (طبرانی)

۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس میں کوئی شک نہیں کہ رسالت و نبوت منقطع ہو چکی ہے، میرے بعد اب نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی رسول۔" (مسند احمد، جامع ترمذی)

رکوع: ۴ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! بال کتروانے والوں کے لئے بھی (دعا کیجیے)؟ آپ ﷺ نے پھر دعا فرمائی: "اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم کر۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پھر عرض کیا: "اور بال کتروانے والوں کے لئے بھی؟" تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اور بال کتروانے والوں پر بھی (اے اللہ! رحم فرما)۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تین خصلتیں ایسی ہیں، جس شخص میں وہ ہوں گی، وہ ان کی بدولت ایمان کی لذت اور مٹھاس محسوس کرے گا۔ یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اس کے نزدیک ساری کائنات سے زیادہ محبوب ہوں اور یہ کہ وہ کسی آدمی سے صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے محبت رکھے اور یہ کہ وہ دوبارہ کفر میں لوٹنے کو، جب کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے اس سے بچالیا، اس طرح بُرا سمجھے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو وہ بُرا سمجھتا ہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۳۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم مومنوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحمت و محبت کا معاملہ کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ لطف و نرم خوئی میں ایک جسم کی مانند پاؤ گے کہ جب جسم کا کوئی ایک حصّہ تکلیف میں ہوتا ہے تو سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے، اس طرح کہ نیند اڑ جاتی ہے اور جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۴۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے زمانے کے لوگ سب سے اچھے ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد [illegible]" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

(صحابہ کرام رضی اللہ عنہم: جو ایمان کی حالت میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ تابعین کرام رحمۃ اللہ علیہم: جنہوں نے حالتِ ایمان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی اور اتباع بھی کی۔ تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم: جنہوں نے حالتِ ایمان میں تابعین کرام رحمۃ اللہ علیہم کی زیارت بھی کی اور اتباع بھی کی۔)

۵۔ [illegible] صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو بُرا نہ کہو۔ اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو ان (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کے تین پاؤ یا اس سے نصف (خرچ کیئے ہوئے) اناج کے اجر کو بھی نہیں پا سکتا۔" (صحیح مسلم)

۶۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں مُحمّد اور اَحمد ہوں اور میں مُقَفّی (عاقب۔ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو) اور حَاشِر ہوں، میں نَبِیُّ التَّوْبَۃ اور نَبِیُّ الرَّحْمَۃ بھی ہوں۔" (صحیح مسلم)

۷۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے پانچ نام ہیں، میں "مُحمّد" بھی ہوں، میرا نام "اَحمد" بھی ہے، میرا نام "مَاحِی" بھی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ میرے ذریعہ سے کفر کو ملیامیٹ کردے گا، میں "حَاشِر" بھی ہوں کہ (قیامت کے دن) تمام انسانوں کا حشر میرے نقش قدم پر ہوگا اور میں "عَاقِب" ہوں کہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

چکر کاٹتے تھے۔ عَمرو بِن عَبدِ وَدّ عرب کا مشہور شہ زور (پہلوان) تھا اور اس کی دہشت سے لوگ کانپتے تھے۔

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جرأت و بہادری

عَمرو بِن عَبدِ وَدّ اپنی فوج کی صف سے باہر نکلا اور لشکرِ اسلام کو للکار کر جنت کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ "اے جنت کے دعویدارو! کہاں ہو؟ کیا کوئی ہے جسے میں جنت کو روانہ کر دوں یا وہ مجھے دوزخ میں بھیج دے؟" اور اپنی بات کی تکرار کرتا رہا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "کوئی ہے جو اس کے شر کو ہمارے سروں سے دور کرے؟" اتنے طاقتور اور شہ زور کے مقابلہ کے لئے سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آمادگی ظاہر کی۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو اجازت نہ دی اور دوسری اور پھر تیسری دفعہ پوچھا۔ تینوں دفعہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی تیار ہوئے۔ حضور نبی

کریم ﷺ نے انہیں اپنا عمامہ اور تلوار عطا فرمائی اور فرمایا کہ "کُل ایمان کُل کفر کے مقابلہ پر جا رہا ہے" سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میدان میں اترے انہوں نے اسے اسلام کی دعوت دی لیکن جب وہ نہ مانا تو سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اب میری تلوار تیرا سر قلم کرے۔ ایک سخت جنگ جس میں گرد و غبار چھا گیا تھا اس میں نعرۂ تکبیر کی آواز آئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اللہ کی قسم! علی نے اسے قتل کر دیا ہے۔" عمرو بن عبد ود کے قتل کی دہشت اتنی تھی کہ اس کے باقی ساتھی فوراً فرار ہونے لگے ان میں سے نوفل بن عبد اللہ فرار ہوتے وقت خندق میں گر گیا سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نیچے اتر کر اسے بھی قتل کر دیا۔

کرنے کا یہ شدید نقصان بیان کیا گیا ہے کہ کہیں ان کے دامِ محبت میں پھنس کر ایک مسلمان اپنے ایمان کی دولت سے محروم ہو کر آخرت کے عذاب کا مستحق نہ ہو جائے۔

رکوع: ۱ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر (نوکدار دانتوں والے) درندے اور ہر پنجے (میں پکڑ کر کھانے) والے پرندے کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۲۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم اپنے کتے کو (شکار پر) بھیجو تو اس پر اللہ ﷻ کا نام لو اور اگر وہ تمہارے لئے پکڑے اور تم اسے زندہ پالو تو اسے ذبح کر لو اور اگر تم اسے پاؤ کہ اس نے اسے قتل کر دیا ہے لیکن اسے خود نہیں کھایا تو پھر تم اسے کھالو، کیونکہ کتے کا اسے پکڑنا ہی اسے ذبح کرنا ہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہمارے لئے دو خون اور دو مردار حلال قرار دے دیئے گئے ہیں، دو مُرداروں سے مراد مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خونوں سے مراد جگر اور کلیجی ہیں۔" (مسند احمد)

۴۔ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اللہ ﷻ کے راستہ میں کسی جہاد کرنے والے کو جہاد کا سامان تیار کر کے دیا، بلاشبہ اس نے خود جہاد کیا اور جو شخص جہاد کرنے والے کا اس کے گھر میں بھلائی کے ساتھ اس کا جانشین بنا، یقیناً اس نے (بھی) جہاد کیا۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اس زمانہ کا (یعنی اب سے قیامت تک) کوئی یہودی ہو یا نصرانی (یا کوئی اور دین والا) میرے متعلق سنے اور میری لائی ہوئی شریعت پر ایمان لائے بغیر مر جائے، تو وہ دوزخی ہے۔" (صحیح مسلم)

رکوع: ۲ (آیات: ۶ تا ۱۱)

جسم کی طہارت کے لئے وضو، غسل اور تیمّم کے احکام بیان ہوئے ہیں۔ وضو کے چار فرائض: چہرہ دھونے، کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونے، سر کا مسح کرنے اور دونوں پاؤں دھونے کا ذکر ہے (فقہ جعفریہ کے مطابق پاؤں کا مسح لازمی ہے)۔ جنابت کی حالت میں لازمی غسل کرنے کا حکم ہے البتہ جب وضو یا غسل کے لئے پانی میسر نہ ہو یا کوئی ایسا عذر پیش آ جائے کہ پانی استعمال نہ کر سکتا ہو اور طہارت حاصل کرنا بھی ضروری ہو تو ایسی صورت میں پاک صاف مٹی سے تیمّم کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ طہارت کے ان احکام کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان پاکیزگی حاصل کریں اس طرح وہ ہر ظاہری و باطنی گندگیوں اور بیماریوں سے محفوظ رہیں گے۔ مسلمانوں کو اللہ ﷻ کی نعمتوں کی یاد دہانی کرائی گئی ہے اور اللہ ﷻ کے ساتھ کئے ہوئے عہد و پیمان کی پابندی کرنے اور اللہ ﷻ سے ڈرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ نیز عدل و انصاف کی تلقین کی گئی ہے کہ ہر حال میں انصاف پر قائم رہیں اور انصاف کے ساتھ گواہی دیں۔ کسی قوم کی دشمنی انہیں ناانصافی پر آمادہ نہ کرے۔ عدل و انصاف سے کام لینا صحیح راستہ ہے اور یہی تقویٰ کے بھی زیادہ قریب ہے۔ ایمان والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کے لئے اللہ ﷻ کی طرف سے مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ ہے۔ اس کے برعکس کفار اور اللہ ﷻ کی آیات کی

رکوع: ۲ (آیات: ۱۱ تا ۱۴)

وراثت کے احکام بیان ہوئے ہیں۔ پہلے اولاد کا وراثت میں حصہ بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ لڑکے کا حصہ لڑکی سے دوگنا ہوگا۔ اگر صرف دو لڑکیاں ہوں تو ان کا کل حصہ دو تہائی ہوگا اور ہر ایک کو ایک تہائی حصہ ملے گا۔ پھر لڑکیاں دو سے خواہ کتنی ہی زیادہ ہوں، ان کا مجموعی حصہ ترکے کا دو تہائی ہی رہے گا۔ باقی ایک تہائی دوسرے ورثاء کو ملے گا۔ اگر لڑکی ایک ہی ہو تو کل ترکے کا نصف حصہ اسے ملے گا اور باقی آدھے میں دوسرے ورثاء حصہ دار ہوں گے۔

نوٹ: فقہ جعفریہ کے مطابق تمام جائیداد بیٹیوں میں تقسیم ہوگی البتہ دو تہائی بطور فرض اور ایک تہائی بطور رد۔ باقی مرحوم کے بہن بھائی یا اجداد کی نوبت نہیں آئے گی اسی طرح ایک بیٹی زندہ ہو تو اسے تمام جائیداد ملے گی، نصف بطور فرض اور نصف بطور رد۔

میراث میں ماں باپ کے حصے کی تین صورتیں ہیں: پہلی صورت یہ ہے کہ اگر میت کی اولاد ہو تو ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر میت کی اولاد نہ ہو اور صرف ماں باپ ہی وارث ہوں اور اس کے بہن بھائی بھی نہ ہوں، تو ماں کو ایک تہائی اور باپ کو دو تہائی حصہ ملے گا۔ لیکن اگر دوسری صورت میں میت کے بھائی بہن بھی ہوں، تو ماں کو چھٹا حصہ اور باقی حصہ باپ کو ملے گا اور یہ میراث میں ماں باپ کے حصے کی تیسری صورت ہوگی۔ اس کے بعد میاں بیوی کا وراثت میں حصہ مقرر کیا گیا ہے۔ بیوی کے ترکہ میں سے خاوند کو میراث ملنے کی دو صورتیں ہیں۔ اگر بیوی کی کوئی اولاد نہ ہو، تو خاوند کو بیوی کے ترکہ میں سے آدھا حصہ ملے گا۔ لیکن اگر بیوی کی اولاد ہو، تو خاوند کو بیوی کے ترکہ میں سے ایک چوتھائی حصہ ملے گا۔ اسی طرح خاوند کے ترکہ میں سے بیوی کو میراث ملنے کی بھی دو ہی صورتیں ہیں۔ اگر خاوند کی اولاد نہ ہو، تو بیوی کو خاوند کے ترکہ میں سے ایک چوتھائی حصہ ملے گا۔ لیکن اگر خاوند کی اولاد ہو، تو بیوی کو آٹھواں حصہ ملے گا۔

کلالہ کی میراث کی دو صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ کلالہ اس مردہ فرد (میت) کو کہتے ہیں خواہ مرد ہو یا عورت جس کے نہ والدین ہوں نہ ہی اولاد، البتہ اس کے بہن بھائی ہوں۔ کلالہ کے بہن بھائی یا تو حقیقی (ماں باپ) شریک ہوں گے یا پھر علاتی (فقط باپ شریک) یا پھر اخیافی (فقط ماں شریک) ہوں گے۔ اس مقام پر صرف یہ صورت بیان کی گئی ہے کہ اگر کلالہ کی ایک اخیافی (ماں شریک) بہن اور ایک بھائی ہوں تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اور اگر ایک سے زیادہ بہن بھائی ہوں، تو یہ سب ایک تہائی حصہ میں شریک ہوں گے۔

وراثت کی یہ تمام تقسیم ہمیشہ میت کے قرض کی ادائیگی اور اس کی وصیت پر عمل کرنے کے بعد ہوگی نیز وصیت بھی صرف ایک تہائی مال میں نافذ ہوگی، اس سے زائد میں نہیں اور وصیت کسی ایسے شخص کے لئے نہیں کی جاسکتی جو شرعی طور پر وارث ہے لہذا اللہ ﷻ نے وراثت کے ان احکام کو حدود اللہ قرار دیا ہے۔ ان احکام پر عمل کرنے والوں کو جنت کی بشارت دی گئی ہے اور ان احکامات کی نافرمانی کرنے والوں کو جہنم کی آگ میں جلنے اور ذلت والے عذاب سے دوچار ہونے کی وعید سنائی گئی ہے۔

نوٹ: کلالہ کی میراث کی بقیہ صورتیں اسی سورت مبارکہ کے آخری رکوع کے خلاصہ میں ذکر کی جائیں گی۔ چونکہ قرآن حکیم میں عموماً احکامات کے بنیادی قوانین ذکر کیے جاتے ہیں اور تفصیلات رسول اللہ ﷺ کی احادیث و آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ملتی ہیں تو احکام وراثت کی وضاحت و تفصیلات کے لیے علمائے کرام سے رجوع کرنا چاہیے۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اور فرما رہے تھے: ”(اے کعبہ!) تو کتنا عمدہ ہے اور تیری خوشبو کتنی پیاری ہے، تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! مومن کے جان و مال کی حرمت اللہ سبحانہ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے اور ہمیں مومن کے بارے میں نیک گمان ہی رکھنا چاہیے۔“ (سنن ابن ماجہ، الکافی)

رکوع: ۱۸ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اے معاذ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے؟" حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "(اللہ تعالیٰ کا بندوں پر حق) یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں"۔ (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہوئے مر جائے، وہ دوزخ میں داخل ہو گا"۔ (صحیح بخاری، الکافی)

۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جسے اللہ تعالیٰ راہ دکھائے تو کوئی اسے گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے گمراہ کر دے تو اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، سب سے سچی بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور سب سے بہترین طریقہ محمد (مصطفیٰ ﷺ) کا طریقہ ہے"۔ (سنن نسائی)

رکوع ۱۹: (آیات: ۱۲۷ تا ۱۳۴)

عورتوں، یتیم بچوں اور بچیوں کے بارے میں انہی احکامات پر عمل پیرا ہونے کی مزید تاکید کی گئی ہے جو اس سورت کے شروع میں بیان ہو چکے

رکوع: ۱۳ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اور فرما رہے تھے: ''(اے کعبہ!) تو کتنا عمدہ ہے اور تیری خوشبو کتنی پیاری ہے، تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! مومن کے جان و مال کی حرمت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے اور ہمیں مومن کے بارے میں نیک گمان ہی رکھنا چاہیے۔'' (سنن ابن ماجہ، الکافی)

رکوع: ۲ (آیات: ۱۱تا۱۴)

وراثت کے احکام بیان ہوئے ہیں۔ پہلے اولاد کا وراثت میں حصّہ بیان کیا گیا ہے چنانچہ لڑکے کا حصّہ لڑکی سے دوگنا ہو گا۔ اگر صرف دو لڑکیاں ہوں تو ان کا کل حصہ دو تہائی ہو گا اور ہر ایک کو ایک تہائی حصہ ملے گا۔ پھر لڑکیاں دو سے خواہ کتنی ہی زیادہ ہوں، ان کا مجموعی حصّہ ترکے کا دو تہائی ہی رہے گا۔ باقی ایک تہائی دوسرے ورثاء کو ملے گا۔ اگر لڑکی ایک ہی ہو تو کُل ترکے کا نصف حصّہ اسے ملے گا اور باقی آدھے میں دوسرے ورثاء حصّہ دار ہوں گے۔

نوٹ: فقہ جعفریہ کے مطابق تمام جائیداد بیٹیوں میں تقسیم ہو گی البتہ دو تہائی بطور فرض اور ایک تہائی بطور رد۔ باقی مرحوم کے بہن بھائی یا اجداد کی نوبت نہیں آئے گی اسی طرح ایک بیٹی زندہ ہو تو اسے تمام جائداد ملے گی، نصف بطورِ فرض اور نصف بطورِ رد۔

میراث میں ماں باپ کے حصّے کی تین صورتیں ہیں: پہلی صورت یہ ہے کہ اگر میت کی اولاد ہو تو ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصّہ ملے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر میت کی اولاد نہ ہو اور صرف ماں باپ ہی وارث ہوں اور اس کے بہن بھائی بھی نہ ہوں، تو ماں کو ایک تہائی اور باپ کو دو تہائی حصہ ملے گا۔ لیکن اگر دوسری صورت میں میت کے بھائی بہن بھی ہوں، تو ماں کو چھٹا حصّہ اور باقی حصّہ باپ کو ملے گا اور یہ میراث میں ماں باپ کے حصّہ کی تیسری صورت ہو گی۔ اس کے بعد میاں بیوی کا وراثت میں حصّہ مقرر کیا گیا ہے۔ بیوی کے ترکہ میں سے خاوند کو میراث ملنے کی دو صورتیں ہیں۔ اگر بیوی کی کوئی اولاد نہ ہو، تو خاوند کو بیوی کے ترکہ میں سے آدھا حصّہ ملے گا۔ لیکن اگر بیوی کی اولاد ہو، تو خاوند کو بیوی کے ترکہ میں سے ایک چوتھائی حصّہ ملے گا۔ اسی طرح خاوند کے ترکہ میں سے بیوی کو میراث ملنے کی بھی دو ہی صورتیں ہیں۔ اگر خاوند کی اولاد نہ ہو، تو بیوی کو خاوند کے ترکہ میں سے ایک چوتھائی حصہ ملے گا۔ لیکن اگر خاوند کی اولاد ہو، تو بیوی کو آٹھواں حصّہ ملے گا۔

کلالہ کی میراث کی دو صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ کلالہ اس مردہ فرد (میت) کو کہتے ہیں خواہ مرد ہو یا عورت جس کے نہ والدین ہوں نہ ہی اولاد، البتہ اس کے بہن بھائی ہوں۔ کلالہ کے بہن بھائی یا تو حقیقی (ماں باپ) شریک ہوں گے یا پھر علّاتی (فقط باپ شریک) یا پھر اَخیافی (فقط ماں شریک) ہوں گے۔ اس مقام پر صرف یہ صورت بیان کی گئی ہے کہ اگر کلالہ کی ایک اخیافی (ماں شریک) بہن اور ایک بھائی ہوں تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصّہ ملے گا۔ اور اگر ایک سے زیادہ بہن بھائی ہوں، تو یہ سب ایک تہائی حصّہ میں شریک ہوں گے۔

وراثت کی یہ تمام تقسیم ہمیشہ میت کے قرض کی ادائیگی اور اس کی وصیت پر عمل کرنے کے بعد ہو گی نیز وصیت بھی صرف ایک تہائی مال میں نافذ ہو گی، اس سے زائد میں نہیں اور وصیت کسی ایسے شخص کے لئے نہیں کی جا سکتی جو شرعی طور پر وارث ہے لہذا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے وراثت کے ان احکام کو حدود اللہ قرار دیا ہے۔ ان احکام پر عمل کرنے والوں کو جنت کی بشارت دی گئی ہے اور ان احکامات کی نافرمانی کرنے والوں کو جہنم کی آگ میں جلنے اور ذلت والے عذاب سے دوچار ہونے کی وعید سنائی گئی ہے۔

نوٹ: کلالہ کی میراث کی بقیہ صورتیں اسی سورتِ مبارکہ کے آخری رکوع کے خلاصہ میں ذکر کی جائیں گی۔ چونکہ قرآن حکیم میں عموماً احکامات کے بنیادی قوانین ذکر کئے جاتے ہیں اور تفصیلات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث و آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ملتی ہیں تو احکامِ وراثت کی وضاحت و تفصیلات کے لئے علمائے کرام سے رجوع کرنا چاہیئے۔

رکوع: ۱۸ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اے معاذ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے؟" حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "(اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بندوں پر حق) یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں"۔ (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہوئے مر جائے، وہ دوزخ میں داخل ہو گا"۔ (صحیح بخاری، الکافی)

۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ راہ دکھائے تو کوئی اسے گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے گمراہ کر دے تو اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، سب سے سچی بات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتاب ہے اور سب سے بہترین طریقہ محمد (مصطفیٰ ﷺ) کا طریقہ ہے"۔ (سنن نسائی)

رکوع: ۱۹ (آیات: ۱۲۷تا ۱۳۴)

عورتوں، یتیم بچوں اور بچیوں کے بارے میں انہی احکامات پر عمل پیرا ہونے کی مزید تاکید کی گئی ہے جو اس سورت کے شروع میں بیان ہو چکے

(سورۃ النساء، آیات: ۴۹، ۵۰)

۱۵۔ اللہ ﷻ اور رسول اللہ ﷺ کی ہر حال میں اطاعت فرض ہے جب کہ صاحب اختیار لوگوں کی بات صرف جائز امور میں ہی مانی جائے گی۔
(سورۃ النساء، آیت: ۵۹) نوٹ: اہل تشیع کے نزدیک اولی الامر کا مصداق بارہ امام ہیں۔

سبق: ١٧ — سُوْرَةُ الْمَعَارِج

(سورت نمبر: [illegible]، کل رکوع: ۲، کل آیات: ۴۴)

شانِ نزول اور تعارف: یہ سورت نبی کریم ﷺ کی مکی زندگی کے درمیانی دور میں نازل ہوئی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب سُوْرَةُ الْحَآقَّة نازل ہوئی۔ اس سورت کے موضوعات اور مضامین سُوْرَةُ الْحَآقَّة سے بہت ملتے جلتے ہیں۔ جس طرح سُوْرَةُ الْحَآقَّة میں قیامت، جنت اور دوزخ کے احوال اور مومنوں اور کافروں کے اخروی انجام کا ذکر ہے اسی طرح اس سورت میں بھی یہی مضامین نہایت [illegible] کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔

شانِ نزول کے حوالے سے بعض کتب تفاسیر میں یہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم کے مقام پر دورانِ خطبہ حضرت مولیٰ علی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ وَجہَہٗ کے مقام قرب وولایت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ "جس کا میں مولیٰ ہوں تو علی اس کا مولیٰ ہے" تو جب یہ خبر حارث بن نعمان فہری یا بعض تفاسیر کے مطابق نضر بن حارث کو پہنچی تو وہ اپنے اونٹنی پر سوار ہو کر آپ ﷺ کے پاس آیا اور رسول اکرم ﷺ سے اعتراض کرتے ہوئے کہنے لگا کہ اے محمد! آپ نے ہمیں کلمہ شہادت، نماز، روزہ زکوٰۃ اور حج وغیرہ کا حکم دیا تو ہم نے قبول کر لیا مگر آپ راضی نہ ہوئے یہاں تک کہ آپ نے اپنے چچازاد (علی) کو ہم پر فضیلت دے دی یہ آپ نے اپنی طرف سے کیا ہے یا پھر اللہ ﷻ کی طرف سے ہے؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ اللہ ﷻ کی طرف سے ہے"۔ تو وہ یہ کہتا ہوا مڑا کہ اے اللہ! اگر محمد کا کہنا حق ہے تو مجھ پر آسمان سے پتھر برسا دے یا بڑا عذاب نازل کر۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ اسی وقت آسمان سے ایک پتھر اس کے سر پر آگرا اور اس کے جسم سے پار ہو گیا اور وہ بدبخت موقع پر ہی ہلاک ہو گیا تو اس موقع پر اس سورت کی پہلی آیت نازل ہوئی۔

ابتدائی کلمات

قرآنِ حکیم اللہ ﷻ کی وہ آخری کتاب ہے جو حضرت جبریل امین علیہ السلام لے کر آئے اور حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے مبارک دل پر نازل ہوئی۔ وہ ہمارے لئے ہدایت اور دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔ ہمارے لئے قرآنِ حکیم ایک فیصلہ کن کلام کی حیثیت رکھتا ہے جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا "بے شک یہ (قرآن) ضرور فیصلہ کن کلام ہے۔" (سورۃ الطارق ۸۶، آیت:۱۳)

اس دنیا میں ہمارا عروج و زوال قرآنِ حکیم ہی سے وابستہ ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "بے شک اللہ ﷻ اس قرآنِ حکیم کی بدولت قوموں کو عروج عطا فرمائے گا اور اس (کو ترک کرنے) کی وجہ سے بہت (سی قوموں) کو ذلیل و رسوا کرے گا۔" (صحیح مسلم)

حضرت سیدنا علی کرّم اللہُ وجہہٗ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا عنقریب بہت فتنے ہوں گے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ان سے کیسے بچا جا سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "کتاب اللہ (کو پیش نظر رکھو) اس میں تم سے پہلوں کی خبریں ہیں اور جو بعد میں پیش آنے والا ہے اس کی اطلاعات ہیں، جو تمہارے درمیان مسائل ہیں ان کے بارے میں بھی اس میں فیصلے ہیں، یہ قول فیصل ہے، کوئی کھیل مذاق نہیں، جو اسے حقیر جان کر چھوڑے گا اللہ ﷻ اس کا غرور خاک میں ملا دے گا اور جو کسی اور جگہ سے ہدایت و رہنمائی تلاش کرے گا اللہ ﷻ اسے گمراہ کر دے گا، یہ قرآن حکیم اللہ ﷻ کی عطا کردہ مضبوط رسی ہے، اسی میں بڑی محکم نصیحتیں ہیں اور یہی صراطِ مستقیم ہے۔" (جامع ترمذی، بحار الانوار)

آخرت میں بھی ہماری کامیابی کا دار و مدار قرآن حکیم کے احکام پر عمل کرنے اور رسول اللہ ﷺ کی کامل اتباع کے ساتھ وابستہ ہے۔ جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "قرآن تمہارے حق میں دلیل ہو گا یا تمہارے خلاف۔" (صحیح مسلم)

چنانچہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم قرآن اور صاحب قرآن "حضور نبی کریم ﷺ" کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط بنائیں۔ ان پر دل سے ایمان رکھیں اور کتاب اللہ کی باقاعدہ تلاوت کریں، اِسے سمجھیں، اِس پر عمل کریں اور اِسے دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کریں۔ ابتدائی عمر میں جو بات ذہن میں بٹھا دی جاتی ہے اس کے پختہ اور دیرپا اثرات کے بارے میں کوئی دو آراء نہیں ہو سکتیں۔ الحمد للہ ہمارے معاشرے میں ابتدائی عمر میں قرآنِ حکیم کی ناظرہ تعلیم اور حفظِ قرآن کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے زندگی بھر قرآنِ حکیم کی تلاوت کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر ابتدائی عمر ہی سے قرآنِ حکیم کے مفہوم اور معانی سکھانے کی طرف توجہ دی جائے تو اُمید ہے کہ قرآنی تعلیمات کو سمجھنا، یاد رکھنا اور قرآنی ہدایات کے مطابق زندگی گزارنا آسان ہو جائے گا۔

"مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء و طالبات" آسان اور عام فہم انداز میں ابتدائی عمر سے قرآنِ حکیم سے تعلق جوڑنے کی ایک مربوط اور منظم کوشش ہے۔ قرآنِ حکیم کا یہ نصاب طلباء و طالبات کو ان کی عصری تعلیم ہی کے دوران "اسلامیات" کے عمومی نصاب کے ساتھ ہی پڑھایا جائے گا۔ اُمید ہے کہ اِن شاء اللہ سات سالوں (تقریباً ۳۵۰ گھنٹوں) میں طلباء و طالبات پورے قرآنِ حکیم کے ترجمہ، مختصر تشریح، اہم مضامین اور عملی ہدایات سے واقف ہو جائیں گے۔ اس طرح اُن کے لئے عملی زندگی قرآنی تعلیمات کے مطابق بسر کرنا ممکن ہو سکے گا۔ یوں افراد کی تبدیلی ایک صالح معاشرہ کے قیام کا ذریعہ بن سکے گی۔

قصہ حضرت نوح علیہ السلام

تعارف

اللہ ﷻ نے لوگوں کی ہدایت کے لئے ہر زمانے میں رسول اور نبی (علیہم السلام) بھیجے جن پر اللہ ﷻ نے وحی نازل فرمائی۔ ان ہی رسولوں میں سے ایک حضرت نوح علیہ السلام بھی ہیں جو اللہ ﷻ کے پہلے رسول ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے انتقال کے بعد بہت عرصہ تک ان کی اولاد عقیدۂ توحید پر قائم رہی۔ پھر آہستہ آہستہ ان لوگوں میں بگاڑ پیدا ہونے لگا اور وہ شرک میں مبتلا ہو گئے۔ چنانچہ جب زمین پر بت پرستی عام ہو گئی تو اللہ ﷻ نے اپنے مقرب بندہ اور اپنے رسول حضرت نوح علیہ السلام کو اس مشرک قوم کی طرف بھیجا۔ یہ قوم عراق کے علاقہ میں آباد تھی۔

دنیا میں بت پرستی کا آغاز

شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اس نے روزِ اول سے ہی انسان کو بہکانے اور گمراہ کرنے کی قسم اٹھا رکھی ہے اس نے لوگوں کے ذہن میں مختلف خیالات اور وسوسے پیدا کیے کہ یہ ستارے، چاند، سورج، آگ، درخت اور انسان وغیرہ تمہیں نفع پہنچاتے ہیں تمہارے خدا تو یہ ہو سکتے ہیں اور تمہاری عبادت کے یہی مستحق ہیں۔ تم ان کی عبادت کرو اور انہیں راضی کرو۔ یہ تمہیں اللہ ﷻ کے عذاب سے بھی بچا لیں گے۔ اس طرح لوگوں میں بت پرستی کا تصور پیدا ہوا اور انہوں نے انسانوں سمیت مظاہر قدرت اور مختلف اشیاء کے مجسمے بنائے اور ان کی پوجا پاٹ شروع کر دی۔ یہ اصل میں ان کی اپنی خیالی تصاویر تھیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں توحید کا نظریہ ناپید ہو چکا تھا اور آپ علیہ السلام کی قوم میں بت پرستی عام تھی انہوں نے اپنے پانچ مشہور بت بنا رکھے تھے جن کے قرآن حکیم میں یہ نام آئے ہیں وَدّ، سُوَاع، یَغُوث، یَعُوق اور نَسر۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ بنی اسرائیل کی فرعون سے نجات

بنی اسرائیل کو ظلم و ستم سے نجات دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تدبیر سے فرعون کے گھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش فرمائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب جوان ہوئے تو ان سے ایک قبطی غیر ارادی طور پر قتل ہو گیا۔ فرعون نے (معاذ اللہ) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شہید کرنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے مدین ہجرت فرما گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام دس سال بعد مدین سے مصر واپس تشریف لائے۔ راستہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں دو معجزات عصا اور ... (چمکتا ہاتھ) عطا فرمائے اور فرعون کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر قرار دیا اور جادوگروں سے حضرت موسیٰ علیہ ...قابلہ کروایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے غالب آجانے پر بھی فرعون

ان پر ایمان نہیں لایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ آپ علیہ السلام راتوں رات بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکل جائیں۔ جب فرعون کو پتہ چلا تو وہ ایک بہت بڑا لشکر لے کر ان کے تعاقب میں نکلا۔ اب آگے سمندر تھا اور پیچھے فرعون کا لشکر۔ اللہ تعالیٰ نے سمندر پھاڑ کر راستہ بنا دیا جس سے گزر کر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل صحرائے سینا میں پہنچ گئے اور فرعون اپنے پورے لشکر سمیت سمندر میں غرق ہو کر مر گیا۔

کیونکہ انہیں ساری امت کی عورتوں کے لئے عفت و پاکبازی اور دیگر معاملات میں نمونہ کمال بننا ہے۔ اس لئے انہیں مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ وہ ہر بات میں تقویٰ اور وقار کا خاص خیال رکھیں تاکہ ان کی سیرت و کردار سے پیغمبرانہ تربیت کا حسن نمایاں ہو۔ بالفرض اگر ان سے کوتاہی ہوئی تو انہیں دوہری سزا دی جائے گی البتہ اگر وہ فرماں برداری اور تقویٰ اختیار کریں تو انہیں اجر بھی دوگنا دیا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ جتنا قرب ہو، اسے اپنے عمل میں اتنا ہی محتاط ہونا چاہیئے۔

البتہ یہ سب ہدایات امت کی تمام عورتوں کے لئے بھی ہیں۔ حکم دیا گیا ہے کہ نامحرم سے گفتگو کی صورت میں لہجہ میں نرمی سے اجتناب کیا جائے، البتہ بات اچھے طریقہ سے ہی کی جائے۔ یہ واضح فرمایا گیا کہ عورت کا اصل مقام گھر ہے۔ گھر اور خاندان کی تعمیر ہی اس کا اہم اور مستقل فریضہ ہے۔ البتہ انہیں ضرورتاً گھر سے باہر جانا ہو تو پردہ کے اہتمام کے ساتھ جاسکتی ہیں۔ دورِ جاہلیت کی طرح زیب و زینت کی نمائش سے منع کیا گیا ہے۔ نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے، اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ ﷻ نے واضح فرما دیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کو ہر اعتبار سے بالکل پاک صاف رکھنا چاہتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ ہر طرح کی آلودگیاں ان سے دور ہوں اور اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہونے کی وجہ سے ان کا کردار روشن، سیرت تاباں اور اعمال پاکیزہ ہوں۔ اس آیت تطہیر میں ازواج مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُنَّ کے ساتھ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ، سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا، حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ آخر میں ازواج

مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُنَّ کو یہ ہدایت ہے کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ کی مثالی شخصیت امت کے لئے بہترین اسوہ ہے اسی طرح ان کو بھی پور
امت مسلمہ کی خواتین کے لئے ایک واضح نمونہ بننا ہے۔ لہٰذا جو کچھ قرآن و سنت میں ان کے لئے ہدایات دی گئی ہیں انہیں اچھی طرح یاد رکھیں اور ا
پر عمل کریں تاکہ وہ دوسری عورتوں کے لئے مشعلِ راہ ہوں۔

رکوع: ۴ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کے گھر والوں نے، جب سے آپ ﷺ مدینہ میں آئے، تین دن پے در پے گندم کا کھانا سیر ہو کر نہیں کھایا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔ (صحیح بخاری)

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عورت پردے کی چیز ہے، وہ جب (بے پردہ، بلا ضرورت) نکلتی ہے تو شیطان اسے گردن اٹھا کر دیکھتا ہے (تاکہ اسے اور دوسروں کو فتنہ میں مبتلا کرے) اور وہ اللہ ﷻ کے اس سے زیادہ کبھی قریب نہیں ہوتی جس قدر وہ اپنے گھر کے اندر (رہ کر قریب) ہوتی ہے۔" (طبرانی)

۳۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "ہر (وہ) آنکھ (جو کسی نامحرم کی طرف شہوت سے دیکھے وہ) زناکار ہے اور عورت جب خوشبو لگا کر مجلس کے پاس سے گزرے تو وہ بھی ایسی ہے یعنی وہ بھی زانیہ ہے۔" (اس لئے زانیہ ہے کیوں کہ وہ لوگوں کی نگاہوں کو اپنی طرف مائل کرنے کا سبب بنی ہے، اس لئے وہ برابر کی شریک ہے۔) (جامع ترمذی)

۴۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عورتوں کی سب سے بہتر نماز وہ ہے جو اُن کے گھروں کے اندرونی حصہ میں ہو۔" (مسند احمد)

۵۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "خبردار! کوئی مرد کسی (نامحرم) عورت سے تنہائی میں نہ ملے کیونکہ (جب بھی کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو) ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔" (جامع ترمذی)

رکوع: ۵ (آیات: ۳۵ تا ۴۰)

مسلمان، مومن، فرماں بردار، سچے، صابر، عاجز، صدقہ کرنے والے، روزہ رکھنے والے، پاکدامن اور اللہ ﷻ کا ذکر کرنے والے مردوں اور عورتو
کے لئے اللہ ﷻ کی طرف سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ ہے۔ ایک یہ اصول عطا کیا گیا ہے کہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم اور فیصلہ
بعد کسی مومن مرد اور عورت کے لئے کسی اختیار کی گنجائش نہیں رہتی۔ جو شخص اللہ ﷻ اور رسول کریم ﷺ کی نافرمانی کرے گا وہ واضح گمر
ہے۔ اس کے بعد ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کا نکا
نبی کریم ﷺ کی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے ہوا، لیکن باہمی مزاج میں موافقت نہ ہوئی اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے طلاق د
چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں روکا اور سمجھایا چنانچہ وہ رک گئے اور نباہ کے لئے مزید کوشاں رہے لیکن بالآخر جب نباہ نہ ہو سکا تو انہوں نے طلا
دیدی تو اللہ ﷻ کے حکم سے حضور اکرم ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ اس میں اللہ ﷻ کی طرف سے حکمت یہ تھی کہ منہ بولے
کی مطلقہ بیوی سے نکاح نہ کرنے کی غلط رسم کا خاتمہ کیا جائے جو عربوں میں بہت معروف تھی۔ اللہ ﷻ نے اہل ایمان کے لئے واضح کر دیا کہ
کریم ﷺ کے لئے اس کام میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ اللہ ﷻ کی طرف سے مقرر کردہ ہے۔ سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام بھی ایسے غلط رسم و رواج
اصلاح کرتے رہے ہیں۔ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان ہے کہ وہ اللہ ﷻ کے احکامات بغیر کسی کمی بیشی کے پہنچاتے ہیں اور اللہ ﷻ کے سوا کسی سے نہیں

رکوع: ۲ (آیات: ۱۱ تا ۱۴)

وراثت کے احکام بیان ہوئے ہیں۔ پہلے اولاد کا وراث [illegible] حصہ بیان کیا گیا ہے چنانچہ لڑکے کا حصّہ لڑکی سے دوگنا ہو گا۔ اگر صرف دو لڑکیاں ہوں تو ان کا کل حصہ دو تہائی ہو گا اور [illegible] ایک تہائی حصہ ملے گا۔ پھر لڑکیاں دو سے خواہ کتنی ہی زیادہ ہوں، ان کا مجموعی حصّہ ترکے کا دو تہائی ہی رہے گا۔ باقی ایک تہائی دوسر[illegible] ملے گا۔ اگر لڑکی ایک ہی ہو تو کُل ترکے کا نصف حصّہ اسے ملے گا اور باقی آدھے میں دوسرے ورثاء حصّہ دار ہوں گے۔

نوٹ: فقہ جعفریہ کے مطابق تمام جائیداد بیٹیوں میں تقسیم ہو گی البتہ دو تہائی بطور فرض اور ایک تہائی بطور رد۔ باقی مرحوم کے بہن بھائی یا اجداد کی نوبت نہیں آئے گی اسی طرح ایک بیٹی زندہ ہو تو اسے تمام جائداد ملے گی، نصف بطورِ فرض اور نصف بطورِ رد۔

میراث میں ماں باپ کے حصّے کی تین صورتیں ہیں: پہلی صورت یہ ہے کہ اگر میت کی اولاد ہو تو ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصّہ ملے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر میت کی اولاد نہ ہو اور صرف ماں باپ ہی وارث ہوں اور اس کے بہن بھائی بھی نہ ہوں، تو ماں کو ایک تہائی اور باپ کو دو تہائی حصہ ملے گا۔ لیکن اگر دوسری صورت میں میت کے بھائی بہن بھی ہوں، تو ماں کو چھٹا حصّہ اور باقی حصّہ باپ کو ملے گا اور یہ میراث میں ماں باپ کے حصّہ کی تیسری صورت ہو گی۔ اس کے بعد میاں بیوی کا وراثت میں حصّہ مقرر کیا گیا ہے۔ بیوی کے ترکہ میں سے خاوند کو میراث ملنے کی دو صورتیں ہیں۔ اگر بیوی کی کوئی اولاد نہ ہو تو خاوند کو بیوی کے ترکہ میں سے آدھا حصّہ ملے گا۔ لیکن اگر بیوی کی اولاد ہو، تو خاوند کو بیوی کے ترکہ میں سے ایک چوتھائی

حضرت یوسف علیہ السلام تقریباً اسّی (۸۰) سال تک مصر کے بادشاہ رہے۔ ان کے انتقال کے بعد بھی بنی اسرائیل کافی عرصہ خوشحال زندگی گزارتے رہے یہاں تک کہ اہل مصر یعنی قبطیوں نے اپنا ایک بادشاہ مُقرر کر لیا جس کا لقب فرعون تھا۔ فرعون نے بنی اسرائیل کو غُلام بنا لیا اور ان سے سخت مُشقت والے کام لینے لگا۔ فرعون کو کسی نجومی نے بتایا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہو گا جو تمہارا اِقتدار ختم کر دے گا۔ اس پر فرعون نے بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے لڑکوں کو قتل کرنا شروع کر دیا اور ان کی لڑکیوں کو خدمت گاری کے لئے زندہ رہنے دیا۔ اس طرح بنی اسرائیل فرعون کے شدید ظلم وستم کا شکار ہو گئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ بنی اسرائیل کی فرعون سے نجات

بنی اسرائیل کو ظلم وستم سے نجات دلانے کے لئے اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ اللہ ﷻ نے اپنی تدبیر سے فرعون کے گھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش فرمائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب جوان ہوئے تو ان سے ایک قبطی غیر ارادی طور پر قتل ہو گیا۔ فرعون نے (معاذاللہ) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شہید کرنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ ﷻ کے حکم سے مدین ہجرت فرما گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام دس سال بعد مدین سے مصر واپس تشریف لائے۔ راستہ میں اللہ ﷻ نے انہیں دو معجزات عصا اور ید بیضا (چمکتا ہاتھ) عطا فرمائے اور فرعون کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر قرار دیا اور جادوگروں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کروایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے غالب آجانے پر بھی فرعون

ان پر ایمان نہیں لایا۔ چنانچہ اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ آپ علیہ السلام راتوں رات بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکل جائیں۔ جب فرعون کو پتہ چلا تو وہ ایک بہت بڑا لشکر لے کر ان کے تعاقب میں نکلا۔ اب آگے سمندر تھا اور پیچھے فرعون کا لشکر۔ اللہ ﷻ نے سمندر پھاڑ کر راستہ بنا جس سے گزر کر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل صحرائے سینا میں پہنچ گئے اور فرعون اپنے پورے لشکر سمیت سمندر میں غرق ہو کر مر گیا۔

بنی اسرائیل صحرائے سینا میں

بنی اسرائیل بہت بڑی تعداد میں تھے۔ صحرائے سینا میں اللہ ﷻ نے بنی اسرائیل پر بادلوں کا سایا کیا، ایک چٹان سے بارہ چشموں کی صورت میں پانی د من وسلویٰ جیسی عمدہ خوراک دی اور تورات جیسی عظیم کتاب عطا فرمائی۔ بنی اسرائیل نے ہر بار اللہ ﷻ کی ناشکری کی، سونے کا بچھڑا بنا کر اس کی پوجا کی کوہ طور پر پہنچ کر اللہ ﷻ کو دیکھنے کا مطالبہ کیا، مَن وسلویٰ کے بجائے عام خوراک کا مطالبہ کیا، تورات کو اپنی پیٹھ پیچھے ڈال دیا یعنی اس کی تعلیمات کو بھلا انہوں نے اور بھی کئی مواقع پر اللہ ﷻ کی نافرمانیاں کیں لیکن اللہ ﷻ نے انہیں مزید مہلت دی اور ان کی بڑی بڑی غلطیوں کو بھی معاف فرما دیا۔

بنی اسرائیل کی بزدلی اور سزا

اللہ ﷻ نے بنی اسرائیل کو فلسطین میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ فلسطین میں ایک نہایت طاقتور اور جنگجو قوم عمالقہ آباد تھی۔ بنی اسرائیل نے بزدلی دکھا

کیونکہ انہیں ساری امت کی عورتوں کے لئے عفت و پاکبازی اور دیگر معاملات میں نمونہ کمال بننا ہے۔ اس لئے انہیں مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ وہ ہر بات میں تقویٰ اور وقار کا خاص خیال رکھیں تا کہ ان کی سیرت و کردار سے پیغمبرانہ تربیت کا حسن نمایاں ہو۔ بالفرض اگر ان سے کوتاہی ہوئی تو انہیں دوہری سزا دی جائے گی البتہ اگر وہ فرماں برداری اور تقویٰ اختیار کریں تو انہیں اجر بھی دوگنا دیا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ جتنا قرب ہو، اسے اپنے عمل میں اتنا ہی محتاط ہونا چاہیئے۔

البتہ یہ سب ہدایات امت کی تمام عورتوں کے لئے بھی ہیں۔ حکم دیا گیا ہے کہ نامحرم سے گفتگو کی صورت میں لہجہ میں نرمی سے اجتناب کیا جائے، البتہ بات اچھے طریقہ سے ہی کی جائے۔ یہ واضح فرمایا گیا کہ عورت کا اصل مقام گھر ہے۔ گھر اور خاندان کی تعمیر ہی اس کا اہم اور مستقل فریضہ ہے۔ البتہ انہیں ضرورتاً گھر سے باہر جانا ہو تو پردہ کے اہتمام کے ساتھ جاسکتی ہیں۔ دورِ جاہلیت کی طرح زیب و زینت کی نمائش سے منع کیا گیا ہے۔ نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے، اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ ﷻ نے واضح فرما دیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کو ہر اعتبار سے بالکل پاک صاف رکھنا چاہتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ ہر طرح کی آلودگیاں ان سے دور ہوں اور اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہونے کی وجہ سے ان کا کردار روشن، سیرت تاباں اور اعمال پاکیزہ ہوں۔ اس آیت تطہیر میں ازواج مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُنَّ کے ساتھ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجۡہَہٗ، سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا، حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ آخر میں ازواج

مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُنَّ کو یہ ہدایت ہے کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ کی مثالی شخصیت امت کے لئے بہترین اسوہ ہے اسی طرح ان کو بھی پور
امت مسلمہ کی خواتین کے لئے ایک واضح نمونہ بننا ہے۔ لہٰذا جو کچھ قرآن و سنت میں ان کے لئے ہدایات دی گئی ہیں انہیں اچھی طرح یاد رکھیں اور ا
پر عمل کریں تا کہ وہ دوسری عورتوں کے لئے مشعلِ راہ ہوں۔